گذرے ہین جنکی ابتدائی زندگی نہایت ہی افلاس۔ مصائب اور فلاکت ہین گذری ہو
مگر آگے بڑھکر وہی مدارج علیہ پر فائز ہوے ہین اور چار دانگ عالم ہین اپنی شہرت
اور اولوالعزمیون کے ڈنکے بجائے ہین۔ اور بہت سے ایسے بھی برگشتہ قسمت پائے
جاتے ہین جو ہمیشہ تخت شاہنشاہی پر بڑے جاہ و جلال اور تجمل و اقبال کے ساتھ
جلوہ فرما رہے ہین لیکن آخر کو واژونی بخت سے خاک مذلت ہین مل گئے ہین۔
اور انقلاب زمانہ اسی کا نام ہے ؎

بسا زورمند کہ افتادہ سخت ۔ بس افتادہ را یاوری کرد بخت

چنانچہ اس وقت ہمارا مونس تنہائی۔ ہمارا سچا انیس و ہمدم۔ ہمارا حقیقی یار غمگسار ہمارے
تنگ خیالات کو وسیع کرنیوالا۔ ہماری بجھی ہوئی ہمتون کو بڑھانیوالا ہمکو عبرت دلاکر خواب
غفلت سے چونکانیوالا تاریخ کا ایک ضخیم ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہی اور با جبروت تاجدار شاہ
افشار کے عجیب و غریب واقعہ کو نہایت دلچسپی کے ساتھ پیش کر رہا ہے جسکے مطالعہ سے
جرأت۔ فتحمندی۔ عبرت اور اقبالمندی کے نمونے نظر آرہے ہین اور دل و دماغ کو
اثر ڈالنے والے طرز سے تازگی بخش رہے ہین۔ جَلّ جلالہٗ ؎

بت کرین آرزو خدائی کی ۔ شان ہے تیری کبریائی کی

یہ وہ بلند حوصلہ۔ بہادر۔ مضبوط۔ جفاکش سپاہی ہے جسکی ابتدائی عمر نہایت
مفلسی اور محتاجی مین بسر ہوئی آخرکار موافقت زمانہ سے اسکے اقبال مند نصیبہ نے رفتہ
رفتہ استقدر ترقی کی ہر کہ ارض روم سے لیکر راس کماری تک اپنے رعب داب اور
سطوت و جبروت کا ڈنکا بجایا۔ اور ایک عالم کو اپنے جاہ و جلال اور شان و شوکت کا
کلمہ پڑھوایا جدھر قدم بڑھایا۔ فتح و نصرت ہمرکاب ہوئی جسطرف آنکھ اٹھائی
اقبال و شوکت دست بستہ سامنے موجود ہوگئی۔ مگر ساتھ ہی اسکے یہ امر بھی افسوس
سے خالی نہین کہ اس خود رو پودھے کے ثمر مین ہر دلعزیزی کا ذائقہ نہ تھا اوس کا
ثمرہ یہ ہوا کہ ارکین سلطنت سے لیکر عام مخلوق تک ترش رو اور تلخ کام رہے آخرکار
اس بدمزگی نے یہانتک نوبت پہونچائی کہ سب نے ملکر ایسے تیکھے کرتوے نے اوس
درخت کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا۔ بلکہ اون پودھون کو بھی جو اسی کے تخم سے سرسبز
ہوکر پھیل چکے اور دست بدار بارور ہونیوالے تھے گلشن زمین سے یکقلم تراش کر صحراے عدم کو پہونچادیا

نادر کی پیدایش اور اوسکی ابتدائی حالت

نادر کا باپ امام قلی بیگ شہر اہواز کا باشندہ ایک معمولی آدمی تھا۔ ذاتی اور خاندانی کسی قسم کا اعزاز نہ رکھتا تھا۔ نہایت عسرت اور فلاکت سے بسر ہوتی تھی معیشت اور نان شبینہ کی فکر مین اوسکی جان پر مصیبت رہتی تھی۔ اُسی کے صلب سے یہ با اقبال۔ تاجدار۔ کرۂ ارض کو اپنی ہیبت سے ہلا دینے والا طارم فلک تک اپنے نقارۂ حکمرانی کی آواز بلند کرنے والا طفل جرار بقول ایک مورخ کے شہر اہواز کیجانب شمال قریۂ قرزدین مین ۱۱۰۰ھ کو رحم مادر سے عالم شہود مین آیا۔ نادر قلی بیگ نام رکھا گیا مصیبت مین پلا۔ روکھی روٹیاں کھاکر طفلی کے ایام کاٹے۔

شیخ علی حزین اسکے خاندان کی بابت یون لکھتے ہین کہ نادر کا باپ پوستین دوز تھا چنانچہ شیخ کی رباعی اس قول کی تصدیق کرتی ہے رباعی

تا چند زمانہ فتنہ اندوز شود — ہر گوشہ کمان کین سیہ توز شود

زیبد کہ جہانبان بہ پشمی نہ خرند — ملکے کہ نصیب پوستین دوز شود

پھر شیخ علی حزین یون بھی لکھتے ہین کہ نادر قلی بیگ شاہ طہماسپ کا غلام تھا اوسکے برداری کی خدمت سپرد تھی۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو کچھ عجب نہ تھا۔ مگر علی حزین کو نادر سے دلی عداوت تھی کیونکہ نادر ہی کی بدولت شیخ کے خاندان سے وزارت نکل گئی اور اُسی کے خوف سے شیخ نے بھاگ کر ہندوستان مین پناہ لی۔ اوس زمانہ مین ہندوستان اچھے لوگون کا قدردان تھا۔ یہان لاطمع درویش اور نازک خیال شاعر سمجھکر شیخ کی بڑی آؤبھگت ہوئی۔ مشہور ہے کہ جب نادر ہندوستان مین آیا ہے تو شیخ اوس کے خوف سے بنارس مین چھپتے پھرتے اور نادر کے سپاہی انکی تلاش مین سرگرم تھے کہتے ہین کہ شیخ کو عملیات کا ورد تھا۔ جبکہ نادر کے سپاہی شیخ کے گھر مین گھس آئے شیخ نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور عمل کی برکت سے کسی کو نظر نہ پڑے۔ یہانتک سپاہیون کی کشمکش ہوئی اور اتنے دھکے کھائے کہ شیخ کا پیراہن پارہ پارہ ہو گیا غرضکہ جب شیخ کو نادر سے یہانتک صدمہ پہونچا تو اوسکا طعنہ آمیز اور خصومت خیز بیان پایۂ اعتبار سے گر گیا۔

مدارج ترقیات کا پہلا زینہ

جب دن پھلے آئے۔ اقبال نے ترقی کے دروازے کھول دیے۔ نادر کے باپ
امام قلی بیگ نے انتقال کیا۔ شہر ابیورد مین افشاریون کا ایک ممتاز فرقہ تھا۔ اوس
قوم کا رئیس بابا قلی بیگ (جو اپنی قوم کا افسر اور قلعہ کلات کا حاکم تھا) نادر کی بیوہ ماں
کو عقد کرکے اپنے گھر لایا۔ نادر قلی بیگ بھی بطور مادر جلو کے اپنی ماں کے ساتھ آیا۔ چونکہ
ہونہار نادر شروع ہی سے زیور شعور سے آراستہ تھا۔ بابا قلی بیگ کی نظرون مین
کھپ گیا۔ اُسنے اپنی دختر ماہ پیکر کے ساتھ (جو اوسکی پہلی بیوی سے تھی اور شاہ سلطان حسین
صفوی کی نواسی تھی) نادر کا عقد کردیا۔ اس سے ایک لڑکا رضا قلی بیگ پیدا ہوا۔ اب
یہین سے مفلسی کا باب مسدود ہوا اور فلاحت و فراغت کا دروازہ کھلا۔ اچھے دن
آئے مصیبت کی راتین ایام راحت سے بدل گئین۔ عیش و عشرت سے بسر ہونے
لگی تھوڑے زمانہ کے بعد بابا قلی بیگ نے وفات پائی۔ اور نادر کی بیوی یعنی رضا قلی بیگ
کی ماں نے بھی انتقال کیا۔ نادر قلی بیگ نے قیام ریاست اور اخذ وراثت کے خیال
سے بابا قلی بیگ متوفی کی دوسری بیٹی سے بھی عقد کرلیا۔ اسی کے بطن سے نصر اللہ مرزا
وہ خوش نصیب لڑکا پیدا ہوا جو ہندوستان پہونچکر امیر تیمور گورکانی کے خاندان
مین داماد بنا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ دوری زمانہ کی رفتار کیسا گاڑھے کا پیوند
حریر مین لگایا۔ اور کہان کا جوڑ کہان بھڑکایا۔

آوارۂ وطن ہوا جب نادر کے سوتیلے باپ بابا قلی بیگ افشار نے انتقال کیا تو
نادر اوسوقت کم سن تھا۔ بیکسی کا ذریعہ اسکے چچا برادر بابا قلی بیگ کے حق مین مفید ثابت
ہوا چنانچہ اسی حیلہ سے اُسکا چچا قلعہ پر قابض ہوگیا۔ ادھر نادر کو یون سمجھا دیا کہ تمھارا جاگیر
جب تم سن شعور کو پہونچوگے اوسوقت یہ قلعہ تمھارے حوالہ کردیا جائیگا۔ اور اُدھر افشاریون
سے یہ بیان کیا کہ "نادر سا سخت مزاج۔ تند خو۔ ظالم۔ جابر ہرگز قابلیت یہ نہین رکھتا ہے
کہ تم ایسے معزز اور سادہ لوگون پر سرداری کرے۔ اور تم اون جور و
ظلم اور سخت مزاجیون کی برداشت کر سکو" اس طرح سے نادر نے اپنا

+ افشار ترکمانون کی قوم ہے۔ جسکے چند فرقہ ہین۔

اصلی حق اپنے چچا کی بدنیتی سے کھو دیا۔ اب اوسکی غیور طبیعت نے ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی کہ جہان پر اسے حکمران ہونا چاہیے تھا ماتحت بنکر رہے۔ مجبوراً مایوس ہوکر مشہد مقدس کو چلا گیا۔ وہان بگلر بگ کی سرکار مین ملازمت اختیار کی۔ ابتداً دہم اردن پر جعبدار مقرر ہوا مگر چند روز مین بگلر بگ نے اسکی جرأت۔ چالاکی۔ مستعدی سے خوش ہوکر ایک رسالہ کا افسر کردیا۔ شروع مین تاتاریون سے چھوٹی چھوٹی متفرق لڑائیان ہوئین ادمین نادر نے اپنی ہمت اور مردانگی کے ایسے ثبوت دیے کہ تھوڑے ہی عرصے مین وہ مین باشی یعنی ہزار سوارون پر افسر ہوگیا۔ اور اسی عہدے پر ۳۲ برس کی عمر تک اپنے کار منصبی کو انجام دیتا رہا۔

سنہ ۱۷۲۰ء مین تاتاری اوزبک بارہ ہزار سوار لیکر خراسان پر چڑھ دوڑے۔ یہان اوسوقت بگلر بگ کی مجموعی فوج چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادے سے زیادہ مقابلہ کے لئے تیار نہ تھی۔ بگلر بگ سخت تردد مین پڑا اور افسران دربار کو طلب کرکے مشورہ کیا۔ ہر ایک افسر نے اپنی پست ہمتی سے یہی راے دی کہ ہماری فوج کم ہے اور غنیم اپنی تعداد اور قوت مین بہت زیادہ۔ پس ایسی حالت مین مقابلہ کرنا اپنے پیرپر آپ کلھاڑی مارنا ہے لہذا ایسی خوفناک حالت مین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خندق اور مورچہ بندی سے شہر کی حفاظت کیجائے اور خود ہم کو مستحکم ہوکر قلعہ مین بیٹھنا چاہیے۔

چونکہ نادر ابھی اس پایہ کا آدمی نہوا تھا کہ ان افسران شاہی کے درمیان مین اپنی راے پیش کرکے دخل در معقولات دیتا۔ مگر جب جملہ اراکین اپنی اپنی رائین پیش کرچکے تو نادر بھی جرأت کرکے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت نہ کوئی مقام خوف ہے اور نہ کوئی محل ہراس۔ اگر حکم دالا ہو تو مین تنہا اس مہم مین کامیابی حاصل کرسکتا ہون"

بگلر بگ نے چونکہ پہلے سے نادر کی جرأت ہمت۔ دلاوری کو جانتا تھا اس راے سے قوی دل ہوکر اسکو سپہ سالار فوج کردیا۔ اور معرکہ جدال مین جانیکی اجازت دی۔ مگر دیگر افسران فوج کو ایک ادنے افسر کی ماتحتی کسی طرح گوارا نہ ہوئی

بگلر بگ - فتح اول وسوم وکسر پنجم کہ باے موحدہ ہے اور کاف فارسی یہ ایک معزز خطاب شاہی ہے۔ ترکی مین خان خانان اور امیر الامرا کو کہتے ہین۔

عذر کیا حکم ہوا کہ تم لوگون کو اختیار ہے۔ اگر مانحتی کرنا نہین چاہتے ہو تو نہ جاؤ۔
غرضکہ نادر قلی بیگ سپہ سالار فوج مقرر ہو کر بڑی دلیری اور الوالعزمی جانبازی
کا مستقل ارادہ کرکے شہر سے باہر نکلا۔ اور تاتاری فوج کے مقابلہ مین جو مشہد سے
چار منزل کے فاصلہ پر پڑی ہوئی تھی پہونچکر صف آرا ہوا۔ تاتاریون کی جرات مستوی
اور استقلال کو دیکھکر نادر اپنی فوج کو ایک بلند مقام پر چڑھا لیگیا۔ صفین درست
کین۔ اور قلب لشکر مین کھڑے ہو کر امنگ اور حوصلہ پیدا کرنیکی غرض سے یون
ایک پُرجوش تقریر کی۔

"اے میری فوج کے بہادر سپاہیو اور اے میرے جانباز جوانو اور
افسرو تم جانتے ہو کہ آج کس کے مقابلہ کے واسطے تیار ہو اور آمادہ کھڑے ہو۔ کچھ
یہ بھی سمجھتے ہو کہ وہ کون ہین۔ کیسے ہین۔ اور کتنے ہین۔ وہ بودے۔ بزدل تھوڑے کو
سے تاتاری ہین جو تم کو ایک وسیع میدان مین پھیلے ہوئے اور کثرت سے معلوم
ہوتے ہین چھ سات ہزار سے ہرگز زیادہ نہین ہین تاتاریون نے محض دکھانے اور
رعب جمانے کی غرض سے فوج کو تتر بتر کرکے کچھ اس ترکیب سے پھیلا دیا ہے کہ جو
دور سے مشاہدہ کرینتو اون کو بہت سے معلوم ہوتے ہین۔ مین نے بارہا تاتاریو نکا
مقابلہ کیا ہے۔ ہمیشہ اونکو بودا اور بھاگنے والا پایا ہے۔ کبھی میرے ایک بار کی
تاب لانا اونکو نصیب نہوا۔ اور مین ہمیشہ اونپر فتحیاب ہوتا رہا۔ پس آج بھی یہ وہی
پست ہمت پیٹھ دکھانے والے تاتاری ہین۔ اے جوانان جنگ آزما خوش ہو کہ
فتح تمھارے ہاتھ ہے۔ آؤ یکبارگی ہمت لاؤ اور جوش کے ساتھ حملہ کرو بڑھو
لپکو۔ مارو" یہ کہتا ہوا سب سے پہلے اپنا گھوڑا غنیم کے لشکر مین ڈال دیا۔ اودھر
سے تاتاریون نے بھی نہایت ہی مردانگی سے حملہ کیا معرکہ جدال قایم ہو گیا۔
نادر بڑھ بڑھ کر دشمن پر دھاوے کرتا اور بہتون کو مار کر پلٹ آتا۔ اور اپنی
فوج کو ہمت اور جوش دلاتا جاتا۔ اور پھر بڑھ جاتا تھا۔ بہت بڑے عرصہ تک
کشت و خون کا بازار گرم رہا مگر جانبین مین تذبذب کی حالت رہی۔ دونون
طرف سے کچھ ایسے مضبوطی سے قدم جمے ہوئے تھے کہ کوئی ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا۔
آخر کو خوش نصیب بلند حوصلہ نادر نے تقدیر آزمائی کے خیال سے نہایت ہی

جوش کیساتھ حملہ کیا۔ اور اُمڈے ہوئے لشکر کو چیرتا ہوا قلب لشکر مین پہونچ گیا
اور سردار فوج پر ایک ایسا وار کیا کہ کاٹ کر خاک و خون مین ڈال دیا۔ جب سردار
مارا گیا۔ تاتاری بھاگ کھڑے ہوئے۔ فاتح فوج کئی میل تک برابر اون مفرورون کا
پیچھا کئے چلی گئی۔ ۶ ہزار سے زیادہ تاتاری کام آئے۔ کیونکہ کچھ تو مقابلہ مین اور
بہت سے بھاگتے مین مارے گئے۔ فتحمند نادر نقارہ نصرت و فیروزی بجاتا شاد بامراد
مشہد مین داخل ہوا مگر شاہ سلطان حسین صفوی والی ایران نے کچھ بھی اس
بہادر سرجوار کی قدر و منزلت نہ کی اور اُسکی بڑھی ہوئی امیدون کو خاک مین ملادیا
باوجود اسکے کہ بگلر بگ نے عہدہ سپہ سالاری کے لئے نادر کی سفارش بھی کی
مگر بادشاہ نے حق تلفی کر کے بالکل ایک ناتجربہ کار نئے شخص کو جس نے کبھی معرکہ
قتال کی صورت بھی نہ دیکھی تھی مامور کر دیا۔ اتنی بڑی حق شناسی سے آتش
مزاج نادر انگارون پر لوٹنے لگا۔ اور اسی پیچ و تاب مین بگلر بگ کی خدمت مین
حاضر ہو کر نہایت ہی درشت اور نا ملایم الفاظ مین شکایت کی جو ملازمت کی حیثیت سے
بالکل شایان نہ تھی۔ بگلر بگ ایسے نامناسب اور ناگوار طرز بیان کو برداشت نہ
کر سکا اور مار کر نکلوا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسقدر لاتین گھونسے۔ ٹھوکرین کھائین
کہ تمام ناخن گر گئے۔ اور انتہائے ذلت و رسوائی کے ساتھ نکالا گیا۔
قزاق بنا جب بگلر بگ کی سرکار سے علیحدہ کیا گیا تو مجبوراً پھر اپنے نامہربان چچا کے
پاس واپس آیا۔ اسکے چچا نے اولاً بہت کچھ خاطر و مدارات کی مگر جب قلعہ قلات کا
دعوی کیا۔ بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ اور پھر باہمی رنجش
ہوگئی یہانتک کہ نادر ضروری مصارف کی دقت اٹھانے لگا۔ ہر چند کہ مفلس تھا تاہم
حقارت آمیز نظرون کی برداشت نہ کر سکا۔ جب منت و سماجت سے کام نہ چلا۔
تو اس فکر مین ہوا کہ زور بازو سے قلعہ لینا چاہیے۔ دو مضبوط۔ قوی ہیکل قوی بازو
سپاہیون کی مدد سے ایک قافلہ پر اچانک جا پڑا مین یا چار خچر جنپر مال تجارت
لدا ہوا تھا لوٹ کے مال بیچا۔ ہتیار مول لیے۔ اور ۲۰ یا ۲۵ جانباز ولاور جو اوسکی تلاش
سے مل سکے جمع کر لیے۔ دوسری مرتبہ اس جماعت کو لیکر ایک بڑے قافلہ پر چڑھ دوڑا
سو خچر اور متعدد اونٹ جنپر تجارتی اسباب تھا۔ لوٹ کر پہاڑون مین جا چھپا۔ یہان

شہری لوگ جنکو اونکے پاس آتے ہین اور ہتیار و دیگر مال بدل لیجاتے - غرضکہ رفتہ رفتہ
استدر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ کہ اس ذریعہ سے پانسو مضبوط اور جرار سپاہی اپنے
جرگہ مین شامل کر لیے - اب تو جسطرف چاہا دہاوا کر دیا - اور جسے چاہا لوٹ مار کر غارت
کیا۔ شہر والون مین اتنی جرأت نہ تہی کہ مار کر اوسکے بڑہتے ہوئے جوشون کو پست کر دیتے
نادر نے جسکو مالدار پایا ایک ذراسی دہمکی دی اور رقم کثیر وصول کر لی۔ شاہ طہماسپ والی ایران
نے کب کی یہ لوٹ مار بند کر دی ہوتی - اور اسکے ملجا و ماوا کو مدت ہوئی ہوتی تباہ و غارت
کر دیا ہوتا مگر چونکہ وہ خود بتیس دانتون مین زبان ہو رہا تھا ایکطرف افغانون نے میر واعظ کے
بیٹے محمود خان کی ماتحتی مین دار السلطنت اصفہان کو فتح کر لیا تھا۔ اور تمام جنوبی و مشرقی
حصہ تسخیر کرکے وہان ہر بونگ مچا رکھا تھا دوسری طرف ترکون نے ترکتاز کرکے مغربی حصہ دبا
لیا تھا - اودہر شمال کیطرف روسیہ نے بحر کاسپین اور نیز دیگر مقامات پر قبضہ کر لیا تھا
اب شاہ طہماسپ کے پاس صرف دو تین صوبہ باقی رہگئے تہے اوسپر بہی ہر چہار طرف سے
مخالفون کی یورش تہی لیکن جبکہ اوسکا دامن دولت بیرونی غنیمون کے خار مقابلہ مین الجہا
ہوا تھا تو ایسی ابتر حالت مین اندرونی خلش کو وہ کیونکر دور کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تہی کہ نادر
زبن من مانی کارروائیون مین روزافزون کامیاب ہوتا گیا - اوسپر کوڑہ مین کہاج - بادشاہ پر
یہ دوسری مصیبت پڑی کہ اسی کشمکش کے زمانہ مین قوم بیات[2] سے ایک شخص سیف الدین بیگ
نے (جو شاہ طہماسپ کی فوج مین جنرل تھا) مخالفت اختیار کی - بادشاہ نے
ناراض ہو کر چاہا کہ اسے قتل کرا دے - جنرل سیف الدین خان اس واقعہ کی
خبر پاتے ہی خوف جان سے پانسو آدمیون کی جماعت ساتھ لیکر راتون رات
بہاگ کھڑا ہوا اور کوئی جگہ پناہ کی نہ دیکھکر نادر سے آملا - اس فوجی سردار کے
مل جانے سے نادر نہایت پر ہیبت ڈاکو بنگیا - اب اوسکے اطراف وجوانب کے
باشندے اس کثیر جماعت کا بار خرچ اٹھانے کے متحمل نہین ہو سکتے تہے - لہذا

[1] جس زمانہ مین افغانون نے محمود خان بن [illegible] کی سرکردگی مین فارس پر حملہ کرکے دار السلطنت اصفہان
پر قبضہ کیا تھا۔ تو شاہ سلطان حسین کو معہ اوسکے ۳۰ بیٹون کے گرفتار کر لیا تھا صرف شاہ مذکور کا
ایک بیٹا طہماسپ مرزا بہاگ کر بچا۔ اور اپنی قوت بازو سے بادشاہ ہوا جو شاہ طہماسپ کے نام سے مشہور ہے

[2] بیات ترکون کی ایک قوم ہے -

نادر نے دوڑ دوڑ دھاوا کرنا اور شبخون مارنا شروع کر دیا اور کچھ اسقدر مہیب ہو گیا کہ بڑے بڑے بہادر اسکے نام سے تھرانے لگے۔ یہان تک کہ خود اسکا چچا باوجود اسکے کہ ایک قلعدار تھا خوف زدہ ہوا۔ کیونکہ نادر نے جس مقام کو اپنا ملجا و ماوا قرار دیا تھا وہ اسکے چچا کا قلعہ صرف سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ممکن تھا کہ جب نادر چاہتا اسکے قلعہ پر چڑھ دوڑتا۔ چنانچہ اوسکے چچا نے خوف اور ہیبت زدہ ہو کر اوسکو خط لکھا کہ "اگر تم بادشاہی ملازمت چاہتے ہو تو وہ تمھارے قصورون کو معاف کر کے تم کو کوئی معقول عہدہ دیسکتا ہے"۔ نادر نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور جواب خط مین لکھا کہ مین ملازمت بادشاہ کرنے کو تیار ہون آپ ہی بادشاہ سے عفو جرائم کرا دیجئے۔ اسکے چچا نے بادشاہ کے حضور مین عرضی بھیجی۔ شاہ طہماسپ نے جواب دیا کہ مین ایسے سرکش اور جھگڑالو کی خطاؤن کو ہرگز نہین معاف کرسکتا۔ مگر جب ادھر سے بہت کچھ عرض معروض کیا گیا اور اگلے واقعات یاد دلائے گئے کہ "پیشتر ایام ملازمت مشہد مین اوسنے بہت بڑے بڑے کارنمایان دکھائے ہین۔ اور نازک وقتون مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھکر جانبازی کی ہے۔ تاتاریون کو مار کر ہمیشہ کیواسطے اونکے حوصلون اور ہمتون کو پست کر دیا ہے۔ جسکا صلہ یہ ملا کہ مار کر دربار سے نکال دیا گیا۔ یہ قدر اوسکی ہوئی۔ جب اسدرجہ کو اسکی حق تلفی ہو گئی۔ مجبوراً ڈاکہ زنی کے ذریعہ سے بسر اوقات کرنے لگا اگر حضور والا اب بھی اسکی قدردانی فرماوینگے۔ تو ایسا مرد جرار۔ معرکۂ کارزار سے نہ ہٹنے والا سپاہی ایسی نازک حالت مین مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اور بہت کچھ مدد ملسکتی ہے"۔ ہرچند بادشاہ کا دل قبول نہ کرتا تھا کہ ایسے متمرد شخص کا قصور معاف کیا جاوے۔ مگر آخرکار مجبوراً باکراہ تمام معافی نامہ دستخطی اُسکے چچا کے پاس بھیجدیا۔

جو نادر کے چچا من بخشنہ روانہ کیا گیا۔ نادر نے معافی نامہ پاکر سابق جنرل سیف الدین کو ہمراہ لیا اور باطمینان تمام اپنے چچا کی طرف چلا۔ یہان پہونچکر اسکی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔ دوسرے روز تمام ہمراہیون سمیت سامان دعوت ترتیب دیا گیا۔ دعوتین چکھین۔ جلسے دیکھے۔ ملاقات کے لطف اُٹھائے مگر اس موقع پر اسکے چچا نے بالکل احتیاط سے کام نہ ہو لیا۔ آنیوالی بلا اور نادر کی طینت سے بالکل غافل ہو کر بعد ختم جلسہ اپنے کمرہ مین جاکر سو رہا۔ اپنے موقع اور وقت کی منتظر رہنے والا

نادر چلتے وقت پانسو جوانان کاری سے فہمایش کرآیا تھا کہ تم دوسرے روز یہان سے
کوچ کرکے قلعہ قلات کے اطراف وجوانب مین اشارہ کے منتظر رہنا۔ پس یہی
وقت تھا کہ نادر اپنے چچا کو خواب غفلت مین مست پاکر کمرہ مین گھس پڑا۔ اور
ایک وار مین اوسکا کام تمام کردیا۔ قلعہ کی کنجیان لیکر پھاٹک کی طرف بڑھا۔ ادھر
وہ پانسو سپاہی کمین گاہ سے اٹھ دوڑے اور سنتریونکو مارکر گرادیا۔ ادھر سے
پھاٹک کھلا۔ سب دراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ قلعہ مین صرف ایکسو ساٹھ
سپاہی علاوہ سنتریون کے تھے۔ مقابلہ کو اوٹھے۔ مگر کیا کرسکتے تھے۔ زیادہ
کشت خون کی نوبت نہ آئی۔ صرف پندرہ بیس آدمی مارے گئے۔ باقی ماندہ
آدمیونکو ہتیار لیکر نکال دیا۔ دوسرے روز نادر نے اپنی کل بقیہ فوج کو طلب کرلیا اپنے
اعزا سے بہت تپاک سے پیش آیا۔ اور اکثرون کو معزز عہدے بھی دیے۔ یہ واقعہ
۲۶ مئی ۱۷۲۶ع کو وقوع مین آیا۔ اسوقت تک اسکو مشہد سے قطع تعلق کیے ہوئے
چھ سال سے زیادہ زمانہ گذر چکا تھا۔ اب خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور ۵۰ میل تک
قبضہ کرکے۔ چالیس خانوادون کو جبراً اپنا مطیع کرلیا۔ جس سے جتنا چاہتا زر
چندہ وصول کرلیتا تھا۔

نادر سپہ سالار ہوگیا

نادر نے شاہ طہماسپ کی خدمت مین معافی کی غرض سے پھر عرضی بھیجی
اسمین حاکم خراسان کی نامہربانیون کا اعادہ کیا۔ شاہ طہماسپ نے عاقلانہ کارروائیون
سے کام لیا۔ کیونکہ ایسے وقت مین اونکی سرکوبی کرنے مین خواہ مخواہ اپنی فوج کمزور
کرنا تھی۔ لہذا اوسکے جرایم کو معاف کرکے میم باشی کا امیدوار کیا۔ نادر قلعہ قلات
مین پانسو آدمی چھوڑکر داخل دربار ہوا۔ شاہ طہماسپ نے اوسکے جرایم کو یاد دلاکر فرمایا
کہ تم ہرگز معافی کے مستحق نہ تھے۔ خیر گذشتہ را صلواۃ۔ اگر اب بھی تم گذشتہ
جرایم کے معاوضہ مین جنگ نامی اور وفاداری کے جوہر دکھاؤ گے تو پھر بھی بہت
کچھ ہماری سرکار مین اعزاز و افتخار حاصل کرسکتے ہو۔ نادر نے عاجزی کیساتھ
معذرت کی اور آیندہ کے لیے وفاداری کا مستحکم اقرار کیا۔ بہرحال میم باشی

کے عہدہ پر ممتاز ہو گیا۔
نادر قلی کے پہونچنے سے پیشتر ترک ہمیشہ فارس والون پر فتحیاب ہوتے رہتے تھے
اور معلوم ہوتا تھا کہ افغانون سے صلح و سازش کرکے بہت جلد اپنے طور پر سلطنت کو
باہم تقسیم کر لینگے اور خاندان فارس بالکل نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور یا اب وہی ترک
ہین کہ اونکی تعداد فوج فارس والون سے کہین زیادہ ہوتی ہے اور نادر قلی بیگ کی فوج
تاہم وہ بڑھ بڑھکر اونکو برابر شکست دیتا چلا آتا ہے اور ترکون کے کچھ بنائے نہین
بنتی ہے۔ اونکی جماعت ٹوٹتی جاتی ہے اور ادھر اُدھر دبے لگئے اور بغلین جھانکتے پھرتے ہین۔
گو کہ نادر کسی بڑے ممتاز عہدہ پر سرفراز نہین ہے مگر تاہم روز بروز اوسکی قدر و منزلت
دربار مین اور نیز عام طور پر بڑھتی جاتی ہے۔ چنانچہ اس توقیر کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت تھوڑے ہی
زمانہ مین وہ فوج کا لفٹننٹ جنرل (نائب سپہ سالار) ہو گیا۔ اس عہدہ پر ممتاز ہو کر اسکو
بادشاہ کی حضوری کا بہت بڑا موقع مل گیا۔ لہذا اسنے چند ہی روز مین اپنی چالاکیون اور
کارگزاریون سے بادشاہ کے دل مین گھر کر لیا۔ اب اگر کوئی کانٹا باقی رہگیا تھا۔ تو وہ صرف
فتح اللہ خان قاچار جنرل فوج تھا جس سے وہ بظاہر دوستی اور جان نثاری کا دم بھرتا۔
مگر باطن مین ہمیشہ اوسکے اکھاڑنے کا درپے رہتا تھا۔ آخر کار اس خلش سے بھی بہت جلد
نجات پا گیا۔ نادر نے اپنے سازش کرنے والون مفسدہ پردازگرگون کو لگا دیا جنھون نے
وقتاً فوقتاً بادشاہ کے کان بھرے اور بہت کچھ فتح اللہ خان کی طرف سے بدظن کر دیا۔
چنانچہ جنرل مذکور سے انتظام فوج کی بابت سخت بازپرس کی گئی۔ نادر نے بھی موقع پا کر
بادشاہ کو یقین دلا دیا کہ مین عرصہ سے یہ خرابیان دیکھتا چلا آتا ہون۔ جبتک تقسیم
تنخواہ اور آداب فوج مین تغیر و تبدل نہ کیا جائیگا ہرگز یہ شکایات رفع نہو نگی اور تمام سپاہی
ملازمت سرکار سے مستعفی ہو کر چلے جائینگے۔ سپاہی اپنی طرف نالان تھے کہ ہم جان اور سر
سرکار پر فدا کرتے ہین مگر تنخواہ وقت سے نہین ملتی ہے جسکی تکلیف و مصیبت سے زندگی کٹتی ہے
اور علاوہ اسکے اس بات کی ہم لوگون کو سخت شکایت ہے کہ وردی کے معاوضہ مین
بہت زیادہ حصہ ہماری تنخواہون کا وضع کر لیا جاتا ہے شاہ طہماسپ نے نہایت
غضبناک ہو کر فرمایا کہ اگر تم جواب شافی نہ دیسکو گے تو تمھارا سر قلم کیا جائیگا
جنرل مذکور نے رسم قدیم کا قاعدہ بتا کر اپنا بچاؤ ڈھونڈھا۔ چونکہ آتش

غضب پہلے ہی روغن غمازی سے مشتعل ہوچکی تھی۔ اس عذر سے اور بھی
بھڑک اٹھی۔ اب ان بھڑکتے ہوئے شعلون کو اوسوقت کون بجھا سکتا تھا
خصوصًا اوس مقام پر جہان عناد کے پتلے تیل ڈالنے اور بھڑکانے پر موجود ہون
آخر کار وہ قہرناک شعلے اسقدر بلند ہوئے کہ بیچارے جنرل کی جان لیکر بجھے
مظلوم جنرل مفتریون کی افترا پردازیون کے باعث حکم بادشاہی سے قتل
ہوا۔ اور اسکی جگہ پر نادر قلی بیگ سپہ سالار فوج کیا گیا۔ نادر نے بغیر
عجز و انکسار او معذرت کے یہ ممتاز عہدہ فوراً منظور کرلیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۱۴۳ھ کا ہے

سپہ سالاری کے زمانہ مین نادر کی فتوحات

ترکون کو زک دی | نادر کی عفو تقصیرات اور بادشاہی ملازمت کو ابھی ایک سال
بھی نہ گذرا تھا کہ وہ ایسے اعلیٰ عہدہ پر پہونچ گیا۔ ایسی نمایان ترقی حاصل کرکے اب
اور بھی اپنے جوہر لیاقت دکھانا شروع کردیے۔ بادشاہ کو اس اولوالعزم سردار
پر اسقدر بھروسہ اور اطمینان ہوگیا کہ فوجی معاملات مین شاذو نادر بلکہ بالکل ہی
دخل نہ دیتا۔ نادر نے اپنے ہر دل عزیز بننے کی غرض سے سپاہیون کی تالیف
قلوب کا طریقہ اختیار کیا۔ تنخواہ اپنے ہاتھ سے بانٹتا تھا۔ وردی کی ایسی مناسب
قیمت مقرر کی کہ سب راضی ہوگئے۔ جب فوج کی طرف سے بخوبی اطمینان کرلیا
تب لڑائی کا منصوبہ گانٹھا۔ مگر اوسوقت اسکی ماتحتی مین پندرہ بیس ہزار
سے زیادہ فوج نہ تھی جو ترکون کے مقابلہ مین بالکل ناکافی تھے۔ تاہم اپنی بلند
حوصلگی سے ادھر ادھر لڑبھڑ کر ترکون نے شاہ طہماسپ کے پاس پیغام
صلح بھیجا کہ جتنے مقامات ہمارے قبضہ مین آچکے ہین اگر آپ اون سے دست
بردار ہون تو ہم صلح کرنے پر آمادہ ہین۔

شاہ طہماسپ نے جواب دیا کہ ہم نے سلطان روم سے چند امور
مابہ البحث دریافت کیے ہین۔ وہان سے جواب آنے تک ہمارے آپ کے
درمیان صلح رہے۔ غرضکہ ترکون کے حدود نزدیک طرف ہمدان اور

دوسری طرف تبریز اور آردبیل مقرر ہوئے۔

ادھر شاہ طہماسپ نے سلطان روم کے پاس سفیر روانہ کیا اور اسکو دربردہ فہمائش کر دی تھی کہ راستہ مین اٹکتے ہوئے جانا۔ بلکہ بیمار بن جانا کہ سلطان کو ہمارے بزیر پہونچنے مین کسی قسم کی بدگمانی نہو۔ اور اس حکمت عملی مین بادشاہ کا خاص منشاء یہ تھا کہ ملک محمود حاکم مشہد تمردی سے خود مختار بن بیٹھا ہے۔ اوسکی سرکوبی کردن چنانچہ تیر بہدف پہونچا۔ نادر کی جوانمردی سے وہ قید کیا گیا۔ اور اوسکا جملہ مال و متاع ضبط ہوکر شاہی خزانہ مین داخل ہوا۔

نادر نے ادھر سے اطمینان حاصل کر کے شاہ طہماسپ کی ہمراہی مین بارہ ہزار سوار جرار لیکر ابدالیون پر چڑھائی کر دی جنھون نے شاہ سلطان حسین صفوی کے ایام حکومت مین ہرات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اب ایک بھاری جماعت سے خراسان کا ارادہ رکھتے اور مشہد کا محاصرہ کیا چاہتے تھے۔

ابدالی ہرات سے تین منزل آگے بڑھکر تیس ہزار سواران جنگی سے برسر مقابلہ ہوئے قندھاری افغانون کی بہ نسبت (جنھون نے دار السلطنت اصفہان پر قبضہ کر لیا تھا) یہ ابدالی زیادہ تر بہادر اور جوانمرد سمجھے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انکے مقابلہ مین بادشاہ نتیجہ جنگ مین پس وپیش کرتا اور خوف کھاتا تھا۔ مگر نادر نے جسکی ہمت اور دلاوری کسی بہادر سی بہادر فوج سے دبنے والی نہ تھی) اپنے بادشاہ کو ظفر و نصرت کا یقین دلایا اور عرض کیا کہ فتح و فیروزی کثرت افواج پر منحصر نہین ہے۔ بلکہ جرأت۔ استقلال اور فنون جنگ پر موقوف ہے۔ غرضکہ نادر نے بادشاہ سے اجازت جنگ حاصل کی اور اپنی فوج کو پُرجوش تقریر سے حوصلہ دلاکر نعرہ مارا۔ ابدالیون نے (جو بہت ہی تھوڑے فاصلہ پر پڑے ہوئے تھے) جواب نعرہ دے کر بہت بڑی جوانمردی سے ایرانیون پر حملہ کیا۔ نادر نے اپنی فوج کو ایک اونچے مقام پر لیجا کر پرا جمایا اور تفنگ۔ رہکلہ۔ بندوق سے فیر پر فیر شروع کر دیے۔ جنھون نے بڑے کاٹ کیے اس موقع پر نادر نے ترکیب جنگ مین بڑے حیرت انگیز جوہر دکھائے خود تو بہادری کے جوش مین غنیم کو

* ابدالی افاغنہ کی ایک قوم ہے۔

دوڑ دھوپ مارتا اور کاٹتا ہوا آگے بڑھتا جاتا تھا۔ مگر ساتھ ہی اسکے ہر طرف نظر رکھتا جسجگہ
مدد کی ضرورت سمجھتا فوراً نہایت سرگرمی ومستعدی۔ اور چالاکی سے مدد پہونچاتا آخر
کار ابدالیون نے بہت بڑی دار وگیر کے بعد شکست فاش کھائی پانچ ہزار مردان
جنگی قتل ہوئے اور پندرہ ہزار مارے گئے۔ اِس نمایان فتح کے بعد نادر نے
ہرات پر چڑھائی کی۔ اور کئی مہینے تک برابر محاصرہ رکھا۔ مجبوراً غنیم نے غاشیۂ
اطاعت اپنے کندھے پر ڈالا۔ اور کچھ روپیہ بطور پیشکش دینے کا وعدہ کیا سالانہ
خراج بھی اس شرط پر دینا منظور کیا کہ ہماری ہی قوم مین سے کوئی حاکم ہم پر
مسلط کیا جائے۔ ابدالیون سے اطاعت۔ فرمانبرداری۔ وفاداری کی قسم لیکر
انکی یہ شرط بالا منظور کی گئی۔ بعد الفراغ اس مہم کے بادشاہ نے نادر کو حکم دیا کہ
تم بہت جلد مشہد پہونچ جاؤ۔ اور وہ حسب الحکم ۱۷۲۹ء مین مشہد جا پہونچا۔

اشرف خان کو پسپا کیا | اتنے مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ اشرف خان افغان (جو محمود خان کا
جانشین اور اصفہان پر قابض ہے) بہت بڑی جماعت سے حملہ کرنے
والا ہے۔ اشرف خان نے نادر کی اولوالعزمیون اور فتحمندیون کو دیکھکر یہ مصمم
قصد کر لیا کہ اب اوسکو اتنا موقع نہ دینا چاہئے کہ زیادہ قوت بہم پہونچاکر
کچھ ہاتھ پیر نکالے لہذا تیس ہزار فوج جرار لیکر اصفہان سے ستمبر ۱۷۲۹ء
مین خراسان کو روانہ ہوا۔

اب تو شاہ طہماسپ کے حواس جاتے رہے اور خود نادر کو بھی سخت تشویش
پیدا ہوئی کیونکہ ایسی زبردست مہم کو سنکر کوئی بیناآدمی فوج مین بھرتی ہونے
کی جرات نہ کرتا تھا۔ مگر اوس نادر فوج کے (جو ابدالیون کو ہزیمت تازہ پہونچا
چکی تھی) البتہ بہت کچا حوصلے بڑھے ہوئے تھے۔ نادر نے اُسی فوج سے ۱۶ ہزار
مردان دلاور انتخاب کرکے ساتھ لیے اور باقی کل فوج کو مشہد مین چھوڑا۔
آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا مقام دامغان مین پہونچکر ایسے عمدہ اور مناسب
موقع پر پڑاو ڈالا جو جنگجو فوج کے واسطے نہایت موزون تھا۔ اشرف خان مقابل
کو ایسے عمدہ مقام پر دیکھکر کچھ پکا ہوا کیونکہ ایسے مقام پر حملہ بے سود اور کامیابی
محال تھی۔ مگر یہ امر اوسکے افسران فوج کے خلاف ٹھہرا اور کہا کہ اگر یہان تک

پہونچکر لڑائی ملتوی رکھی گئی تو مخالف کو مفت مین بغیر لڑے بھڑے فتح نصیب ہو جائیگی
تب اشرف خان نے رائے دی کہ اس مقام کو چھوڑ کر مشہد پر حملہ کرنا چاہیے - اس
بات پر بھی اوسکے ناعاقبت اندیش افسر اپنی بہادری کے امنگ مین راضی نہوئے۔
مگر آگے چلکر ان افغانون کو نتیجۂ جنگ سے معلوم ہو گیا کہ انھون نے فاش غلطی کی تھی
کیونکہ لڑائی مین افغانون کے ۱۲ ہزار اور نادر کے صرف ۴ ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ اشرف
خان شکست کھا کر اصفہان لوٹ گیا اس موقع پر شاہ طہماسپ خود بھی موجود تھا اور
نادر کی شجاعت و بسالت کو بچشم خود مشاہدہ کرکے بہت خوش ہو کر کہا کہ اسوقت میرے
پاس اتنا موجود نہین ہے جس سے تمھاری بہادری کا معاوضہ کیا جا سکے - صرف
اسوقت تم کو طہماسپ قلیؔ کا ایک معزز خطاب دیا جاتا ہے۔

نادر نے طہماسپ قلی خان کے خطاب سے ممتاز ہو کر دامغان مین نئے آدمی بھرتی
کرکے اپنی فوج کی تعداد بڑھائی اور خوشی خوشی اصفہان کو کوچ کیا قلعہ سے نکل کر اصفہان
کو بھاگ گئے فوج نے ان فراریون کو جہانتک مل سکے کاٹ کر ڈال دیا - اور جسقدر
مال غنیمت تھے لُٹا سب طہماسپ قلی خان کی حضور مین لاکر حاضر کیا - طہماسپ
قلی خان جب کاشان مین (جو اصفہان سے چار منزل پر واقع ہے) پہونچا تو اوس
وقت اسکے پاس چالیس ہزار سوار اور پیدل موجود تھے - افغانون کے پاس اسقدر
سرمایۂ جنگ موجود تھا جسکے بل پر وہ اپنے دل مین ٹھانے ہوئے تھے کہ برسون
تک قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر سکینگے - مگر اشرف خان نے کہا کہ ایک بار اور مردانگی کے
جوہر دکھا کر تقدیر آزمائی کر لینا چاہیے - لہذا تیس ہزار فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا
اور مقام مورچہ خورت مین (جو اصفہان سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے) پہونچکر مورچہ قایم کیے
اور فوج شاہی کا انتظار کرنے لگا - طہماسپ قلی کے پہونچنے تک اسنے ظلم و ستم کا بازار
گرم کر دیا - ایرانیون سے جو جہان ملا اسکو وہین قتل کر ڈالا کشتون کے پشتے
لگا دیے - اس قتل و غارت کی یہانتک نوبت پہونچی کہ بیس دن کے عرصہ مین

ؔ طہماسپ قلی خان ایک معزز خطاب شاہی ہے جس کا یہ مفہوم ہے کہ "بادشاہ کا غلام"
اور اوسکے اعزاز کی خاص وجہ یہ تھی کہ بادشاہون کو ہرگز یہ گوارہ نہ تھا کہ اونکا معزز
نام کسی شخص کے نام کے ساتھ لیا جائے۔

سوا اون چند غریب عوام عورتون کے جو سودے سلف کی ضرورت سے
بازارون مین جایا کرتی تھین کوئی شخص از قسم ذکور کوسون نظر نہ پڑتا تھا۔ آخر کار
طہماسپ قلی خان بھی خبر پاتے ہی مورچہ غور یلغار پر دوڑ پڑا۔ اور اشرف خان
کو مار کر نوک دم بھگا دیا فوج مفرور کے ساتھ ہزار آدمی کام آئے۔ خان مذکور ہزیمت
کھا کر پھر اصفہان مین پہونچا۔ اور دل مین ٹھان لیا کہ جو ایرانی ملے اُسے مار کر دلی
بخار نکالو۔ اور لوٹ کھسوٹ سے جو کچھ ہاتھ لگے لیکر نکل چلو۔ کہ اتنے مین اشرف خان
کو جاسوسون نے (جو طہماسپ قلی خان کی نقل و حرکت پر خبر رکھنے کیلیے مامور تھے)
آکر خبر پہونچائی کہ ایرانیون کی ایک جرار فوج دھاوا کئے اصفہان پر چلی آتی ہے۔
اب گھبراہٹ مین اپنا سنبھالنا آپ مشکل ہو گیا۔ باہم یہ صلاح ٹھہری کہ اپنا مال و
اسباب اور خزانہ سب یہان سے نکال لیچلو۔ اور اسقدر عجلت سے کام لیا کہ دوپہر
تک افغانون مین سے ایک متنفس بھی باقی نرہا۔ معاً چھپے ہوئے ایرانی اور اطراف
جوانب کے دہقانی سب ہر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے۔ اور شہر کو لوٹنا شروع کر دیا
مگر جب طہماسپ قلی خان کے پندرہ سو سپاہی وہان پہونچ گئے۔ تو تمام
بدمعاش کافور ہو گئے۔ ان سپاہیون نے شہر پر قبضہ کر کے چوکی پہرہ بٹھا دیا
اور قتل و غارت سے امن ہو گیا۔ دوسرے روز طہماسپ قلی خان مع
تمامی فوج کے پہونچ گیا۔ اور اسباب غنیمت اپنی فوج کو تقسیم کر دیا۔
ہر چند کہ اوسکو ایسے بھاگتے ہوئے دشمن کا پیچھا کرنا ضروری تھا مگر اوس نے
بالکل سکون اختیار کیا۔ لوگون کو ایسے حیرت انگیز معاملہ سے سخت تعجب ہوا
مگر جب تین ہفتہ کے بعد خود شاہ طہماسپ رونق افروز اصفہان ہوا تب راز
سربستہ کھلا کہ اسنے پیچھا نہ کرنے مین خود اسکی چند ذاتی خواہشین تھین۔
طہماسپ قلی خان جس وقت دربار مین حاضر ہوا تو حضور مین عرض کیا کہ مجھکو
جب تک یہ اختیارات نہ عطا ہون کہ خود مین ہر ایک حصہ ملک سے روپیہ
وصول کر سکون تب تک مین اس عہدہ کو قبول نہین کر سکتا بلکہ مستعفی
ہوتا ہون۔ اور یہ اسوجہ سے کہ اگر بروقت ضرورت بادشاہ سلامت سے
روپیہ کی درخواست کرون۔ اور مجھکو اوس صورت مین روپیہ نہ مل سکے

تو میرے سارے انتظام درہم برہم ہوجائینگے۔
ہرچند بادشاہ کو ایسی درخواست منظور کرلینا گویا اپنے تاج وتخت سے ہاتھ دھو بیٹھنا تھا۔ مگر مجبوری یہ تھی کہ اوسکے دربار مین نادر سا مستعد۔ جرار اور چالاک دوسرا افسر نہ تھا۔ طوعاً وکرہاً ماننا پڑا۔ اسکے علاوہ دوسرے طور سے بھی اسکی عزت افزائی کی یعنی خاص اپنی پھوپھی کے ساتھ اسکا عقد کرکے خراسان کا بگلر بگ کردیا۔
افغانون نے اصفہان سے بھاگ کر شیراز کو اپنا ماوا اور ملجا بنایا اور یہان اپنا قدیم پیشہ غارتگری اختیار کیا۔
طہماسپ قلی خان شیراز کی طرف روانہ ہوا۔ باوجودیکہ شدت سرما اور برف باری سے اسکے تین ہزار آدمی ہلاک ہوچکے تھے مگر خوبی وقت سے جسقدر وہ جنوب کیطرف بڑھتا تھا۔ اسی قدر موسم اسکے موافق ہوتا جاتا تھا۔ جب یہ قریب ہو پہنچ گیا تو اشرف خان قسمت آزمائی کے خیال سے پھر مقابلہ کو آیا۔ اور تاب مقابلہ نہ لاکر اس مرتبہ ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ مال واسباب اور خزانہ کے علاوہ بال بچے تک چھوٹ گئے۔ اونمین سے اکثر قید ہوئے اور بہتون نے بھاگ کر جان بچائی۔ اشرف خان پندرہ سو آدمیون سے قندھار کی طرف بھاگا۔ راستہ مین ایک ایک کرکے سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ صرف سو آدمیون کے قریب اسکے ساتھ رہگئے۔ مرے پر سو درے۔ اس ردی حالت مین بلوچیون نے حملہ کرکے انمین سے بھی اکثرونکو مارڈالا۔
طہماسپ قلی خان ایک مہینہ شیراز مین رہکر ہمدان اور دیگر مقامات کی تسخیر کی غرض سے جنپر ترکون نے اپنا قبضہ کرلیا تھا روانہ ہوا۔ یہان پہونچکر عبداللہ پاشا ترک مقابلہ پر آیا اور پسپا ہوکر مقام کرمان کی طرف بھاگا۔ طہماسپ قلی خان نے اُس کا پیچھا کیا اور کرمان پہونچکر دوسری بار شکست دی۔ خود چند روز کرمان مین ٹھہرا اور کچھ لوگونکو اپنی طرف سے وہان متعین کرکے تبریز کی طرف روانہ ہوا۔ تبریز پر قبضہ کرکے ایک جماعت آردبیل کی طرف بھیجی جسکو دشمنون نے بغیر مقابلہ کے خود ہی خالی کرکے راہ فرار اختیار کی۔
جب ترکون کو ہر مقام پر اس طرح ناکامی ہوئی تو اونھون نے صلح کی درخواست بھیجی جسکو طہماسپ قلیخان نے مصلحت وقت سمجھکر منظور کرلیا۔ وجہ یہ تھی کہ آ

پیش کیا جو بادشاہ کے خلاف سازش مین نادر کو ملنے گئے تھے - بادشاہ کو اُن خطوط کے مطالعہ سے سخت تردد اور تعجب نے گھیر لیا - اور اُن سازشی لوگون مین سے بہتون کے قتل کا ارادہ کیا - مگر اسکو آیندہ موقع اور وقت پر اٹھا رکھا

جب طہماسپ قلی خان نے دیکھ لیا کہ بادشاہ نے نہ تو اُن خطوط کا کچھ انتظام کیا اور نہ مخالفت کرنے والون ہی کی خبر لی - تب اوس نے افسران فوج سے مشورہ کیا - تمام افسرون کی یہی راے ہوئی کہ گو بادشاہ نے بظاہر سکوت سے کام لیا ہے مگر درپردہ اس فکر مین ہے کہ نادر کو اوسکے تمام دوستون سمیت قتل کرادے اور ترکون سے جو صلحنامہ کے معاہدون کو نہین توڑتا اس مین یہی مصلحت تھی ہے کہ باطمینان تمام اس اہم معاملہ سے فراغت حاصل کرلے - اوس وقت نادر نے بیان کیا کہ اب ہماری اور نیز تم لوگون کی اسی مین خیریت اور بہتری ہے کہ بادشاہ کو تخت سے اُتار کر اوسکے بیٹے کو جانشین کردین - اور اس صورت مین ترکون سے مقابلہ کرنے کا ایک کافی موقع بھی ہاتھ لگیگا - اس تجویز کے قرار پانے کے بعد بادشاہ کو معائنہ فوج کی غرض سے لشکر مین بلوایا - بادشاہ گیا - فوج کا معائنہ کیا - اور خوش ہوکر جنرل فوج طہماسپ قلی خان کی بہت بڑی تعریف کی - بعض نمک حلال ماتحت افسران فوج نے بآواز بلند بادشاہ سے دست بستہ عرض کیا کہ جو خدمت ہم جان نثارون کے لائق ہو ہم اون احکام کی تعمیل کے واسطے جان سے حاضر ہین - طہماسپ قلی خان پہلے تو اس بے موقع عرضداشت سے گھبرا اوٹھا - مگر ساتھ ہی حواسون کو درست کرکے بادشاہ سے کہدیا کہ آپ فرمادین کہ ہم نے تو سب کچھ جنرل طہماسپ قلی خان کی ماتحتی مین دیدیا ہے - یہ تم کو جس امر کا حکم کرین اوسکی تعمیل واجب سمجھو - افسوس کہ اوس وقت سادہ دل بادشاہ مغز سخن کو نہ پہونچا اور رنگین کلمات کا اعادہ کردیا - بعد معائنہ فوج بادشاہ کو طہماسپ قلی خان نے اپنے خیمہ مین مدعو کیا - دور شراب چلا - اوس کمبخت شراب خانہ خراب مین دارو بیہوشی شریک تھی کہ بادشاہ پیتے ہی گرا - اور گرا تو بیہوش تھا - نمک حرام جنرل بیادب حکم دیا کہ ہندہ خانہ حضور کو بآرام تمام پانچ ہزار جریب کی تخلیہ گاہ پہونچادو - ملازمین بہمراہی شاہی ہاتھ جوڑتے کہ ہم اپنے بادشاہ سلامت کی آپ حفاظت کرینگے

مگر بے سود تھا - جنرل بہادر نے اون تمام وفا شعار ہمراہیون کو زبردستی دھکے دیکر خیمہ سے باہر نکلوا دیا - اور جب ان ہمراہیون نے بھاگنا چاہا تو پہرہ کے سنتریون نے انھین گرفتار کر لیا - اس طرح بادشاہ کو قید کر کے اُس پر پہرہ بٹھایا - اور تین دن کے بعد ۶ ہزار سپاہیون کی حراست مین (جن مین زیادہ تر افغان اور سُنی مذہب کے لوگ تھے) مازندران بھیجدیا - وہان قید کر کے سخت جکڑبندی کی گئی
جب ادھر سے اطمینان حاصل ہو گیا تو کچھ فوج شاہی محلات پر بھیجکر طہماسپ قلی نے اپنا قبضہ کر لیا - اور جابجا مٹرکون اور شہر پناہ کے دروازون پر اپنا پہرہ چوکی قایم کر دیا - اور دوسرے روز تمام شہر مین منادی کرادی کہ جو شخص اپنے گھر سے قدم نکالے گا جان سے مارا جائیگا - مگر دوپہر کو جب دیکھا کہ سب طرح امن و امان ہے کسی قسم کا شور و شغب بلوہ و فساد نہین ہے تو پھر دوسرا اعلان جاری کیا کہ اب سب لوگ اپنے گھرون سے نکلین اور حسب معمول اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہون دوسرے روز طہماسپ قلی خان بڑی شان و شوکت سے سول اور ملیٹری افسرون کو ہمراہ لیکر محل شاہی مین داخل ہوا اور شاہزادے کو طلب کرایا جو ہنوز شیر خوارہ اور گہوارہ مین جھول رہا تھا - اوس کو لاکر تخت شاہی پر بٹھا کر اسکے سر پر تاج شاہی رکھا اور ڈھال تلوار پہلو مین رکھ نذر و خلعت وغیرہ معمولی مراسم ادا کرنے کے بعد شاہ عباس سوم کے نام سے مشہور کیا - سب سے پہلے طہماسپ قلی خان نے عہدہ وفاداری کے واسطے قرآن پر ہاتھ رکھا اوسکے بعد تمام اراکین سلطنت نے اس بزرگ اور مقدس قسم پر جنرل مذکور کی پیروی اور تقلید کی - جب قول و قسم کے مراسم ادا ہو چکے تو فوراً با اعتماد اراکین سلطنت مقرر کیے اور جنکو ناقابل اطمینان سمجھا اونکو عہدون سے معزول کر دیا - دیگر صوبجات کے حکام مین بھی یہی عزل و نصب برتا گیا - نادر اس انتظام سے چھٹکارا پا کے بعد ترکون پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا - بغداد سے چند روز راہ کے فاصلہ پر احمد پاشا سے مقابلہ ہوا - اوسکو شکست دے کر شہر کا محاصرہ کر لیا قریب تھا کہ محصورین قلعہ قحط اور تنگی رسد سے عاجز آکر اطاعت قبول کر لین کہ اسی اثنا مین توپال پاشا و سیر اس خبیر پاشا اور نیز بہت سے سرداران ترک دو لاکھ سے زیادہ ملکی فوجین

ایلا قریب بغداد کے پہونچ گئے - اور طہماسپ قلی خان کو سخت مجبور کیا کہ محاصرہ اٹھا اور اوسنے جنگ آزمائی کرے - آخر کار لڑائی چھڑ گئی - ایرانی فوج جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی بڑی بہادری اور استقلال سے لڑی - اودھر توپال پاشانے بھی نہایت مضبوطی اور جوانمردی سے کام لیا - اثناء جنگ مین افغانا جنرل طہماسپ قلی خان کے گھوڑے کو گولی لگی زخمی ہو کر گرا - اور گرتے ہی مر گیا تاہم جنرل مذکور پیادہ پا میدان کارزار مین ثابت قدم رہا - مگر نشان بردار کو دھوکہ ہوا جنرل مارا گیا - اسی ہنگامہ لڑائی مین پڑ کر وہ بھاگا - اسی کے ساتھ تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی قلی خان نے ہزار ہزار کوششین کین کہ فوج پھر فراہم ہو جائے مگر اسوقت کی تمام کارروائیاں بیکار تھین ادھکڑے پیر کہین جمتے ہین - مجبوراً خود کو بھی بھاگتے ہی بنی - ترکون نے تعاقب کیا - اور اس بے تکان بھاگتے مین بہت بڑا حصہ فوج کا تہ تیغ بیدریغ ہوا - اس عظیم معرکہ مین جانبین کے ساٹھ ہزار آدمی کام آئے طہماسپ قلی خان کا تمام مال واسباب اور خزانہ و توپ خانہ چھوٹ گیا جو دشمنو کے ہاتھ لگا - اس شکست عظیم کے بعد طہماسپ قلی خان نے محمد قلی خان کو عہدۂ سفارت پر مامور کر کے ۱۳ جلوس محمد شاہی کو نامہ و تحفہ دے کر محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کی خدمت مین روانہ کیا - اور لکھا گردش آسمان سے توپال پاشا صوبہ دار بغداد کی فوج ہماری فوج پر غالب آئی -

والی ہندوستان کو سفارت | تمام اسباب لشکر اور خزانہ رومیون نے لوٹ لیا ہمارے قریباً دس ہزار آدمی کے ضائع ہوئے " لہذا امید ہے کہ ایک کرور روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار بطور کمک کے روانہ فرمایئے -

کیونکہ قدیم الایام سے ایران اور ہندوستان کے بادشاہون مین دوستی اور یکجہتی چلی آئی ہے - آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ جب شیر شاہ افغان سے شکست کھا کر ہمایون شاہ اصفہان مین تشریف لائے تو شاہ طہماسپ والی ایران نے دو کرور روپیہ نقد توپ خانہ اور بیس ہزار سوار بطور کمک کے ہمراہ رکاب کر دیے اور شاہ موصوف اللہ جل شانہ کی مدد اور اس کمک کی برکت سے پھر سلطنت ہندوستان پر قابض و متصرف

ہو گئے۔ خود ہمایون شاہ نے اپنے ایام حکمرانی مین پچاس لاکھ روپیہ ادائے قرض کی بابت
شاہ طہماسپ کو بھیجے۔ اور بعد وصال ہمایون شاہ کے انکے خلف الصدق اکبر بادشاہ نے
پچاس لاکھ روپیہ اپنے زمانہ مین ادا کئے منجملہ اوسکے آجتک ایک کرور روپیہ سلطنت
ہندوستان پر باقی چلا آتا ہے لہذا امید کہ وہ بقیہ روپیہ اور کچھ فوج لطف و کمک ارسال
فرمایئے۔ یا خود آپ بسبیل قرض مرحمت فرمایئے کہ بعد ختم مہم بغداد ادا کیا جائیگا۔ مگر یہان سے
سفارت بے نیل مرام واپس گئی جب طہماسپ قلی خان اس طرف سے مایوس ہوا تو اس
فکر مین پڑا کہ کہین سے روپیہ بہم پہونچانا چاہیے کہ اتنے مین اسے دریافت ہوا کہ مشہد
مقدس کی درگاہ امام موسی رضا علیہ السلام مین خزانہ وجواہرات بیشمار موجود ہے۔
عنان توجہ اسطرف معطوف ہوئی اور درگاہ امام سے ایک کرور روپیہ قرض لیا۔
اتنی بڑی شکست کھانے کے بعد کوئی دوسرا ہوتا تو ایسے جرار جنگجو دلاور ترکون کے
مقابل مین کبھی سر نہ اٹھاتا وہ تو کہئے نادر ہی ایسا قوی دل تھا کہ ہمدان مین پہونچکر
پھر سامان جنگ ترتیب دیا۔ اور ادھر ادھر سے تمام بھاگی ہوئی فوج بھی آ کر جمع ہو گئی
اس زمانہ مین ترکون کو اطمینان کلی ہو گیا تھا۔ وہ تھوڑی تھوڑی جماعت سے ہر ایک
حصہ زمین پر قبضہ کرتے پھرتے تھے۔

توپال پاشا کا قتل

طہماسپ قلی خان نے انکو غافل پاکر تمام افسران فوج سے مشورہ کیا
کہ ہزیمت اٹھا کر دار الخلافت مین واپس جانا بڑی شرمناک بات ہے۔ اور خصوصاً
ایسے وقت مین پلٹ جانا جبکہ ترک ہماری طرف سے بالکل غافل اور مطمئن ہو گئے ہین
بہتر تو یہ ہے کہ انکو اس غفلت مین مار لینا چاہیے۔ غرضکہ یہی رائے قرار پائی۔ اور طہماسپ
قلی پھر مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا۔ توپال پاشا ساٹھ ہزار فوج لیکر مقابلہ کو بڑھا۔ دونون
فوجین باہم بھڑ گئین۔ اور بڑی گھمسان لڑائیان ہوئین۔ توپال پاشا گولی کھا کر جان
بحق تسلیم ہوا اور اسکی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس لڑائی کے بعد ترکون نے پھر کوئی
مقابلہ نہین کیا۔ دو برس کے عرصہ مین طہماسپ قلی خان نے ان تمام مقامات
پر جو اوسکے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ پھر قبضہ کیا۔ اور ایک منتخب فوج سے پھر
بغداد کو گھیر لیا۔

محمود خان کا خاتمہ کیا

اسی عرصہ مین خبر پہونچی کہ محمود خان بلوچی نے بغاوت کردی ہے۔

اور منادی کرائی ہے کہ شاہ طہماسپ بادشاہ ہے۔ اوسکے مقابلہ مین دوسرے کا حکم ہرگز تسلیم نکیا جائے۔ اور تیس ہزار فوج سے دھاوا کرکے شیراز پر قبضہ کرلیا ہے روز بروز اوسکی قوت اور حوصلہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی طہماسپ قلی خان نے بغداد سے محاصرہ اُٹھالیا اور محمود خان کی طرف رخ پھیرا۔

جب پہلے پہل محمود خان کو آمد فوج کی خبر پہونچی تو وہ اپنے خیال مین یہ سمجھا کہ شاید تھوڑی فوج کسی افسر کی ماتحتی مین آگئی ہوگی۔ اسی دھوکے مین وہ آگے بڑھا۔ مگر جب بیس میل بڑھ آیا تو ہراول فوج سے سامنا ہوا۔ جسکی فوج تعداد مین صرف بیس ہزار تھی۔ محمود خان اس قلیل جماعت کو دیکھکر بہت ہی خوش ہوا کہ قسمت نے کتنا اچھا موقع دیا ہے کہ ایک وار مین حریف پر کامیابی حاصل ہوجائیگی۔ مگر جب دیکھا کہ خود طہماسپ قلی خان بڑے رعب و داب سے اپنے جبروتی احکامات جاری کررہا ہے اور فنون جنگ سے فوج کو قاعدے پر لگا رہا ہے۔ تو اوسکی فوج کے حواس جاتے رہے قلب مین سنکھے لگ گئے اور ایک ہی وار مین بھاگ کھڑی ہوئی۔ گردلاور شجاع اور شیر دل محمود خان نے طہماسپ قلی کو تاک کر خاص اسی جانب اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ لیکن پسپا ہوکر راہ فرار اختیار کی۔ اور چاہتا تھا کہ ایک عربی جہاز پر سوار ہوکر خلیج فارس سے عبور کرجائے۔ مگر اُن طماع جہازیون نے گرفتار کرکے اسکو طہماسپ قلی کے حوالہ کردیا جس نے اُسکو محض اس لالچ پر قید کیا کہ بہ حالت مجبوری مین اپنے مال و متاع کا سراغ بتائے لیکن اُس بہادر سردار نے زر و جواہر کا کچھ بھی نشان ندیا بلکہ تنہائی مین موقع پاکر اپنے گلے مین پھانسی لگائی اور اسی مین لٹک کر اپنی جان دی۔

اس موقع پر دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ محمود خان حوالی غزنین سے گرفتار کرکے لایا گیا۔ اوزادسکا ایک ہاتھ اور ایک پیر قلم کیا گیا۔ اسی شدت تکلیف مین دو تین روز کے بعد محمود خان جان بحق تسلیم ہوا غرضکہ اس طریقہ سے ایک بہادر آدمی کا خاتمہ ہوا جو تمام ملک فارس مین سب سے زیادہ مشہور شہسوار سردار طہماسپ قلی کا حریف تھا۔ گو اس پایہ کا خوش قسمت نہ تھا۔

طہماسپ قلی خان اصفہان کو پلٹ آیا۔ یہان کے معاملات کی دیکھ بھال کرکے سارے انتظامات درست کیے۔ بعد اوس کے گرجستان کی طرف روانہ ہوا

وہان دار السلطنت طفلس کو توپون سے اوڑا کر ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ وہان سے ملک ارمینا کی دار السلطنت اریوان پر قبضہ کرتے ہوئے شناساخی اور گنجان پر یکے بعد دیگرے قابض ہوا۔

روسیون سے معاہدہ کر کے صلح کر لی | پھر روسیون کے پاس ایلچی بھیجا کہ گیلان کو خالی کردو ورنہ ہمکو خود آنا پڑے گا۔ چونکہ اونکو لڑنا منظور نہ تھا لہذا اونھون نے سوا اسے دربند اور باشوکے (جس کو خود طہماسپ قلی خان نے اونکے حوالہ کر دیا تھا) بحر خضر کے اس جانب کے کل مقامات سے اپنا قبضہ اٹھا لیا۔

طہماسپ قلی خود بادشاہ بن بیٹھا

جب طہماسپ قلی خان نے روس اور ترکون سے صلح کر کے اطمینان حاصل کر لیا۔ تب ایک گشتی فرمان تمام قلمرو ایران کے صوبہ دارون۔ حاکمون سردارون اور رؤساے دیہات و قصبات اور جمہور فرقہ کے سردارون کے نام جاری کیا کہ یوم مقررہ پر مقام سولی مغام مین حاضر ہون۔ چنانچہ ۶ ہزار سے زاید امرا و رؤسا اور حکام وغیرہ مقام مقررہ پر آکر جمع ہوئے جہان کہ خود طہماسپ قلی خان ڈیڑہ لاکھ فوج سے پہلے ہی خیمہ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ طہماسپ قلی خان نے حاضرین دربار کے سامنے یون تقریر شروع کی کہ اے حضار دربار مین نے اکثر افغانون ترکون۔ روسیون اور دیگر مختلف جرگون اور تمام دشمنان فارس کو مطیع و فرمانبردار بنا لیا۔ اب اگر کوئی باقی ہے تو صرف افغانان قندہار انشاء اللہ تعالی اس مہم پر بھی مین بہت جلد جایا ہی چاہتا ہون۔ اونکے مطیع کرنے کے بعد میرا دلی ارادہ ہے کہ اپنی بقیہ عمر کو آرام۔ راحت۔ اطمینان۔ اور فراغت سے بسر کرون۔ جبتک میرے ملک و قوم کو میری ضرورت نہ پڑے۔ ترکون اور روسیون سے صلح کر لی ہے تاتاریون اور نیز دیگر سرحدی غنیمونکی ایسی پوری گوشمالی اور سرکوبی کر دی ہے کہ مدتون وہ سر اوٹھانے کے قابل ہی نہین رہے اے میری قوم کے حاضرین دربار خاص کر جس غرض کے واسطے تم کو تکلیف

دی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب تم لوگ اپنے واسطے ایک بادشاہ منتخب کرو۔ خواہ اپنے
پرانے معزول شاہ طہماسپ کو۔ یا کسی اور لایق سردار کو جسکو تم خود اپنے بہبود
فلاح۔ اور آسایش کے لایق سمجھو۔ تین روز کی مہلت دیجاتی ہے۔ آپس مین
مشورہ کرکے فیصلہ کرلو۔" اس تقریر کو ختم کرکے طہماسپ قلی خان اُٹھکر اپنے خیمہ مین
چلا گیا۔ دربار برخواست ہوا۔ نادر نے حکم دیا کہ جبتک یہ لوگ ہمارے کیمپ
مین رہین سرکاری خزانہ سے ان سب کی دعوت کیجائے۔ ادھر خفیہ طور پر
اپنے بھیرپیتون کو سکھا پڑھا کر بھیجا کہ تم اپنی طرف سے ان تمام سردارون سے
جا جا کے ملو اونکے دلون مین ہماری خوبیان منقش کرو کہ دیکھو نادر سا بہادر
سردار تم لوگون کو ہرگز میسر نہین آسکتا۔ چاہے آسمان کے بدلے زمین قلابازیان
کھائے۔ اور ہزار قرن پلٹین مگر جیسا کہ تم لوگون کا بھی خواہ۔ تمھاری رعیتون
پر نظر رکھنے والا۔ تم کو دشمنون سے بچانے والا۔ اس وقت خوبی قسمت سے نادر
ملا ہے ویسا ملنا کار سے دارد۔ تم لوگون کی کیسی ابتر حالت تھی۔ آئے دن
دشمنون کی چڑھائی تھی۔ ایران کا کوئی متنفس بے خوف گھر سے باہر قدم
نہ رکھ سکتا تھا۔ آپس ہی مین کسقدر خانہ جنگیان تھین۔ جو چاہتا تھا دبا لیتا
تھا۔ ہمیشہ لوٹ مار کا بازار گرم رہتا تھا۔ یا آج وہی تم لوگ ہو کہ آرام سے اپنے
گھرون مین پیر پھیلائے سوتے ہو۔ یہ نادر ہی کا ہیبت و جلال ہے کہ کوئی دم
نہین مارتا۔ پس جب اُس نے تمھارے واسطے اسقدر آسایش۔ آرام اور
فراغت کے دروازے کھولدیے تو کیا کوئی اوس سے بہتر سردار تم کو مل سکتا ہے
اوس کو بادشاہت کے لئے منتخب کرلو۔ ہمارے خیال مین تو اس
وقت روے زمین پر ایسا کوئی رعب وداب اور سطوت وجبروت کا
سردار ہی نہین ہے۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ نادر بادشاہت ہی قبول کرلے گا
اگر اوسکو ایسا ہی منظور ہوتا۔ تو شاہ طہماسپ کے بعد شاہ عباس ثالث
کے سر پر تاج کیون رکھتا۔ خود ہی بادشاہ کیون نہ بن جاتا۔ اوس کو
ڈر ہی کسکا تھا۔ کیونکہ یہ سارا جاہ وتجمل سلطنت مین جو کچھ دکھائی دیتا ہے
سب اوسی کی ذات سے ہے۔ اوسکو سلطنت کرنے کی ہوس معلوم ہی

نہین ہوتی۔ مگر ہان جب تم لوگون کا اصرار حد سے بڑھجائے گا۔ تو ہمارے
خیال مین وہ غالباً منظور کرلے گا۔ اور اگر اوس نے تمھاری اس التجا کو منظور
کرلیا گویا تم لوگون پر احسان کیا۔ پھر ہمیشہ کے لیے تم لوگون کو اطمینان ہوجائیگا
غرضکہ یہ خفیہ سازش تھی جو اون پھندیتون کو تعلیم کیگئی۔ اور یہ لوگ تین
روز تک برابر ہر ایک سردار کے خیمے مین گھستے پھرتے۔ اور سب کو سمجھا بجھا اور
سکھا پڑھا کر ٹھیک کرلیا۔ تیسرا روز آیا۔ دربار منعقد ہوا۔ نادر نے انتخاب
بادشاہ کی بابت سوال۔ سب نے اوس کے احسانات اور حقوق اپنے اور ثابت
کرکے اوسی کو بادشاہ بنانا چاہا۔ اور کہا کہ اسوقت جب آپ ہمارے محسن ہین
تو اب آپ ہی اس بار سلطنت کو اپنے دوش مبارک پر رکھنا گوارا فرمایئے۔
نادر نے اولاً عذر کیا کہ میرا یہ خیال اور ارادہ ہرگز نہ تھا کہ مین خود بادشاہ بنون
مگر تم لوگون کے اصرار سے مین مجبور ہوگیا۔ تم سب کی دلی خواہشون کو مین رد
نہین کرسکتا۔ جسقدر مین اپنے اوپر تکلیفین گوارا کرتا ہون اور سر ہتھیلی پر
لیے سرکش دشمنون مین گھستا پھرتا ہون۔ سب تمھاری ہی راحت کے واسطے
ہے ورنہ مجھے کوئی ضرورت نہ تھی کہ خواہ مخواہ جان جوکھون مین پھنستا۔ لہذا
آج بھی تمھاری ہی تمناؤن سے مین بادشاہ بنتا ہون مگر اب تم کو ما بدولت
کی تین شرطین ماننا ضرور ہونگی۔
اول۔ نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً میرے ہی خاندان مین سلطنت رہے۔
دوم۔ اگر کوئی شخص گذشتہ خاندان شاہی یا اوسکی نسل مین سے کسی کی بھی
جنبہ داری مین ہتھیار اُٹھائے گا یا اوسکی پاسداری مین کوئی کلمہ لفظ یا دست
آمیز کہے گا تو وہ قتل اور اس کا مال و اسباب ضبط ہوگا۔
سوم۔ چونکہ اہالیان ترک۔ اشخاص ما بعد اور تا تاریون مین ہمیشہ اختلاف مذہب
کیوجہ سے جھگڑے رہتے ہین لہذا ما بدولت کی خواہش ہے کہ فریقین کے
پیشوایان دین جمع ہون اور مباحثہ کرکے اون چند اختلافات کو جو اہل تشیع
اور اہل سنت مین مابہ النزاع ہین اونکو اُٹھادین اور آپس مین مل جلکر ایک
ہی مسلک اختیار کرلین تاکہ پھر کوئی مذہبی جھگڑا طرفین مین باقی نہ رہے۔ امرائے

عرض کیا کہ اول کی دو شرطین ہمین بدل منظور ہین - ہم مین سے کسی کو اختلاف نہین رہا تیسری مذہبی شرط یہ علماے دین کے فیصلہ پر منحصر ہے - ہم کو مذہبی معاملات مین کوئی دخل نہین - اوسوقت مجتہد العصر نے عرض کیا کہ "مذہبی معاملات مین من جانب اللہ ہمارے پاس قانون موجود ہے - ہماری ہدایت کے واسطے کلام الٰہی اور حضرت سردار عالم محمد رسول خدا صلعم کی احادیث مقدس کافی ہین لہذا ہم کو اس بات کی کوئی حاجت نہین باقی ہے کہ کوئی بادشاہ وقت اپنی دخل اندازی سے نیا قانون پاس کرے - مین نہایت ادب کے ساتھ اپنی اور عاجزانہ التجا پیش کرتا ہون کہ حضور اپنے زمانہ سلطنت مین ایسے مستحکم خدائی قانون مین تغیر و تبدل کا ارادہ نہ فرمائین ورنہ اس قسم کی دست اندازی کا نتیجہ نہایت ہی خراب اور خوفناک اثر پیدا کرے گا"

اسپر طہماسپ قلی خان نے طیش مین آکر حکم دیا کہ فوراً اسکا گلا گھونٹ دو تاکہ کسی دوسرے شخص کو اسکے تائید کی جرأت نہو - گلا گھُٹنے پر مجتہد صاحب راہی ملک عدم ہوئے - اس واقعہ کے بعد حاضرین کی طرف مخاطب ہوا کہ آپ لوگون کو جو کچھ اپنی جانب سے حکم دیا ہے وہ منظور ہے یا نہین - اگر منظور ہے تو حلف اٹھائیے ورنہ اپنا عذر پیش کیجیے - اب کس کو اتنی جرأت باقی تھی کہ رد و قدح کرکے اپنا گلا گھونٹواتا خوف سے سبنے منظور کرکے حلف اٹھا لیا -

نادر شاہ نے تین روز تک اپنے تمام معزز مہمانون کی دعوت کی - اور تحفہ تحائف علی قدر مراتب دیکر بڑے اخلاق شاہانہ سے سب کو رخصت کیا - اور سب خوش خوش رخصت ہوئے - اگر کوئی ناراض رہا تو وہ خاندان اجتہاد تھا وہ دو وجہون سے - ایک تو مجتہد العصر کے قتل سے - اور دوسرے اوس تبدیلی سے جو مذہب مین ہونے والی تھی -

دوسرے روز وہ شہر فارس مین گیا اور تاج شاہی سر پر رکھکر نادر شاہ نام رکھا اپنے نام کا سکہ جاری کیا اور ہر ایک طرف یہ شعر مضروب ہوا

سکہ برزر کرد نام سلطنت را در جہان نادر ایران زمین گیخسر و گیتی ستان

اور دوسری طرف الخیر فی ما وقع ثبت کرایا - جسکے تاریخی عدد ۱۱۴۸ ہجری ہین

اوسی طرف ضرب ۱۱۴۸ھ فی کرمان منقوش تھا۔ کسی ظریف شاعر نے اس عربی
فقرے کو یون موزون کیا ہے

بریدیم از مال واز جان طمع — بتاریخ "الخیر و فی ما وقع"

اور دوسرا سکہ فتح ہندوستان کے بعد جاری کیا اوس پر یہ شعر
کندہ تھا

ہست سلطان بر سلاطین جہان — شاہ شاہان نادر صاحبقران

دوسری جانب خلد اللہ ملکہ ضرب فی احمد آباد ۱۱۵۲ھ تھا۔
تیسرا سکہ قندھار مین مضروب ہوا۔ اوسکے ایک طرف "السلطان نادر" ہے
اور دوسری سمت خلد اللہ ملکہ مضرب فی قندھار" اور مہر شاہی پر یہ شعر
کندہ کرایا

نگین دولت ودین رفتہ بود چون از جا — بنام نادر ایران قرار داد خدا

دور اندیش نادر نے اپنے بچاؤ کی غرض سے ایک پہلو سوچ کر نکالا۔ وسکے
سردارون کو طلب کرکے دریافت کیا کہ اسقدر کثیر مال وقف جو تم کو دیا جاتا ہے
وہ کن کن ضرورتون مین صرف ہوتا ہے۔ اون سردارون نے جواب دیا
مذہبی اخراجات مین صرف کیا جاتا ہے۔ مثلاً ملاؤن کی تنخواہ - اخراجات مدارس
مصارف مسجد وغیرہ جنمین روزمرہ نمازین پڑھی جاتی ہین اور اپنے بادشاہ
کی وقت کی فتوحات اور سلطنت فارس کے برقرار رہنے کے لئے مجتہد العصر
مع دیگر ملاؤن اور مسلمانون کے دست بدعا رہتے ہین۔ نادر نے کہا صاف
ظاہر ہے کہ اونکی دعا در اجابت تک نہین پہونچتی۔ کیونکہ تم لوگ اپنی آنکھون
دیکھ رہے ہو کہ گذشتہ پچاس برس سے قوم اور اہالیان فارس پر تنزل
چلا آتا ہے۔ سلطنت آئے دن کے حملون اور بلوؤن سے روز بروز تباہ
ہوتی جاتی ہے۔ اگر خدا کی فتح کے ہتھیار یعنی میری فوج جو اپنی جان کو جان نہین
سمجھتی اور اپنا سر ہتھیلی پر لیے پھرتی ہے۔ مدد نہ کرتی اور تمھاری مصیبتون مین
آڑے نہ آتی تو اب تلک مدت کی تمھاری قوم اور یہ سلطنت بیرونی حملون
سے خاک مین ملگئی ہوتی۔ پس سے ہماری توقع کے مذہبی سردار دینی

پیشوا اور اپنے سپاہیون کی طرف اشارہ کرکے) یہ بیچارے ملا بڑی مصیبت مین ہین کسی نہ کسی طرح سے جسقدر ممکن ہو ان مصیبت زدون کی مدد کرنا چاہیے ۔ جو تمھارے واسطے اپنی بیش قیمت جانون کو عزیز نہین رکھتے ۔ لہذا اینجانب کو منظور ہے کہ بہت زیادہ حصہ وقف اور خراج کا فوج کی نذر کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکی تعداد دس لاکھ تومان جسکے تیس لاکھ پونڈ سالانہ ہوتے ہین ۔ اخراجات فوج مین شامل کرلیے گئے ۔ اس رقم کثیر کے نکل جانے سے ملا لوگ نہایت برانگیختہ خاطر ہوے ۔ اور فوج کو بہت کچھ ورغلانا ۔ ابھارا اور بھڑکایا ۔ مگر چونکہ فوج مین آدھے سے زیادہ سنی المذہب تھے اسواسطے کچھ بھی اونکی پیش رفت نہ گئی ۔

نادر شاہ نے رعایا کو طلب کرکے صاف کہدیا کہ اگر تم لوگ اپنے مجتہدون کی طرفدار ہو اور تمنا رکھتے ہو کہ انکو کچھ دیا جائے تو اونکی خدمت کرنا تمھارا فعل ہے اپنے پاس سے دو ۔ اور تم لوگون کو مذہب سنت والجماعت اختیار کرنا ہوگا ۔ ورنہ تحت مورد عتاب بادشاہی ہوگے ۔

مذہبی مباحثہ جس زمانے مین نادر توران کا سفر کر رہا تھا اُسی زمانہ مین آیہ وافی ہدایہ "محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعًا سجدًا الی فی الانجیل" پر تذکرہ چھڑا ۔ نادر نے ملا باشی سے اس آیت کا شان نزول دریافت کیا ملا نے عرض کی کہ علماے امامیہ دعوی کرتے ہین کہ یہ تمام صفات جناب امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئے ہین ۔ اور فرقہ اہل سنت والجماعت صداقت پہونچاتے ہین کہ اس مقدس آیت کی ایک ایک صفت ہر ایک صحابہٗ کبار کی شان مین اتری ہے ۔ نادر نے سوال کیا کہ "توریت اور انجیل دنیا مین موجود ہے" ۔ عرض کیا گیا کہ "ہان ہے" پس نادر نے مرزا مہدی اصفہانی متخلص بہ کوکب کو اس کام پر مامور کیا کہ توریت وانجیل کے معبد مین جاکر اون دونون پاک کتابون کا فارسی مین ترجمہ کرکے حضور مین پیش کرے ۔ مرزا مذکور نے نہایت مستعدی کے ساتھ تعمیل حکم کی ۔ اور نیز توریت وانجیل کے ثقات علما کو بھی اپنے ہمراہ

لایا۔ تسخیر داغستان تک یہ معاملہ اوٹھا رکھا گیا۔ اب جبکہ مذہبی رد و بدل شروع ہوا تو بخت اشرف مین علماے فریقین کو جمع کر کے ایک جلسہ ترتیب دیا۔ اور علماے توریت و انجیل کو اثبات حقیقت کے واسطے شریک جلسہ کیا۔ قیل و قال بسیار اور رد و بدل بے شمار کے بعد فضلاے اہل سنت و الجماعت فتحیاب ہو کر برحق اور مسلم الثبوت ٹھہرے۔ ایک محضر طیار کر کے اوس پر سب کے دستخط کرائے۔ بعدہ جلسہ برخاست ہوا اور وہ محضر اور ایک فرمان اطراف و جوانب مین روانہ کیا گیا۔

فرمان واجب الاذعان

جملہ امراے عظام و ناظران بلند مقام و حکامان ذوی احترام و رؤساے اولو الکرام علماے دین و ایمان و مفتیان شرع متین اصفہان پر واضح ہو کہ جب ماہ دولت و اقبال کے لشکر نصرت رکاب و رایات نصاب نے مقام سراے مغام مین نزول اجلال فرمایا تھا اوسوقت متواتر جلسون مین یہ امر قرار اور فیصل پاچکا ہے کہ آیندہ سے حسب معمول قدیم و طریقہ اسلام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے سے جاری اور ساری چلا آتا ہے ہم جملہ مسلمانان اہل سنت و الجماعت تمام خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کو آنحضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدر آراے خلافت قبول کرتے ہین اور جب کسی مقام کسی جلسہ مین اون خلفاے ممدوح الشان کا ذکر آجاتا ہے تو فرط تعظیم اور خلوص اعتقاد و التکریم سے اون چارون اسماے گرامی کے ساتھہ رضی اللہ عنہم پڑھتے ہین بعض اکناف سلطنت مین یہ دستور جاری ہو گیا ہے کہ اذان اور تکبیر نماز مین علی ولی اللہ کے الفاظ بلند آواز سے پڑھا ئے جاتے ہین جیسا کہ اہل تشیعہ کا دستور ہے اور یہ الفاظ اہل شرع اور نیز معاہدہ تکمیل شدہ کے خلاف پڑتے ہین قطع نظر اسکے تمام دنیا پر روشن ہے کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فی الواقع برگزیدہ و ثناء اور

مقبول بارگاہ احدیت اخلاق العلام ہین - پس ان الفاظ مذکورہ بالا کے بڑھا دینے سے بارگاہ صمدیت مین آپکا کوئی مرتبہ یاکمال بڑھ نجائیگا اور نہ ترک کر دینے سے آپ کے بدر اقبال مین کچھ زوال واقع ہوگا - برخلاف اسکے ان الفاظ کے استعمال کرنے سے ایک بہت بڑے نتیجہ بد کے پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے کہ یہ دونون فرقہ شیعہ وسنی جو آنحضرت سرور عالم رسول اکرم صلعم پر اپنی جان فدا کرتے ہین اور آپ کے طریقہ شریعت کو اپنا ایمان جانتے ہین ایسے مذہبی اختلاف سے کمرین باندھکر ایک دوسرے کے عناد پیدا کرنے مین مستعد ہو جائینگے - جس سے بہت بڑی خرابیان پیدا ہو جانے کا خوف ہے بلکہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بالکل ناگوار ہے - لہذا جسوقت یہ فرمان قضا جریان پڑھا جاوے جمیع مسلمانان ایران عام اس سے کہ وہ مراتب علیا پر فایض یا عوام الناس مین سے ہون اور جملہ موذنان شہر و دیہات و قصبات و علاقہ جات ممالک محروسہ و متصلہ پر یہ لازم ہے کہ آج سے یہ الفاظ جو شریعت نبوی کے خلاف ہین نہ کہے جائین -

اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اکثر ناظمان صوبجات فتح و تکبیر کے وقت اپنے بادشاہ کی تعریف ان الفاظ مین ادا کرتے ہین -

"اللہم اید المومنین بالسلطان السراج لیلتہ باہرہ عضد الدولت القاہرہ حبیب الرحمن و ارث ملک سلیمان خاقان ابن الخاقان فلان ابن فلان خلد اللہ تعالی ملکہ وسلطنتہ وبرہ واحسانہ"

اور انکا کہ انسان فانی بنیان کے حق مین ایسی تکبیر نخوت اور عجب پیدا کرنے مین رہبری کرتی ہے اور بالکل لاحاصل ہے پس عام حکم دیا جاتا ہے کہ ہر خان صاحب طبل و نشان اوس جملہ کے عوض یہ جملہ پڑھا کرے -

"الحمد اللہ الذی لم یزل ولا یزل حیاً قیوماً عالماً مدبراً سمیعاً بصیراً - ولہ الملک ولہ الحمد اکبرہ تکبیراً" آج کی تاریخ سے تمام لوگون کو چاہیے کہ قاعدہ اور حکم

انتقاؤ شدہ کی پیروی اور پابندی لازمی سمجھیں - جو شخص اس فرمان جہان مطاع کی خلاف ورزی کریگا - شاہنشاہ عالم کے نزدیک مستوجب سزا ہوگا

صفر ۱۱۴۹ ہجری مطابق جون ۱۷۳۶ء

اس فرمان کے اجرا سے عوام مین جوش مسرت پیدا ہوا - علی الخصوص وہ سپاہی جو سنی المذہب تھے - نادر کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے - اس کے تھوڑے زمانہ کے بعد وہ بادشاہ منتخب کیا گیا اور مقام قزوین مین جہان کہ شاہان ایران کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے پہونچکر تاج شاہی سر پر اور خنجر زرین کمر مین رکھا گیا۔ نادر نے حلف اٹھاکر قسم کھائی کہ مین باتباع شریعت محمدی سلطنت کرونگا - اور تمام رعایا کو دشمنون سے بچاؤنگا - سلطان روم - والیان مغل اور دیگر اطراف وجوانب کے بادشاہون نے برسم تہنیت ایلچی بھیجے - اس رسم تاج پوشی کے بعد اصفہان مین آکر مہم قندھار کی تیاری کردی

مہم قندھار دسمبر ۱۷۳۶ء مین نادر شاہ نے رضا قلی مرزا کو فارس مین اپنے قایم مقام چھوڑا اور اسی ہزار فوج لیکر کرمان کی طرف ہوتا ہوا قندھار کو روانہ ہوا پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا - اور عقب سے طہماسپ خان وکیل بھی ۴۰ ہزار کی جماعت سے بادشاہ کی خدمت مین جا پہونچا - حسین خان حاکم قندھار بہت بڑا ذخیرہ اور میگزین رکھتا تھا ۱۸ مہینے تک محصور رہا - آخر کو تنگ آکر قلعہ سے باہر نکلا - لڑکر شکست کھائی اور اپنے بیٹے سمیت قید ہوگیا - نادر شاہ نے قلعہ پر قبضہ کرلیا -

دوسرا مورخ فقط نام کے تغیر سے اس واقعہ کو یون بالتفصیل تحریر کرتا ہے کہ نادر شاہ تاج شاہی سر پر رکھکر ایک سال تک پایہ تخت اصفہان مین سریر آرائے سلطنت رہا - مگر ایسے منچلے - بہادر - جسور آدمی - بادشاہ سے ممکن نہ تھا کہ سلطنت کی مزیدارون مین پڑکر خاموش بیٹھا جاتا - ناگہ قندھار یاد آئی - فوراً اٹھ کھڑا ہوا - ادھر قندھاریون کو تلاش پایا - چند ہی روز مین جنگ کی تیاری کرکے روانہ قندھار ہوا - نزدیک پہونچتے ہی لڑائی شروع ہوگئی - ۱۸ مہینے تک آتش جدال مشتعل رہی - یوسف خان

قندھاری اپنے بیٹے کو سپہ سالار فوج مقرر کرکے خود دار السلطنت دہلی مین پہونچا - اور محمد شاہ کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا " اے جہان پناہ نادر شاہ قلعہ قندھار چاہتا ہے اور یہ خانہ زاد پشت ہا پشت سے اس در دولت فلک رفعت کا نمک پروردہ اور وظیفہ خوار رہا ہے لہذا امیدوار ہے کہ کچھ مدد خرچ اور کمک فوج مرحمت ہو اور افواج متعینہ کابل و قندھار کو تنخواہ تقسیم کیجاے تاکہ فوج مطمئن اور قوی دل ہوکر نادر کے مقابلہ مین جان نثاری کرے خاندوران میر بخشی نے بادشاہ کو خزانہ اور کمک دینے سے منع کیا - یوسف خان تین مہینے تک دہلی مین پڑا رہا - جب کامیابی کی صورت نہ دیکھی لاچار ہوکر دہلی سے واپس آیا اور قندھار پہونچکر خود تو مہات جنگ مین سرگرم ہوا - اور دوبارہ اپنے بیٹے کو عرضی دیکر محمد شاہ کی خدمت مین بھیجا کہ جہان مطاع ابتک مردان قندھار بغیر مدد اور کمک کے جنگ مین مستعد رہے لیکن اب یہ لوگ بالکل تاب مقابلہ نہین رکھتے - اور نہایت بد دل ہورہے ہین - اب بھی اگر خزانہ اور کمک سے امداد ہوئی تو بہتر - ورنہ یہ جان نثار بری الذمہ ہوکر مجبوراً قندھار نادر کے حوالہ کیے دیتا ہے "

٭ صمصام الدولہ خاندوران میر بخشی - اوسکا اصلی نام محمد عاصم ہے شریف النسب خواجہ زادہ نقشبندی - خاندان سے تھا - فرخ سیر کے زمانہ سلطنت مین عہدۂ امارت پر سرفراز ہوا - عہد محمد شاہی مین اپنے مدارج مین ترقی کی - امیر الامرا اور میر بخشی کے عہدۂ جلیلہ پر فایز ہوا - محمد شاہ کے جزو کل امور کا محرم راز تھا تمام دن مالی اور ملکی کامون کو انجام دیتا اور شب کو درس وتدریس اور صحبت علما و فضلا مین مشغول رہتا تھا - دم واپسین تک سلطنت کا خیر خواہ رہا - نادر شاہ کے معاملہ مین صحیح واقعات کے نہ ملنے سے دھوکہ اوٹھایا - چنانچہ جب نادر سے مقابلہ ہوا تو شجاعت مردانگی اور جان نثاری کے جوہر دکھاے - زخم بندوق سے زخمی ہوا اور دوسرے روز اپنے آقاے نعمت کا حق نمک ادا کرکے نہایت وفاداری کیساتھ جان دی - کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا - چنانچہ اوسکا ایک شعر ہے - شعر

سحر خورشید لرزان در صبر کوے تو می آید ۔ دلی آئینہ را نازم کہ بر روے تو می آید

پھر خاندوران نے دست بستہ گذارش کی کہ "جناب عالی یہ تمام مکر و فساد منیلانی تورانی کی طرف سے آصف جاہ اور سعادت خان کے مثل برپا کیے گئے ہیں۔
تمام افغانان قندھار اس جنگ کے حیلہ سے خزانہ لینا چاہتے ہیں" نا حبیب یوسف خان کا بیٹا امداد سے مایوس ہوا مجبوراً قندھار واپس گیا۔

لے چین قلیچ خان بہادر۔ اصلی نام قمرالدین خان ولد غازی الدین بہادر فیروز جنگ سے ہے سنہ [illegible] جلوس عالمگیری میں بادشاہی ملازم ہوا اور پہلے ہی دن چار صدی منصب پر سرفرازی پائی اور سنہ [illegible] کو خطاب خانی عطا ہوا سنہ [illegible] کو ایک مہم کے جلدو میں دو ہزار پانصدی منصب پر ترقی حاصل کی سنہ [illegible] میں چین قلیچ خان بہادر کا خطاب ملا۔ اوسی سال اپنے پدر بزرگوار سے ناراض ہو کر چلا آیا۔ ایک مہینے کے بعد حضوری دربار میسر آئی۔ سنہ [illegible] میں کرنٹہ دکن کے غنیم پر چڑھائی کی بعد تنبیہ غنیم دو ہزار پانصدی منصب میں ایکہزار اور اضافہ ہوا۔ سنہ [illegible] میں کرناٹک کو فوجدار مقرر کر کے بھیجا گیا سنہ [illegible] میں بیجاپور کی نظامت اور ملک دکن کی فوجداری کرتا رہا اور سنہ [illegible] میں سکہ کی فوجداری کو انجام دیا۔
اسی سال میں قلعہ واکن گڈھ کے طلایہ کے معاوضہ میں پنجہزاری منصب یعنی پانچہزار سوار اور ایک کرور پچاس لاکھ درم انعام پائے۔ سنہ [illegible] میں فیروز نگر وغیرہ کی فوجداری پر مامور رہا بہادر شاہ اور فرخ سیر کے زمانہ حکومت میں خانہ نشینی اختیار کی محمد شاہ کے دوران سلطنت میں پھر ناظم دکن مقرر ہوا اور نو ہزاری منصب اور آصف جاہ والا مرتبت کا خطاب پایا۔ سنہ [illegible] یکم احمد شاہی میں انتقال کیا یہ سردار جس درجہ کا بہادر اور دلاور تھا اوس درجہ پر محمد شاہ کے زمانہ میں نیکنامی اور نمک حلالی کے پایہ کو نہ پہونچا سکا۔ چنانچہ خود نادر نے اس کو پیر فرتوت کہنہ قزساق کا خطاب عنایت کیا۔ سعادت خان برہان الملک امین تخلص۔ نیشاپور کی قوم سادات سے ہے۔ تجارت کے ذریعہ سے ہندوستان میں آیا۔ محمد شاہ کے دربار میں باریاب ہوا۔ شجاع بہادر اور دربارسی کے طریقوں سے بخوبی ماہر تھا محمد شاہ نے عزت افزائی فرما کر اودھ کا صوبہ دار مقرر کر دیا مرتے دم تک اسی عہدہ پر مامور رہا جب نادر شاہ نے ہندوستان پر چڑھائی کی یہ حسب الطلب محمد شاہ شاہجہان آباد میں پہونچا۔ اور نمکحرامی کے پوری ثبوت دیکر رہی ملک عدم ہوا جسقدر شجاعت اور ہمت میں رستم زمان حاتم دوران تھا اسیقدر نمکحرامی اور حق فراموشی میں بلا اپنے کسی طرح کم بھی تھا۔ انہیں دونوں کی تحریک سے نادر ہندوستان میں آیا اور کامیاب ہوا۔

جملہ حالات مایوسی باپ سے بیان کرکے رائے دی کہ محمد شاہ کی طرف سے مدد اور کمک کی مطلق امید نہین ہے - اب مصلحت وقت یہی ہے لڑائی اور جنگ آزمائی محض بے سود ہے - نادر سے صلح و دوستی کرکے قندھار حوالہ کر دیجیے - ورنہ بربادی کے سوا بہبودی نظر نہین آتی - یوسف خان نے سخت مجبوری کے عالم مین اٹھارہ مہینے کے بعد صلح کی غرض سے نادر شاہ کی خدمت مین عرضی بھیجی - شاہ مذکور نے اپنے دو ملازمان کارگزار کو عرضی لانے والون کے ہمراہ کیا - اور یوسف خان کو پیغام بھیجا کہ جو مشاہرہ محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کی طرف سے تم پاتے تھے ہماری طرف سے دو چند رعایت کی جائیگی - سوال و جواب اور قول و قسم کے بعد یوسف خان سیدھا لشکر نادری مین چلا آیا - شاہ موصوف نے شمشیر و خلعت عطا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اینجانب کی طرف سے قلعہ قندھار پر تھانہ قایم کیے جائین اس طرح سے قندھار پر قبضہ ہو گیا - اور خان مذکور نے حسب الحکم اپنے تمام قبائل کو نادر آباد مین بھیجدیا اور خود بارہ ہزاری منصب سے نادر شاہ کے ہمرکاب رہا -

اسوقت خونخوار نادر بیرونی حملون اور دشمنون سے مطمئن ہو کر ایک بہت بڑے وسیع اور زرخیز ملک پر آفت لانے والا اور نہایت ہی خوفناک طریقہ سے اپنے جباری احکامات جاری کرنے والا ہے جس کے محض خیال سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور اوس طرح ظلم و ستم کو جو وہان ہوتے ہین یاد کرنے سے قلب ہلتا اور بدن تھرایا جاتا ہے کوئی بیداد کوئی مصیبت اوٹھا نہین رکھی - گھرون کو کھودا - اور پھونکا ڈھا دیا - آدمیون کو مارا - لوٹا - برباد کیا - بچون کو یتیم - عورتون کو اسیر کیا - اور ان مظالم مین بھی نئی نئی ایجادون سے کام لیا -

اے ہمارے پیارے ناظرین آپ کچھ سمجھے بھی کہ وہ کون حرمان نصیب ملک ہے آہ - ہمارے ہمدرد ملکی بھائیو - وہ آپ ہی لوگون کا غریب - ستم رسیدہ مظلوم - مصائب کشیدہ - خوگر بیداد - ناشاد - نامراد بیچارہ ہندوستان ہے جو ہمیشہ سے بیرونی حملہ آورون کی بدولت جولانگاہ زوال اور غیر ملکی تاجدارون کی لکد کوب سے پامال ہوتا رہے - اُف - اے میرے مظلوم ہند کیا روز ازل سے تیری قسمت مین یہی لکھا تھا کہ تو اپنے نادانون کے پالے ہوئے اژدہون کو

غیر ملک کے خون آشام شیرون - بھیڑیون - ریچھون کے نذر کردے کہ وہ تیر سے ہی ارمان بھری گود مین انکو چیر مین پھاڑ دین - انکا خون پین اونکی ہڈیان چبائین اور خاک و خون مین ملاکے غراتے ہوئے اپنی جنگلون کی راہ لین - اور تو حسرت و یاس کی نظرون سے دیکھتا رہ جائے اور دم نہ مار سکے -

اے حسرت نصیب ہند کیا تو دنیا مین اسیواسطے پیدا ہوا تھا کہ مر مر کر محنت و ریاضت شاقہ سے مال جمع کرے کہ وقت مصیبت کام آویگا اور ادھر ادھر کے مرگھنے گرسنہ چشم لٹیرے بیرحمی کیساتھ لوٹ پڑین اپنی آب شمشیر کے تلاطم مین تیزی برتتی ہوئی آبرو کو ڈبوئین - تیرے ننگ و ناموس کو خاک مین ملائین اور غضبناک آنکھین دکھا کر ڈرا دھمکا کر ہاتھ مروڑ کر جو کچھ پائین زبردستی چھین لین اور نوچ کھسوٹ کر خون کرتے ہوئے چلتے بنین اور تو تاجر کشتی کے مانند گھبرایا ہوا ایک ایک کا منہ تکتا رہ جائے اور کوئی فریاد کو نہ پہونچے ہائے ایسی بری قسمت کا ملک بھی دنیا مین کسی سیاح مورخ کو بہت کم دیکھنا نصیب ہوگا جو ہمیشہ غیرونکے مظالم برداشت کرتا رہا اور کبھی فریاد نہ کرنے پایا ہو -

او دکھیارے آفت کے مارے ہندان پر درد واقعات کے لکھتے وقت آج ہم کو بھی تیری شومی بخت پر رونا پڑا تھا - اس وقت تیرا حال زار دیکھکر دل بے اختیار بھر آیا - کلیجہ دہل گیا - بے اختیار آنکھون سے آنسو نکل پڑے جی چاہتا ہے کہ خوب جی کھول کر روئین - پیٹین چیخین - چلائین - فریاد کرین - آہ شرربار آسمان تک پہونچائین مگر یہ آہ وزاری اور اضطرار اور بیقراری سب بے سود ہے - تجھ پر رونے والون اور فریاد کرنے والون کا در قبول بند ہے - ہماری کون سنتا ہے - مقدر سے کہین لڑا جاتا ہے لہذا اب سے بھلی چپ افسوس! افسوس!!

کون سنتا ہے فغان درویش   قہر درویش بجان درویش

ہم بھی آنسوؤن کو خون کے سے گھونٹ پی کر اس دفتر غم کو کھولتے ہین جو خونخوار نادر کی بدولت بے گناہ ہندوستان کو نصیب ہوئے - مگر اس سے پہلے ہم کو یہ ضرور بتا دینا چاہیے کہ اس وقت ہندوستان کی پولٹیکل حالت کیسی تھی اور کون حکمران تھا - اور دہلی کے لوگ کس خواب خرگوش مین پڑے سو رہے تھے -

محمد شاہ بادشاہ ہندوستان

آور

اونکے طرز حکومت کے ساز و سامان

اورنگ زیب کے پرپوتے محمد شاہ بن جہان شاہ بن بہادر شاہ بن عالمگیر ثانی نے سرزمین افغانستان کے شہر غزنین مین ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۴ھ کو رحم مادر سے گہوارہ زمین پر قدم ناز رکھا اور عالم شاہزادگی مین روشن اختر کے نام سے نامزد رہا۔ جب اوسکے باپ رفیع الدولہ المعروف بہ جہان شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی تو نواب سید[1] حسین علی خان اور نواب سید عبداللہ خان قطب الملک نے روشن اختر کو مجلس سے نکالکر ۲۱ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ کو ۱۹ برس کی عمر مین تخت سلطنت پر بٹھایا اور محمد شاہ کے نام سے مشہور کیا محمد شاہ نہایت حسین وجمیل اور خوبرو شکیل تھا لہذا ایک موزون طبع شاعر نے یون گوہر فشانی کی ہے

روشن اختر بود در روشن ماہ شد — یوسف از زندان بر آمد شاہ شد

محمد شاہ تخت خلافت پر جلوہ گر ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ دربار شاہی مین سادات بارہہ کا دور دورہ ہے نواب حسین علی خان اور عبداللہ خان کا طوطی بول رہا ہے۔ فرمانروایان سلطنت ان سیدون کے ہاتھون مین ایک کٹھ پتلی سے زیادہ وقعت نہین رکھتے۔ جس کو چاہا تخت پر لا بٹھایا اور جس کو چاہا تخت سے اُتار کر خاک و خون مین ملا دیا۔

محمد شاہ کے تخت پر بیٹھتے ہی نواب حسین علی خان بادشاہ کو ساتھ لیکر

[1] نواب سید حسین علیخان سادات بارہہ اور سید میان کے نام سے مشہور تھا۔ آخر زمانہ عالمگیر مین منصب اور خطاب ثانی سے سرفراز ہوا۔ فرخ سیر کے عہد سلطنت مین میر بخشی ہو چکا اور امیر الامرا کے لقب سے ملقب ہوا آخرکار محمد شاہ کے دوران حکمرانی مین اپنی حکمرانی کیوجہ سے قتل کیا گیا

نظام الملک پر جس سے نواب مذکور کی فوج کو اطراف مالوہ مین قتل و غارت اور
تباہ و برباد کر دیا تھا پہنچنے نہ دی۔ بادشاہ نے پہلے روز نو کوس جا کر پھر بھی چلکر مقام
کیا۔ اور اثناے راہ مین ایک دربار منعقد کرکے تھوڑی دیر تک صدر آرائے
انجمن رہا بعدہ وہان سے اٹھکر اپنے خیمۂ معلی مین داخل ہوا۔ محمد شاہ اس
بات کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ جبتک ان منہ زور سیدون کا وجود عالم امکان سے
مفقود نہو گا۔ تب تک ہماری سلطنت اور اقتدار کا قیام امکان سے باہر ہے۔
لہذا اوسی روز ماہ ذی الحجہ سنہ یکم جلوس محمد شاہی کو خفیہ سازش بادشاہی سے
میر حیدر خان نے حیلۂ محمد امین خان بہادر کی شکایت ظلم مین ایک عرضی لکھی
اور نواب حسین علیخان کی خدمت مین پیش کی۔ اودھر نواب غافل ہو کر عرضی
پڑھنے مین مشغول ہوا۔ ادھر میر حیدر خان نے کارد خون آشام سے اوسکا کام
تمام کر دیا۔ اور خود بھی اپنی جان بچا نہ سکا بلکہ اوسی موقع پر نواب مقتول کے
ملازمون نے اوسکو قتل کر ڈالا۔

جس وقت عبد اللہ خان قطب الملک نے اپنے بھائی کا ایسا واقعہ سنا اوسکی آنکھون مین
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا۔ اپنا قوت بازو ترمٹنے سے اپنے بھائی کے خون کے انتقام پر
ہاتھ دھوکر مارنے اور مرنے پر طیار ہو گیا۔ اور سہارے کی غرض سے رفیع الشان کے تیسرے
بیٹے سلطان محمد ابراہیم کو محبس سے لاکر تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ قریب پچاس ہزار فوج
کی جمعیت بہم پہونچا کر محمد امین خان اور خاندوران وغیرہ سرداروں پر دھاوا کیا ۱۳ محرم سنہ ۲
جلوس محمد شاہی کو شیر گڈھ کے قریب جو متھرا سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے امراے محمد شاہی
مقابلہ و مجادلہ ہوا۔ تقدیر کی بات یون ہونیوالی تھی کہ نواب عبد اللہ خان اسیر اور محمد امین خان[۱]

[۱] محمد امین خان چین بہادر ولد میر بہاؤ الدین برادر عابد خان عالم شیخی سنہ ۱۲ جلوس عالمگیری کو ماوراء النہر سے
ہندوستان مین آیا چندروز کے بعد منصب دو ہزاری اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا سنہ ۴۲ عالمگیری
مین عہدۂ صدارت کل پر سرفرازی پائی اور اکثر مہمات ملکی مین کامیاب ہوا سنہ [illegible] مین سہ ہزار
دو پانصدی اور سنہ ۴۹ مین چار ہزاری منصب پر پہونچا اور سنہ [illegible] کو عالمگیر نے فرزند قدر دانی سے
چین بہادر کا خطاب عنایت کیا اور عہد دولت محمد شاہی مین حسین علیخان کو مار ڈالنے پر وزیر اعظم ہو گیا
اور ہفت ہزاری منصب پایا۔ ڈیڑھ مہینے تک عہدہ وزارت کو سر انجام دیکر انتقال کیا۔

وقت بریتوا بادشاہ نے سلطان ابراہیم کو بے قصور سمجھکر چار خدمتگاروں کی ہمراہی مین اوسکی
مان کے پاس سلیم گڈھ کے قلعہ مین بھجوا دیا۔ عبداللہ خان جسوقت گرفتار کرکے بادشاہ
کے حضور مین لایا گیا تو بادشاہ نے کہا کہ او دغاباز و دغا شعار دیکھ یہ تو نے کیا کیا
اوس نے جواب دیا کہ مین نے یہ کیا کہ تم کو قید خانہ سے نکال کر تخت زرین
پر بٹھا دیا اور تاج مرصع تمہارے سر پر رکھکر بادشاہ بنایا۔ تم نے اوسکا
یہ بدلا دیا کہ میرے بھائی کو مروا ڈالا۔ چونکہ میرے پاس فوج موجود تھی
مین نے اوس سے اپنے بچاؤ کی کوشش کی مگر اس سے مجبور ہون کہ فتح
تمہاری قسمت مین تھی۔ اب تم کو اختیار ہے تمہارا غصہ یا فایدہ جس بات کی تم
کو ہدایت کرے ویسا میرے ساتھ سلوک کرو۔ بادشاہ نے پھر پوچھا کہ فرخ سیر
نے تمہارا کیا بگاڑا تھا جسکو تو نے بے گناہ قتل کیا۔ اوس بدکار اوس نے
یون جواب دیا کہ فرخ سیر میرے اور نیز میرے بھائی کے اختیارات دیکھ
دیکھکر رشک و حسد سے جلتا تھا لہذا ہم نے اوسکے قتل مین اپنا فائدہ دیکھکر
اوسکا کام تمام کیا۔ اگر اب بھی مین عقلمندی سے کام لیتا تو میری یہ حالت کبھی
نہوتی۔ سچ ہے جب قسمت کسی کو بگاڑنا چاہتی ہے تو پہلے اوسکی عقل کی آنکھین
اندھی ہوجاتی ہین فرخ سیر مرحوم کی والدہ نے خواہش ظاہر کی کہ عبداللہ خان میرے
بیٹے کا قاتل ہے لہذا مجھکو دیا جاوے۔ بادشاہ نے جواب مین کہلا بھیجا
کہ ایک خون کے معاوضہ مین دو خون نہونا چاہیے کیونکہ اوسکا بھائی
حسین علیخان اوسی خون کی قصاص مین مارا جاچکا ہے۔ آخرکار عبداللہ خان
آصف الدولہ واسطے محل مین زیر حراست رکھا گیا۔ ہزار روپیہ ماہانہ اوسکا
خرچ مقرر کیا گیا۔ تیس خدمتگار عطا ہوئے اور ستر اونی درجہ کے ملازم اُن
سب کا کھانا بادشاہی مطبخ سے ملتا رہا۔ اور پانچ عورتین بھی عنایت ہوئین
ان سب پر سخت پہرہ تعینات کیا گیا۔

مگر عبداللہ خان بہت عرصہ تک زندہ نرہا۔ نظربندی کے صدمہ سے
بہت جلد راہی ملک عدم ہوا مرنے والی رات کو ۵۴ عورتین جنمین ۵ منکوحہ
حرمین اور کچھ اوسکی رشتہ دار تھین ایک کوٹھری مین خود ہی جلکر مرگئین

بس یہین سے سیدون کا زور ٹوٹ گیا اور انکا پھر کوئی اقتدار
باقی نرہا ۔ ع

طرفہ الیفنی جہان برہم زند	کس نمے آرد کہ آنجا دم زند
اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند	عالمے را در دمے ویران کند

محمد امین خان چین بہادر نے ڈیڑھ مہینے وزارت کرکے ملک عدم کی راہ لی
عہدہ وزارت پر پھر جھگڑا پڑا ۔ بادشاہ کی دلی خواہش تھی ۔ کہ یہ عہدہ
امیر الامرا خاندوران بہادر کو عطا کیا جائے گر مغلیہ تورانی اس راے سے
متفق نہوئے اور شورش و پرخاش شروع کردی مجبوراً نائب وزیر حاجی
عنایت اللہ خان* کو مقرر کیا اور وزارت کی غرض سے نظام الملک کو حیدرآباد سے
طلب فرمایا اوسنے وہان سے جواب مین لکھا کہ مین ایک فقیر آدمی ہون مجھکو اتنے
بڑے عہدہ کی ضرورت نہین ہے ۔ مین مالوہ کی صوبہ داری پر قانع اور بہت ہی خوش
تھا ۔ مگر مجھکو خواہ مخواہ سیدون نے ستایا ۔ مجبور ہوکر مجھکو بھی ہتھیار اٹھانا پڑا
اونکی کچھ پیش رفت نگئی اور مین اونکی دار وگیر سے بالکل مصئون ومحفوظ رہا اخیر

* حاجی عنایت اللہ خان کشمیری منصبدار اور جوہری بازار کا مشرف تھا سنہ [illegible] جلوس
عالمگیری مین چارصدی منصب پر فائض ہوا اور سنہ ۲۵ مین شش صدی منصب اور
خطاب خانی ملا اور رشید بیع الزمان کے ایام رخصت مین دیوان خالصہ کا نائب رہا ۔
سنہ ۲۷ مین ہفت صدی منصب اور دیوانی تن اصالتاً و دیوانی صرف خاص کی خدمت بجالایا ۔
سنہ [illegible] مین اسد خان کی نیابت مین کہ وہ دستخط کرنے مین سستی کرتا تھا خدمت دستخط
کو انجام دیتا رہا سنہ ۴۲ مین منصب ہزاری حاصل کیا سنہ ۴۴ مین شاہزادہ بیدار بخت کی سرکار مین
دیوان رہا سنہ ۴۵ مین باوجود دیوانی تن کے دیوانی خالصہ کو بھی انجام دیا ۔ اور ہزار و
پانصد دو صد و پنجاہ کا منصب پایا سنہ ۵۰ مین مزاجدانی کی غرض سے کشمیر کی اندر [illegible]
اجازت ملی اور دیوانی تن و دیوانی خالصہ دونون عہدون کو ایک ساتھ
خیر وخوبی سے انجام دیا کہ شہرۂ آفاق ہوگیا ۔ اور بہادر شاہ و فرخ سیر و محمد شاہ
کے ایام سلطنت مین ناظم کشمیر اور سامان اور نائب وزیر مقرر ہوکر شش ہزاری
منصب تک پہونچ گئے سنہ پنجم جلوس محمد شاہی مین فوت ہوا ۔

انھیں مین اونھوں نے آپ کو اغوا کرکے اوبھارا - ظالم کی عمر کوتاہ - اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو
کنوان میرے واسطے کھودا تھا اوس مین خود ہی گرفتار ہوگئے - لہذا اب بھی
یہی امید رکھتا ہون کہ اس معزز عہدہ پر کسی لائق شخص کو مقرر فرمادیجیے - اور
مجھے معاف رکھیے -

یہ لکھکر ٹال دیا اور نہ آیا - مرہٹون کو چوتھ دیتا رہا - مگر جب مرہٹون کا زور بڑھ گیا
اور نادر نے قندھار کا محاصرہ کیا - ادھر وزیرالممالک کی بے پرواہی اور عیش وعشرت
کیوجہ سے سلطنت کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی - اور سنبھلنے کے کوئی
آثار نظر نہ آتے تھے تب بادشاہ نے پھر اپنے خیال کو نظام الملک کی طرف
رجوع کیا کہ وہ ایک سن رسیدہ - تجربہ کار اور عالمگیر کے وقت کا کاردیدہ
شخص ہے غالبًا اوسکے آجانے سے انتظام سلطنت مین شائستگی پیدا ہوجائیگی
یہ سوچ سمجھکر اوس کے پاس پھر ایلچی روانہ کیا - چنانچہ وہ اپنے بیٹے بڑے
غازی الدین خان کو دکھن مین چھوڑکر پایہ تخت دہلی مین چلا آیا - بادشاہ نے
اوسکی بڑی عزت د توقیر کی اور قلمدان وزارت اوسکے حوالہ کرکے آصفجاہ
والامرتبت کا خطاب بخشا - مگر چونکہ خاندوران بخشی الملک بادشاہ کے مزاج مین
بہت دخیل تھا جو وہ کہدیتا بادشاہ سنتا اور اوسکی ہر ایک درخواست کو
منظور کرلیتا بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ بادشاہ اوسی کے ہدایت کے موافق چلتا
تھا - اور نظام الملک کی یہ خواہش تھی کہ انتظام سلطنت اور طریقہ شریعت
کو اورنگ زیب کے موافق رواج دینا چاہیے تاکہ یہ تمام جھگڑا بیان رفع
ہوکر آئین جہانداری مین استقلال و استحکام پیدا ہوجائے لیکن
خاندوران کی وجہ سے اسکی اس قسم کی کوئی درخواست منظور نہوتی بلکہ
مضحکہ اڑایا جاتا -

جب اوس نے بادشاہ سلامت کو ناقابل اور امراے دولت کو عیش و
نشاط مین شاغل پایا - اپنے تئین ایسے مقام پر عضو معطل سمجھکر بادشاہ سے
عذر معذرت کی اور اپنے قدیم جگہ ملک دکھن کو چلا گیا -

چونکہ جلا ہوا تھا یہان پہونچکر ساہو راجہ سے ساز پیدا کرکے باجی راؤ مرہٹہ کو

ایک فوج جرار سے دہلی کی طرف روانہ کیا۔ باجی راؤ نے اپنا یہ مسلک اختیار کیا کہ جو شہر اور گانون اور قصبہ سامنے پڑ گیا وہان کے لوگون کو لوٹ مارا۔ تباہ کر دیا مالوہ کو لوٹ
اوس کے گورنر کو قید کر لیا۔ اور تمام گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرتے پھر دکن کی
طرف پلٹ گیا۔ یہان امرائے دولت کے کانون پر جون تک نہ رینگی دوسرے
سال باجی راؤ مرہٹون کی ایک بھاری جماعت کو ساتھ لیکر [illegible]
ہوا اور گجرات پر ٹوٹ پڑا۔ حالانکہ گجراتیون نے چوتھ دینے کا
وعدہ بھی کر لیا تاہم بڑی سختی سے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور سخت
تکلیفین پہونچائین۔ وہان سے گھوم کر گوالیار کے اطراف و جوانب کو لوٹ مار
کر تباہ و برباد کر دیا۔ چونکہ یہ مقام پایہ تخت سے بہت قریب تھا لہذا قمر الدین*
خان وزیر الممالک جنھون نے نظام الملک کی معاودت کے بعد یہ عہدہ
پایا تھا اور خاندوران بخشی الملک ان مرہٹون کی سرکوبی کی غرض سے بھیجے
گئے۔ یہان پہونچکر ان نالایقون نے اپنی پست ہمتی اور کم حوصلگی سے بجائے
گوشمالی کے اوسکے چوتھ دینا قبول کر لی۔ اور صلح کر کے اپنے اپنے گھرون
مین آ کے بیٹھ رہے۔ اب تو مرہٹون کا اور بھی زور بڑھ گیا۔ آگرہ تک قتل
و غارت گری شروع کر دی اور دہلی کی طرف باگ موڑی کہ چلکر اپنی چوتھ
وصول کرنا چاہیے۔ یہان سے پھر یہی دونون افسر خاندوران اور قمر الدین خان
بھیجے گئے مگر انکے پہونچنے سے قبل مرہٹے دریائے جمنا سے پار اوتر کر صوبہ اودھ
کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ سعادت خان صوبہ دار زود خریہ وحشت اثر۔

*۔ اصلی نام خواجہ محمد فاضل ولد محمد امین خان سابق وزیر اعظم سنہ جلوس عالمگیری
کو منصب اور خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ اور محمد شاہ کے زمانہ مین وزارت
کل اور منصب ہزاری [illegible] پر ترقی پائی۔ آخر زمانہ مین جب احمد شاہ درانی نے
ہندوستان پر چڑھائی کی اور ادھر سے فوج روانہ ہو کر بمقام سرہند مین پہونچی
تو قمر الدین خان نماز صبح پڑھکر اپنے خیمہ مین مشغول وظیفہ دار راد تھا کہ اچانک
احمد شاہ کی طرف گولہ چلا اور وزیر الممالک موصوف کی ران پر آ پڑا اوسی صدمہ
مین جان بحق تسلیم ہوا۔

خبر پاتے ہی ادہر دوڑا اور مار کر بھگا دیا اونکے دو افسر بھی گرفتار کر لیے اور پانچ ہزار آدمی جان سے مارے - مرہٹے اپنی باقی ماندہ فوج سے فرید آباد مین جو دہلی سے نہیں کوس پر واقع ہے جا پہونچے - خاندوران - قمرالدین خان اور سعادت خان نے اونکا تعاقب کیا - مگر وہ لوگ انکے پہونچنے سے ۳ گھنٹہ قبل مقام کالکا مین جو دہلی سے قریب ہے جا چکے تھے - یہ مقام اہل ہنود کا معبد ہے یہان پوجے پاٹ کی غرض سے بہت لوگون کا ہجوم تھا لہذا بزرگی کے خیال سے لوگون کو جان سے تو نہین مارا مگر لوٹنے سے محفوظ بھی نہ چھوڑا - یہان تھوڑی سی بادشاہی فوج بھی موجود تھی مرہٹون نے ارادہ کیا کہ انکو بھی مار کر لوٹ لو - مگر یہان بادشاہ کو خبر مل چکی تھی فوراً امیر خان اور حسین خانہ کو فوج و توپ خانہ دے کر روانہ کیا - کئی گھنٹہ لڑائی رہی - حسین خان مارا گیا - اور امیر خان شکست کھا کر بھاگا - حوصلہ مند مرہٹے داخل شہر دہلی ہوا ہی چاہتے تھے - کہ قمرالدین خان وزیر جو اون دونون سردارون سے آگے بڑھ آیا تھا ان مغرورون کی مدد کو پہونچا اور مرہٹون کو مار کر شکست دی - وزیر مذکور نے الہ وردی خان کی سرائے تک جو دہلی سے سات کوس کا فاصلہ رکھتی ہے اونکا تعاقب کیا مگر چونکہ لڑنا منظور نہ تھا لہذا خفیہ طور پر کچھ معاملے کر کے دہلی کو پلٹ آیا اور مرہٹے دکن کو چلتے ہوئے - سعادت خان جسکو اپنی خدمت - لیاقت - کارگذاری اور بہادری پر بڑا غرا اور ناز ہوگیا تھا اس شرمناک صلح سے ناراض ہوکر بادشاہ کی خدمت مین بھی حاضر نہوا بلکہ اپنے صوبہ پر سیدھا واپس گیا - باقی دیگر امرا داخل شہر ہوکر خدمت شاہ مین حاضر ہوے اب بادشاہ نے پھر غور کیا کہ جبتک نظام الملک دکن سے ہماری خدمت مین حاضر نہوگا تب تک یہ سرکش مرہٹے ہمیشہ ہمارے ساتھ نت نئے فساد برپا کرتے رہینگے چنانچہ اب کی مرتبہ بادشاہ کے کہنے سے مہر پرور بیگم بادشاہ کی دادی نے جو نظام کو بہت چاہتی تھین اوسکو خط لکھا اور اطمینان دلایا کہ اگر دیکھتے ہی اس خط کے وہ فوراً چلا آئیگا تو سلطنت کے پورے پورے اختیارات اوسکے سپرد کر دیے جاوینگے

اس خط کے پہونچتے ہی وہ فوراً چل کھڑا ہوا - مگر یہان اس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ

اوسکے ساتھ خراب برتاؤ ہُئے گئے امراے دولت صرف بے وقعتی ہی سے اسکے نہ تھم
پیش نہ آتے بلکہ ہر موقع ہر بات پرا وسکو ستایا اور بنایا کرتے تھے - علی الخصوص
خاندوران اور اوسکے اشارون پر چلنے والے خوشامدی مصاحبین جب وہ دربار مین
سلام کی غرض سے حاضر ہوتا تو یہ کہکے چڑھایا کرتے تھے کہ" دیکھو دکھن کا بندر کیسے
ناچتا ہے"۔ اس مضحکہ خیز برتاؤ سے اوسکو سخت غصہ آیا اور اوس نے اپنے دل مین
ٹھان لیا کہ سلطنت کو نیست و نابود کرکے خاندوران اور اسکے ساتھیون کو
اونکی شرارتون کا مزا چکھانا چاہیے - یہ منصوبہ دل مین سوچکر وزیر قمرالدین خان
سے اپنے ارادہ کا اظہار کرکے خود وزیر کو بھی اس خفیہ سازش مین شریک کرنا چاہا
ہرچند کہ دونون باہم قرابت رکھتے تھے - کیونکہ وزیر کی دختر نظام الملک کے فرزند کو
اور نظام الملک کی بیٹی وزیر کے بیٹے کو منسوب تھی - مگر تاہم خیر اندیش قمرالدین خان
باوجود اس قرابت قریبہ کے ایسے بیہودہ اور لچر سازمین شریک نہوا بلکہ اپنے
طور پر اوسکو بہت کچھ سمجھایا کہ آپس کی رنجش سے ہمکو ملک اور سلطنت کو تباہ کرنا
نہین چاہیے جسکے بدولت تم نظام الملک اور ہم وزیر الممالک کہلاتے ہین اور اسی
سلطنت کے طفیل مین جاہ و حشم سے زندگی بسر کرتے ہین - نظام الملک جب
ادھر سے بالکل مایوس ہوا تب سعادت خان کو جسکے پاس خود اپنی فوج کثیر موجود
تھی اور وہ خود بھی بہت تجربہ کار افسر تھا لکھا - چونکہ مرہٹون کی زک دینے سے اوسکے
بہت کچھ حوصلے بڑھ چکے تھے اور اسی ناموری کے زعم مین خاندوران وزیر الممالک
اور نیز بادشاہ سے ناراض ہوکر اپنے صوبہ کو چلا گیا تھا - اس باغیانہ مشورہ پر فوراً رضامند
ہوگیا - جب سازشی کارروائی مین باہمی معاہدہ ہوگیا تب یہ صلاح ٹھہری کہ نادرشاہ
والی ایران کو جو اوس زمانہ مین قندھار کا محاصرہ کئے پڑا ہوا تھا ہندوستان مین بلاکر
خاندوران اور بادشاہ کو اس ناقدردانی اور تغافل شعاری کا نتیجہ دکھا دینا چاہیے -

محمد شاہ کی عیش پرستی

ادھر تو نظام الملک اور برہان الملک دونون گھر کے بھیدی
ناعاقبت اندیشی سے سلطنت کو تہ و بالا کرنے پر بیڑا اٹھائے اپنی گھات مین

بیٹھے ہوئے ہین - ادھر دربار کی بہار ہی نرالی ہے مہوشان حورجمال وخورشید رخان
پری تمثال کے جگمگھتے ہین جنکی سج دہج - ادا و بانکپن - رفتار گفتار - بھولی بھولی صورتون
پیارے پیارے مکھڑون کو دیکھکر انسان ہزار جان سے قربان ہو - انہین رنگین
طبع عیش پسند محمد شاہ بصد انداز زیبائی جلوہ فرما ہین اور مزاج مین کچھ ایسی رنگینیت
پیدا کی ہے کہ عالم مین محمد شاہ رنگیلے کے خطاب سے ممتاز ہو رہے ہین اس دربار کو
اگر اندر کا اکھاڑہ اور محمد شاہ کو راجہ اندر کہین تو زیبا ہے - دیتا و مافیہا سے بے خبر
تمام رات عیش و طرب مین جاگ کر صبح فرماتے ہین - طبلہ پر تھاپ پڑ رہی ہے -
سُریلی چیز دکرینوالی تانون سے ایوان شاہی گونج رہا ہے - نور بائی چندہ بائی وغیرہ
پری جمال دلربایانہ انداز سے تھرک تھرک کر بھاؤ بتا بتا کر رجھا رہی ہین - سارے
دربار مین محویت کا عالم ہے - جسے دیکھئے بادیہ سرور مین مسرور اور نشہ عشرت مین
چور ہے - صبح ہوئی آرام گاہ مین تشریف لے گئے - اگر رات جاگتے کٹی تو دن سوتے -
اب اگر بیدار بھی ہوئے تو پریزادون نے مینا بازار کا نقشہ جمایا - متاع گرانمایہ سے
دکانون کو سج سجا کر آراستہ کیا - کپڑے کا تار بدن پر نہ رکھا - برہنہ ہو بیٹھین
جنکی خریداری کے لیئے خود بادشاہ سلامت اور امراے دولت آکر موجود ہو گئے -
ہائے کبھی اونکا شرم سے آنکھین چرانا - اور کبھی سمٹ سمٹ کر بدن چھپانا اسوقت
قیامت ڈھا رہا ہے جوشیلے جوانون کا دل تڑپ تڑپ کر بے اختیار پہلو سے
نکلا جاتا ہے - اسوقت کہان ہین میان ارادت خان مینا بازار کے مصنف
جنھون نے مینا بازار اور اُسکے دکانداروں کی تعریف مین صفحہ کے صفحہ رنگ
ڈالے - آئیں اور معائنہ کرین اور اپنے دیباچہ کے پہلے ہی فقرے "عصمتیان
روپوش حیا پرور عفتیان عفت کو پاک نظر امرزدہ باد کہ وقت گرمی بازار نشاط
وبسط بساط انبساط" پر ذرا غور فرمائین کہ یہ مینا بازار ہے اور حسینان جہان
اوسکے متاع فروش ہین - جو کتنی بڑھی ہوئی عصمت اور عفت سے کام
لے رہی ہین - ہم زیادہ تو نہین کہتے مگر یہ زیبا مکھڑے - صراحی دار گردنین
دمکتا ہوا کندنی رنگ - سینہ کا ابھار - بھرے بھرے گول بازو - اور
نازک پتلی کمر - گدرایا ہوا گورا بدن اگر مصنف صاحب ایک نظر دیکھ لین تو بازار کا

نقشہ کھینچنا کیا معنی - اس معدن حسن کے نشیب و فراز کے چکر مین پڑ کر خود ایسی قلا بازیان کھائین - کہ میان ساری لفاظی بھول جائین - واہ میرے رنگیلے شاہ کیون نہو صرف جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی - ہمکو یاد پڑتا ہے کہ ہم نے بچشم خود آہ مینا بازار کا شرمناک فوٹو کسی مقام پر دیکھا ہے جس سے پوری بیحیائی کا ثبوت ملتا ہے - شرم! شرم!! شرم!!!

گرمی کا موسم آیا خس خانون کی تیاریان شروع ہو گئین - برف کی دیوارین بننے لگین - دوسرے روز گھل جانے پر پھر از سر نو طیار ہو گئین - گلاب کیوڑے وغیرہ خوشبو یات کے قرابہ پر قرابہ لنڈھا دیے - یہ خس خانہ ہیے اور اونکے رنگین عیش پرست محمد شاہ - ٹھنڈی ہواؤن کے جھوکے باد سحر کو مات کر رہے ہین آنکھون پر جھپیان پڑے جاتے ہین - بن نیند کی نیند آئی جاتی ہے چنانچہ مشہور ہے کہ نادر شاہ جب اس بادشاہی خس خانہ مین آیا تو بے اختیار غلبہ نیند سے اونگھنے لگا - گھبرا کر چونک پڑا اور کہنے لگا کہ برادرم خسخانہ شما را از ایران بہ ہندوستان آوردہ اس سے یہ مطلب کہ اگر آپ اسقدر آرام طلب نہوتے تو مین ہندوستان مین ہرگز قدم نہین رکھ سکتا تھا۔

گرمی کی رت بدلی - برسات آئی - ہوادار پر تکلف کوٹھیان آراستہ ہو گئین - گرد اگرد چمن بندی ہو رہی ہے - خوشبودار پھول کھلے ہوئے ہین جنکی بھینی بھینی مست کرنیوالی مہک سے تمام کوٹھیان بسی ہوئین ہین - اودی پیلی کالی - بھوری گھن گھور گھٹائین چھائی ہوئی ہین - رم جھم مینہ برس رہا ہے رندان بادہ خوار ہین دور شراب چل رہا ہے - ارباب طرب بھی ساز ملائے ہوئے موجود ہین - ساون اور ملار کی تانین بیچین دلون مین بے اختیار سمائی جاتی ہین۔

جاڑے آئے - سردی نے دلون مین گرمجوشیان پیدا کر دین - آتش خانہ روشن ہو گئے - چلہ کے جاڑے ہین اور یہان جامدانی اور ململ کے انگرکھون سے پسینہ اوپر پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے - موسم بہار کا آغاز ہے - ہولی کا تہوار منایا جا رہا ہے - وہ وہ سامان ہو رہے ہین کہ شاید و باید - رنگون سے حوض بھر دیے گئے - انمین عبیر کی جگہ مقیش کی سنہری روپہلی افشان بکثرت ڈالی گئی

جسے چاہا اُسی حوض مین ڈھکیل دیا۔ اب جو نکلا افشانی رنگ سے شرابور ہے۔ قمقمون کا مینھ الگ برس رہا ہے۔ پچکاریون کے فوارے دوسری طرف چھوٹ رہے ہین اس پر مینھ نے جدا رنگ آمیزیان پیدا کر رکھی ہین۔ ہولی کی دلکش تانین کلیجہ کے پار ہوئی جاتی ہین۔ اور رنگیلے شاہ محو عیش زندگی کے مزے اُڑاتے اور زبان حال سے فرماتے ہین ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے ۔۔۔ عاقبت کی خبر خدا جانے

مشہور ہے کہ اس مزیدار حالت کی خبر نظام الملک کو پہونچی۔ وہ ایک پرانا جہاندیدہ۔ تجربہ کار سرد گرم آزمودہ عالمگیر ایسے مہذب۔ شایستہ بادشاہ کا دربار اور اوسکا قرینہ دیکھے ہوئے اُسکو سخت ناگوار ہوا۔ تاب نہ آئی سوار ہوکر داخل دربار ہوا کہ بادشاہ کو ایسی خلاف تہذیب باتون سے موقع پاکر کچھ فہمایش کرے۔ یہان بادشاہ سلامت کی یہ کیفیت کہ نظام الملک آداب شاہی بجا لاتا ہے وہ اوسکو مخل صحبت سمجھکر دوسری طرف منہ پھیر لیتے ہین جب وہ اودھر جاکر اعرض کرتا ہے۔ آپ ادھر منہ کر لیتے ہین۔ اسی ایرا پھیری مین کسی طرف اشارہ کر دیا۔ پھر کیا دیر تھی بیچارے معمر مہذب بڈھے پر قمقمون اور پچکاریون کی بوچھار کر دی گئی۔ اولٹی آنتین گلے پڑین۔ کہان تو فہمایش کو گئے تھے اور کہان خود ہی رنگ مین شرابور لالہ بھائیون کی سی برزخ خجلت زدہ دربار سے نکلے۔ کسی دربانی سے درباری پوشاک اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر سدھارے۔ اسکے بعد اوس نے سُنا کہ خود بادشاہ دربار مین فرماتے تھے کہ "دیکھا آج ہم نے کیسا دکھن کا بندر نچایا ہے" اوس نے بھی در پردہ لوگون سے کہا کہ مین نظام الملک نہین جو ایوان شاہی کے ہر ایک کنگورے پر بندر نہ نچائے ہون۔ چنانچہ اوسنے ویساہی کر دکھایا۔

اسی موقع پر ایک دوسری روایت بھی زبان زد خلایق ہے جو دلچسپی کی غرض سے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے کہتے ہین کہ جب عمدۃ الملک امیر خان نے جو الہ آباد کا صوبہ دار بھی تھا بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو ایکدن جلسۂ دعوت ترتیب دے کر تمام افسران فوج کو مدعو کیا۔ بعد فراغت دعوت حاضرین جلسے کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی ادر

نیز تمام اپنے آبا واجداد کی شجاعت اور دلیری کی تعریف کی ور تمام اہل جلسہ
تصدیق چاہی۔ سب نے ایک زبان ہوکر اوس کی خاندانی جلاوت دلیاقت
تہور و شجاعت کا اعتراف کیا بعد صداقت اپنے خادم سے پوشاک کی کشتی طلب
کی جو پیشتر سے خاص اسی موقع کے واسطے لگا رکھی تھی اور تمام مردانہ لباس اُتار کر
زنانی پوشاک بدلی۔ ہاتھوں مین چوڑیان پہنین۔ اُسکے ساتھ ہی ساتھ
اوسکی کل ماتحت فوج نے زنانہ لباس زیب تن کرلیا۔ ہر چند سبھوں نے
اُس تغیر لباس کا سبب پوچھا مگر اوسنے بالکل سکوت سے کام لیا اور کوئی وجہہ
ظاہر نہ کی اوس روز سے وہ امیر خان زنانہ مشہور ہوگیا۔ محمد شاہ نے سُنا
بہت ہنسے اور حضور مین طلب فرمایا امیر خان ایک فنس مین سوار اوس پر
ایک چھٹکا پڑا ہوا۔ اس ہیبت سے دربار مین حاضر ہوا اور "لونڈی صدقے مجرا
عرض کرتی ہے" کہکر آداب شاہی بجالایا۔ بادشاہ نے متبسم ہوکر فرمایا امیر خان
یہ کونسی برزخ اختیار کی۔ عرض کیا و صدقہ گئی۔ حضور پر سے نثار اب تو لونڈی کو
بھی ادا بھاگئی" امیر بادشاہ نے قہقہہ لگایا اور رخصت کیا۔ جب نادر سے
مقابلہ مین محمد شاہ کشمکش مین پڑا۔ تمام سرداران فوج بغلین جھانکنے لگے
اوسوقت امیر خان نے اسی ہیبت کذائی سے حاضر ہوکر عرض کیا۔ اے عالم پناہ
یہ لونڈی اسی دن کیواسطے بروگن بنی تھی۔ اجازت ہو کہ معرکہ کارزار مین حضور
پر فدا ہوجاؤن۔ بادشاہ نے حسرتناک لہجہ مین فرمایا کہ امیر خان تم اس مشکل در
صورت مین کیا کرسکتے ہو۔ مگر اوسنے بمنت وسماجت زبردستی اجازت حاصل کرکے
معرکہ کارزار کی راہ لی۔ آگے آگے امیر خان کی فنس اور پیچھے پیچھے اوس کی تمام
فوج ڈولیون پر سوار۔ نادر سمجھا کہ بادشاہ نے عاجز آکر بادشاہ بیگم کو صلح کی
غرض سے بھیجا ہے لہذا ان آنیوالون کا مزاحم نہوا۔ جسوقت یہ زنانی فوج
قلب لشکر مین پہونچی فوراً امیر خان فنس سے ایک گھوڑے کے ساتھ "توکلت الہی
جان کی خیر" کہکر نکل پڑا۔ ساتھ ہی اسکی تمام فوج تلوار پکڑ کر ڈولیون سے نکل نکل کے
سیدھی ہوگئی۔ اور "مار موؤن کو۔ مار بھڑ دون کو۔ مار مونڈی کاٹون کو" کہہ کہکر
اب جو دار پر وار کرنا شروع کردیئے تو غنیم کو دم لینے کی فرصت نہ دی۔ آوسے

بہت زیادہ مار کر گرا دیا - اور لطف یہ کہ اخیر تک اپنی وضع کا پاس رکھا - ہر وار پر
اوئی اللہ - توبہ - دوپٹا - کی ہیم ہیم - ابلند رہتی - سنتے ہین کہ یہ زنانے خود بھی
کام آئے مگر ایسے ہی توڑ کر مرے کہ سبھون پر اپنی جرات اور مردانگی کا سکہ بٹھایا -
نادر نے گھبرا کر نظام الملک کو لکھا کہ تم نے ہمکو بہت بڑا دھوکہ دیا - جب تمہارے
یہان کے زنانون نے ایسے کار نمایان دکھائے تو مردان دلاور کیا کچھ
نہ کر دکھائینگے - نظام الملک نے جواب دیا کہ آپ کیا چاہتے ہین کہ آپ کی
فوج کی نکسیر بھی نہ پھوٹے اور سلطنت چلو بنکر حلق سے اُتر جائے - آپ
اطمینان رکھیے اب کوئی خرخشہ باقی نہین رہا یہ صرف امیرخان ہی ایسا جانباز
تھا جو اسی دن کے واسطے زنانہ بنا تھا اب کسی مین اتنی تاب و توان نہین ہو
جو حرف مقابلہ زبان تک لائے -

گو یہ واقعہ تاریخ مین درج نہین ہے مگر غافل بادشاہون کے واسطے سخت عبرت دلانیوالا
ہے کہ بہادران جنگی کو اپنے فرمانروا کی غفلتون پر کس قدر کوفت اُٹھانا پڑتی ہے
جب بہادری کے جوہر دکھانے کا موقع نہین ملتا تو سوا اسکے کہ زنانہ بن جائین
اور کیا ہو سکتا ہے - پس ایسی غفلتون پر ہزار افسوس ہے - مختصر یہ کہ سنہ جلوس
محمد شاہی سے ۱۳ برس تک بادشاہ نے اسی عیش و عشرت مین بسر کی - اکثر صوبے
بگڑ کر خود مختار ہو گئے - ملک مین بدنظمیان پھیل گئین - مرہٹون نے بڑھ بڑھ کر
ہاتھ مارنا شروع کیے اور اس قدر زور پکڑا کہ بجائے جزیہ دینے کے
سلطنت سے چوتھ لینا شروع کر دی - تمام کاروبار ملکی خاندوران میر بخشی
اور دیگر امرائے بااختیار کے ہاتھ مین رہا - جب انتظام سلطنت مین اسقدر
خرابیان پیدا ہو گئین تو منتظم حقیقی کو ضرورت پڑی کہ نظام ہندوستان مین
تھوڑا سا انقلاب پیدا کرے کہ خود بادشاہ اور نیز وابستگان دولت کو اس انکے
نشہ عیش کے بدلے کچھ خمار غم کے بھی مزے چکھا دے - سچ ہے خدا کسی کو
نہین بگاڑتا جب تک خود اسکی عادتین نہین بگڑتین - اب وہ وقت آ ہی گیا
کہ مصرع مردے از غیب برون آید و کارے بکند + چنانچہ عذاب الہی
اور قہر عالم پناہی نادر کی صورت بنکر نازل ہوا - ایسے خواب خرگوش

کی حالت مین ایک تھوڑی سی جرات - بسالت - استقلال کا آدمی بھی آسانی سے
کامیاب ہو سکتا تھا نہ کہ نادر سا جرار - جفاکش - مستعد بادشاہ - اور مشیت ایزدی
بھی یونہی تھی کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ان باوقار ان سلطنت کا سر نیچا کرنا
چاہیے کہ جسکے جواب نامہ مین جھینون ہی گفتگو زیر بحث رہی تھی کہ نادر کو القاب
کیا لکھنا چاہیے - کیونکہ وہ خاندانی بادشاہ نہین - اسی وجہ سے یہان مدتون
نادر کا ایلچی مارا مارا پھرا - اور کچھ سماعت نہوتی تھی - افسوس اس تغافل
اور عیش پرستی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج انھی کے ہاتھون خاندان تیموریہ کی خانہ خرابی
ہونیوالی اور اُسکے جاہ و جلال مین تفرقہ پڑنے والا ہے -

نادر شاہ کی ہندوستان پر چڑھائی

جسوقت نادر شاہ قلعہ قندہار کا محاصرہ کیے ہوے پڑا تھا اوس زمانہ مین سعادتخان
برہان الملک اور قمر الدین خان نظام الملک دونون نے دربار سے مخالف ہو کر خفیہ
طور پر اُسکو خطوط روانہ کیے - کہ "اسوقت محمد شاہ کاروبار سلطنت سے بالکل غافل
ہے اگر ایسے وقت مین آپ ہندوستان کا قصد کرینگے تو بہت آسانی سے
یہ ملک فتح ہو جائیگا" نادر نے جواب بھیجا کہ "ہمارا آنا دشوار ہی نہین بلکہ سخت
محال ہے - کیونکہ دریا ہمارے سد راہ ہونگے - علاوہ اسکے افغانون اور نیز
ہندوستان کے دوسرے جنگ آزماؤن کا مقابلہ کوئی آسان امر نہین ہر
ناصر خان صوبہ دار کابل اور ذکریا خان حاکم لاہور بھی ضرور ہی مقابلہ کرینگے
اگر خوش قسمتی سے یہ سب اہم مراحل بھی طے ہو گئے تب بھی افواج شاہی کے
مقابلہ پر کامیابی منحصر ہے جو بہت ہی سخت اور دشوار کام ہے"
پھر اُن دونون سازش کے پتلون نے لکھکر اطمینان دلایا کہ "آپ کسی امر کا
پس و پیش نہ کیجیے جسوقت آپ دریاے اٹک سے عبور کرینگے اُسوقت آپ
کو ہماری کارگذاریون کا بخوبی اندازہ ہو جائیگا - تمام راستے ان کانٹون سے
صاف ہو چکے - وہ حکمت عملی کا جال پھیلایا جائیگا - کہ جتنے سر اُٹھانیوالے
ہین سب اُسی جال مین پھنسے ہونگے اور بڑے آسانی کے ساتھ آپ دلی

تمام مشکلین حل ہو جائینگی۔
نادرشاہ کو جب سب طرح سے طمانیت اور دلجمعی حاصل ہو گئی تو ایک لاکھ پچیس ہزار سوار قزلباش۔ گرجستانی۔ ترک۔ خراسانی اور بلخی وغیرہ کو لوٹ اور مال ودولت کی طمع اور امیدین دلاکر ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔
ادھر نظام الملک اور برہان الملک نے شیراز خان قلعہ دار کابل اور ناصر خان صوبیدار کابل اور ذکریا خان حاکم لاہور کو بدین مضمون خطوط لکھکر روانہ کیے کہ چونکہ نادرشاہ بادشاہ ایران کو ہندوستان کی ابتر حالت کی پوری پوری اطلاع ہو چکی ہے۔ اور تم لوگون کو یہان سے مدد اور کمک کی بالکل امید نہین ہے۔ لہذا ایسی حالت مین نادر سے جنگ کرنا گویا اپنے اوپر ایک سخت مصیبت کا لانا ہے پس تم لوگ مصلحت وقت سے کام لینا۔ اور اُسکے ساتھ پرخاش کے بدلے اطاعت اور فرمانبرداری سے پیش آنا۔ کیونکہ جسکے واسطے تم اپنی جان خطرہ مین پھنساؤگے وسکو (یعنے تمھارے بادشاہ کو) نہ تو تمھاری کارگذاریون جان فشانیون اور عرقریزیون کی کچھ پرواہ ہے اور نہ کسی قسم کی مدد اور نہ جان کھپانیکا کچھ صلہ ملسکتا ہے بےسود کام سے کیا نفع ہے مناسب یہی ہے کہ نادر کی اطاعت قبول کرکے قلعہ حوالہ کردینا۔"

تسخیر کابل مگر تاہم جسوقت نادر قندھار سے کوچ کرکے درہ غوربند تک پہونچا۔ ناصر خان صوبیدار کابل نے نہایت مستعدی کے ساتھ سرانجام جنگ ترتیب دیکر قریب پندرہ ہزار کے فوج جمع کر لی۔ اور مقابلہ کے واسطے مستعد ہو بیٹھا۔ اور محمد شاہ کے حضور مین عرضی بھیجی کہ "نادر کابل لینے کی غرض سے سر پر پہونچ گیا ہے اور مردمان متعینہ کابل سات برس کا زمانہ گذرتا ہے کہ تنخواہ نہین پاتے۔ خان بہادر ذکریا خان صوبہ دار لاہور چار محال کی بابت ایک حبہ نہین دیتا۔ اس وجہ سے غلام کو خرچ کی تنگی اور افواج متعینہ کابل کے پریشانی کمال درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ لہذا غلام امیدوار ہے کہ بالفعل دو برس کی تنخواہ افواج مذکورہ پالاکے واسطے بندگان عالی متعالی مرحمت فرمائین یا خان بہادر صوبیدار لاہور کے نام حکم جہان مطاع

صادر ہو کر جاگیر غلام کا روپیہ دیدے تاکہ تنگی اخراجات سے مطمئن ہو کر تنخواہ ادا [illegible]
کیا جائے" یہان سے وہی معمولی سکوت کے سوا کچھ جواب نہ [illegible] - اسپر بھی جیون [illegible]
کرکے ناصر خان چھ ہفتہ تک نادر کے مقابلہ پر جمعیت آرا رہا - آخر کار تنگی خرچ سے
عاجز آکر پسپا ہوا - شیراز خان قلعہ دار کابل [illegible] - اپنے بیٹے کے مارا گیا خزانہ و
جواہرات بیش بہا اور ہتھیار نادر کے ہتھے لگے - اور کابل پر قبضہ ہو گیا
ناصر خان نے بھاگ کر پیشاور* مین دم لیا - اور پھر فوج فراہم کرکے درخیبر پر
مورچہ بندی کی - کابل پر قابض ہو کر محمد شاہ کو نامہ بھیجا -

مضمون نامہ | ضمیر منیر حضور پر واضح ہو کہ میرا کابل مین آنا اور اسپر قبضہ کر لینا صرف
اسلامی جوش اور آپکی محبت کا باعث ہے - یہ امر کبھی میرے گمان اور وہم مین
بھی نہ گذرا تھا کہ وطن کے کمبخت کافر سلطنت اسلام سے خراج لینے چوتھ
کے خواستگار ہونگے - مین دریاے اٹک کے اس جانب صرف [illegible] اسی
منشاء سے ٹھہرا ہون کہ یہ کافر اگر ہندوستان کی طرف بڑھین تو قزلباشان
جنگی کی ایک فوج ظفر موج یہان سے بھیجا جاے کہ وہ انکو قتل کرکے جہنم
کو پہونچا دے - تمام تواریخین ایسے واقعات سے پُر ہین جنسے ہمارے یہان کے
بادشاہون اور آپکے آبا و اجداد مین اتحاد و دوستی اور [illegible] یکجہتی کا [illegible]
اظہار ہوتا ہے - علی مرتضیٰ کی قسم کہ سواے آپکی دلی محبت اور مذہبی جوش
کے میرا کبھی کوئی اور خیال نہ تھا اور نہ اب ہے - اگر آپ کو کسی قسم کا شبہ [illegible]
تو ہو - مین نہین کہہ سکتا - مین ہمیشہ سے آپکے مشہور خاندان تیموریہ کا دوست
تھا اور ہون اور رہونگا -

چونکہ راجہ جے سنگھ اور خاندوران مین بہت کچھ موافقت اور دوستی تھی - اُسنے
خاندوران کو اُن تمام واقعات کی اطلاع دے کر سازشون کا پوست کندہ حال
لکھ بھیجا کہ "امرایان متعینہ سے بہت ہوشیار رہنا یہ سب آپس مین ملے ہوے ہین
اور نے ایلچیون سے کسی نہ کسی فساد کا منصوبہ گانٹھ رہے ہین - ناصر خان

* پشاور دہلی سے ۲۰۰ کوس - لاہور سے ۵۰ کوس - اٹک سے ۳ کوس ہے
[illegible] ہٹون سے مراد ہے

اور خیبر از خان کو ہمیشہ دربار سے مدد ملتی رہی ہے۔ اس لیے حق وفاداری میں شیاز خان نے اپنی جان قربان کردی اور دوسرا ناصر خان لڑائیوں سے تنگ اور خوف جان سے عاجز آکر پشاور کو چلا آیا ہے اگر ذکریا خان حاکم لاہور نے نادر کا مقابلہ کیا تو اس صورت میں غنیم اُسکے مقابلہ میں اُلجھا رہیگا اور شاہی فوج کو آگے بڑھ آنے کا بہت کچھ موقع ملجائیگا۔ اور ہم تمام راجپوت بادشاہ کی مدد کے واسطے ہر وقت طیار ہیں، خان دوران نے بادشاہ کو ان معاملات کی اطلاع دی۔ بعد تجویز جنگ دہلی کے شالامار باغ میں پیشخیمہ روانہ کیا گیا۔ خاندوران اور اوسکے متعلقین کوچ میں تساہل اور نظام الملک جلدی کرتا تھا۔

پیشاور پر قبضہ | اسی لیت ولعل میں نادر کابل لیکر پیشاور تک پہونچ گیا۔ یہاں افغان اور دیگر پہاڑی قوموں نے سات ہفتہ تک اپنے مقابلہ میں روک رکھا اور نہایت تنگ کیا۔ جب نادر نے دیکھا کہ بغیر سخت خونریزی کے ان درون اور گھاٹیوں سے عبور کرنا دشوار ہے اور افغان پہاڑی کی چوٹیوں پر مورچہ جمائے بیٹھے ہیں جہاں اپنا واہ کارگر نہیں ہوتا تو مجبوراً روپیہ دے کر اونکی تالیف قلوب کی اور اپنی کل فوج یہیں چھوڑ کر صرف دس ہزار چیدہ اور منتخب جوانان قزلباش کو ہمراہ لیا اور سات دن میں پیشاور پہونچ گیا۔

ناصر خان بہات ہزار سواروں کی جماعت سے خیمہ ڈالے ہوئے شہر سے باہر درخیبر پر پڑا ہوا تھا۔ اور ہنوز اوسکے گمان میں بھی نہ تھا کہ نادر اتنی جلدی پہونچ جائیگا۔ نادر کے اس اچانک آپڑنے سے ناصر خان گھبرا اوٹھا اور اوسکے تمام معاون و مددگار بھاگ کھڑے ہوئے۔ سوائے اوس تھوڑی سی شاہی فوج کے کوئی کمک کو طیار نہ تھا۔ چنانچہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا اور دس روز کابل کے مورچے کو سنبھالا۔ آخرکار شکست کھاکر قلعہ اٹک میں پناہ لی۔

اٹک میں پہونچکر ناصر خان کو قید کر لیا۔ | نادر نے پیشاور پر قبضہ کر کے پیشاور اور جلال آباد کے وسط میں اپنے خیمے نصب کیے۔ اب عبور دریا کی فکر میں تھا لیکن اسوجہ سے کہ تمام کشتیاں فوجدار اٹک کے قبضہ میں تھیں کسی طرح عبور نہ کر سکا۔ دیر تک سینے تک اسی فکر میں غوطہ زن رہا مگر نہ تدبیر پایا سب

جیسر آئی اور نہ کشتیان ہی بہم پہونچین - اس اثنا مین قوم بنگش سے بہادر خان افغان نے آکر خدمت شاہ مین عرض کی کہ اگر غلام پر اتنی نوازش کیجیے کہ ملک غلام کا تاخت و تاراج سے محفوظ رہے تو بندہ ذمہ لیتا ہے کہ حضور والا کا تمام لشکر - توپخانہ اور خرگاہ باسانی اوس پار پہونچ جائیگا۔ نادرشاہ نے فرط عنایت سے اوسکو خلعت سرفراز فرماکر پروانہ معافی ملک اوسکے نام لکھدیا۔ اوسکے بعد خان مذکور نے راہ پایاب دریا بتادی کہ تمام لشکر اسپار اتر آیا۔ نادرشاہ نے تھوڑی سی جنگ کے بعد قلعہ اٹک پر قبضہ کرکے ناصر خان کو قید کرلیا۔

رہتاس گڈھ کا قلعہ لیلیا

آگے بڑھکر رہتاس گڈھ کے قریب پڑاو ڈالا - یہان کے قلعدار نے ایک مہینے تک توپ - رہکلہ اور جزایر سے نادر کی خبر لی - ایک ردلی قلعدار بیچارہ مین کیا تاب و توان تھی اور اتنی قدرت کہان سے لاتا کہ ان جنگجو مردان کاری کے مقابلہ مین ثابت قدم رہتا۔ دوسرے کسی طرف سے مدد کا مطلق سہارا نہ تھا مجبوراً صلح کی درخواست کی اور تمام رعایا سے رہتاس گڈھ کو امان دلاکر قلعہ حوالہ کردیا۔

وزیرآباد مین قتل عام

نادرشاہ قلعہ رہتاس گڈھ پر قبضہ کرتا ہوا وزیرآباد کے قریب پہونچگیا۔ ذکریا خان حاکم لاہور نے افواج نادری کے پہونچنے سے پیشتر ہی فوج اور توپخانہ بھیجکر دمدمہ بندی اور مورچہ وغیرہ کے کامون سے مضبوطی کرکے اطمینان حاصل کرلیا تھا۔ حاکم وزیرآباد ایک مہینے تک اپنے حوصلہ اور جرأت کے موافق لڑتا رہا۔ آخرکار فوج نادر نے دھاوا کرکے وزیرآباد پر اپنا نشان گاڑ دیا۔ مفت مین بیچاری مظلوم رعایا کا حکم نادری سے قتل عام ہوا۔

لاہور کو اپنے تخت و تصرف مین لایا۔

اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد نادر نے شاہ گنج مین جو لاہور سے قریب اور دریاے راوی کے اوس پار ہے اپنے مورچہ قایم کئے - ذکریا خان صوبہ دار لاہور نے قلعہ سے نکلکر دریاے راوی کے کنارے اپنے پڑاو ڈالکر دریا کی کشتیان اپنے قبضہ مین کرلین - نادرشاہ ڈیڑھ مہینے تک عبور کرنے کی اودھیڑ بن مین رہا۔ مگر کامیاب نہوا - ایک روز ایک زمیندار نے شاہ کے پاس آکر پایاب دریا کا سراغ بتایا چنانچہ اوسی پتہ پر نادر اپنی فوج سمیت اسپار

اوٹھ آیا ذکریا خان مقابلہ کو طیار ہوا - ایک ہفتہ تک توپ - رہکلہ - جزایر سے مہمان نوازی کی - مگر جب اپنے مین لڑائی کی جرات اور حوصلہ نپایا تو مایوس ہو کر مولوی عبدالسلام کے ذریعے سے پیغام صلح بھیجا - نادر شاہ نے مولوی صاحب معروف کو خلعت عطا کیا - اور کہلا بھیجا کہ "اگر خان بہادر ہمسے مقابلہ نہ کریگا اور ہمارا مطیع فرمانبردار رہیگا تو ہماری سرکار سے اوسکے حق مین بہت کچھ سرفرازی کیجائیگی" مولوی عبدالسلام دو مغل ملازمین نادر شاہ کیساتھ لیکر ذکریا خان کے پاس آئے - اور تمام کیفیت صلح کو بیان کردیا - ذکریا خان نے دوبارہ میر مومن اور جانی خان کو اون مغلون کے ہمراہ کرکے معافی تقصیرات اور امان شہر کا قول و قرار چاہا - نادر نے اوسکے جرایم کو معاف کیا اور شہر کو پناہ دی -

ذکریا خان اپنے دو لڑکون اور یحیی اور مرزا پہلوری کو ساتھ لیکر نادر کے کیمپ مین داخل ہوا نادر شاہ نے فرط عنایت سے اوسکے دونون بیٹون کو خلعت و شمشیر عطا کرکے فرزند خان کا خطاب بخشا اور شالامار باغ لاہور مین ایک مہینہ قیام کیا بعدہ مرزا پہلوری اور خان بہادر کے لڑکے کو شاہنواز خان کا خطاب دیا اور اپنے ساتھ لیکر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا -

افسوس صد ہزار افسوس محمد شاہ کی غفلتون کی کوئی حد نہ تھی نادر شاہ جابجا آگ لگاتا کبھی لوٹتا مارتا ہوا تا مہینون سے ہندوستان مین ہر ایک جگہ پر قبضہ کرتا ہوا چلا آتا ہے - اور یہان عیش پرستی کا برا ہو کہ کانون پر جون تک نہین رینگتی نادر ایسے زبردست خونخوار دشمن کا سامنا ہے جو اپنے گھر مین گھستا دراتا چلا آتا ہے - اور آپ کو عیش و نشاط سے فرصت نہین - ہائے کیا غضب ہے کیسے غفلتون کے پردے پڑے ہوئے ہین ذرا بھی آنکھ کھول کر نہین دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے - اور کیا ہونیوالا ہے - اب جاگے بھی تو اوسوقت جب القتول الشمشیر سر پر گولہ پھٹا - آنکھ کھلی تو طوفان بلا کے تلاطم مین پڑے ہوئے تشبیہہ سے کھا رہے ہین - لاکھ لاکھ ہاتھ پیر مارتے ہین - مگر بے سود - پانی سر سے اونچا گزر گیا - ایسے ڈوبے کہین ابھرتے ہین - ابھی لاحول ولا قوت ابا ہمارے سرکار دولت مدار انگلشیہ کے انتظام سلطنت ہین کہ شاید و باید

سبحان اللہ و بحمدہ - افغانستان کے اوس طرف جہان اپنے سے نہ واسطہ
اور نہ کچھ مطلب - اسپر بھی اگر روسیہ کو ایسے قدم آگے بڑھتے دیکھتے ہیں - زمین
روک مقام کرتی - للکار چٹخار بتاتی - نامہ و پیام لیکر ڈاک بجا دیتی ہے کمیشن
مقرر ہوتا ہے - تار برقی اور کاغذی گھوڑے الگ (یعنی خطوط) دوڑ رہے ہیں دیکھ
دیکھیے دیکھیے بھائی صاحب ذرا سنبھلے ہوئے - کدھر رخ کیا کس طرف توجہ مبذول
فرمائی - یہ داؤں گھات اچھی نہیں - ہم ان چالوں اور ایسے ہتھکنڈوں سے
خوب واقف ہیں - خبردار اب جو ایک قدم بھی آگے بڑھے - اپنے حدود قائم کیجیے
زمین ناپ لیجیے - یہی نو عاقبت اندیشی اور انتظام جہانبانی کے یہی معنے ہیں
کہ دشمن کی چالوں سے ہوشیار رہنا اور اوسکے ہوا کے رخ کو ہمیشہ پہچانتا رہے
یہ نہیں کہ دشمن چھاتی پر سوار گلا گھونٹنے کو موجود ہے - اور بندگان عالی حضور
پر نور خواب ناز میں استراحت فرما رہے ہیں - خبردار کوئی بیدار نہ کرے
آرام میں فرق آتا ہے - اگر جاگے بھی تو مینا بازار کی زہرہ جبینوں کے
مشتری بنکر خود بک جاتے ہیں - یا دکھن کے بندر نچا رہے ہیں - مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - آہ انہیں کرتوتوں سے آج ایوان شاہی
میں بھیرو ناچ رہا ہے -

الغرض نادر ڈیڑھ مہینے میں کوچ مقام کرتا ہوا سرہند تک پہونچ گیا -
اب بادشاہ سلامت محمد شاہ بہادر فلک رفعت کو خبر ہوئی گھبرا اوٹھے - سامان جنگ
کی سوجھی - امرائے دولت کی یاد آئی - ادھر ادھر سے ایک ایک کو طلب فرمانا
شروع کیا - ارمان بھئی نظام الملک کدھر ہیں - جلدی سے برہان الملک کو بلاؤ
عمدۃ الملک کو جگا دو - اعتماد الدولہ کہاں گئے اونکو جلدی لاؤ - صوبہ داروں کو
طلب کرو - جاگیرداروں کو اطلاع دو - غرضکہ اوس وقت انتشار و تردد میں
جو کچھ بن پڑا اسباب کو سمیٹ سماٹ کر کاشانۂ دولت اور خسخانۂ استراحت سے
قدم باہر نکالا - ۲ جنوری ۱۷۳۹ء کو افواج قاہرہ اور توپخانہ باہرہ اور بہت کچھ میگزین
وغیرہ سامان جنگ سے آراستہ ہو کر باغ شالامار دہلی میں پہلا مقام کیا -
نظام الملک جسکا یہ تمام طوفان بے تمیزی اوٹھایا ہوا تھا اپنے یہاں سے

سپاہیون کو افواج دشمن کی سولت و بسالت - شجاعت جلادت اور رعب داب کا بجاے خود فوٹو کھینچ کھینچکر بزدل بنا رہا تھا اور بظاہر فوج کا خیرخواہ بنکر اپنے کہتا تھا کہ مین کسی نہ کسی طرح تمکو بغیر لڑے بھڑے بچا لیے لاتا ہون ایسے خونخوار دشمن کا تمھارا سامنا تھوڑا ہی ہونے دونگا - ناحق تم لوگون کا خون کراؤن یہ میرا کام نہین ''

۴ جنوری کو خود بادشاہ فوج مین داخل ہوگیا اور ۱۱ جنوری کو بادشاہی حکم سے فوج مجبور ہوکر کوچ کرتی ہوئی مقام کرنال پہونچی -

مرزا زمان خان جو سربلند خان کا سکرٹری اور راس معرکۂ جنال مین شریک تھا پادشاہی پڑاو کی کیفیت اسطرح مفصل لکھتا ہے -

۱۲ - ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو شاہی کیمپ بنات کو سس کے پھیلاوے کرنال مین میدانون مین قائم ہوا - کیمپ کے گرد خندق کھدی تھی اُس پر پانچ ہزار توپین چڑھی تھین - قلب لشکر مین بادشاہ کا خیمہ تھا - اوس کے مقابل مین نظام الملک اور سعد الدین خان کے خیمہ اور مورچے تھے - خبر شاہی توپین لگی ہوئی تھین اور دیگر عہدے داران توپخانہ بھی وہین تھے - داہنے جانب خاندوران - مظفر خان - علی حامد خان میر کلو - شہداد خان، اور خان زمان خان کے خیمے تھے اور بائین جانب قمرالدین خان - عظیم اللہ خان - جانی خان - اور سید میان خان تھے - اور پس پشت سربلند خان[1] اور سب سے پیچھے محمد خان بنگش - خاندوران کی پشت پر کرپا رام مع بہادران قوم جاٹ - قمرالدین خان کے عقب مین ہرانند عامل کوٹ پوتلی و اسکے جانب نقار خانہ کے

---

[1] اصلی نام خواجہ موسیٰ خان - سلطان معزالدین جہاندار شاہ کا داماد تھا - اخیر عہد عالمگیری مین ہزاری منصب اور سربلند خان کے خطاب سے ممتاز ہوا - عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کے عہد دولت مین ایک ہزار منصب مین اور اضافہ ہوا -

جانب بڑھا انمین سے ہر ایک سوار کے پاس دو دو تین تین نوکر تھے - مثلاً
سائیس اور ساربان وغیرہ جو خود بھی سب کے ہتھیار بند نوجوان تھے - یہ سب
گھوڑون - اونٹون - یابوؤن پر سوار تھے اور کوئی شخص پیدل نہ تھا - انکی
تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھے - ان مردان دلاور کے علاوہ چھ یا سات ہزار عورتین
بھی تھین جو ترکون اور قندھاریون کی لڑائیون سے قید ہو کر آئی تھین کوچ کے
وقت سپاہیون اور ان عورتون مین تمیز اور فرق کرنا مشکل تھا کیونکہ زنانہ کپڑون
پر بارانی اوڑھے ہوئے تھین کمرون سے پٹکے چہرون پر باریک نقاب - سرون پر
پگڑی کے طور پر ایک ایک شال پاؤن مین موزے اور مردون طرح فولادی
ہتھیارون سے آراستہ تھین - نادر کی طرف سے ایلچی پیام صلح لیکر نظام الملک
کے پاس متواتر آئے - مگر اوسنے کل پیامون کو نامنظور کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ
اتنی دور کی منزلین طے کر کے آئے ہین تو مردانگی کے جوہر دکھائیے - صلح کیسی
ہم سوائے لڑائی کے اور کچھ نہین چاہتے -

۱۵ ذیقعدہ | نادر شاہ کو جب پانی کی ضرورت پڑی تو خان دوران کی پشت پر
چار کوس کے فاصلے پر اپنا پڑاؤ ڈالا - سعادت خان برہان الملک حسب الطلب
صوبہ اودھ سے روانہ ہو کر صبح کو محمد شاہ کے کیمپ مین داخل ہوا اور حضوری بادشاہ
سے فراغت پا کر چاہتا تھا کہ اپنے خیمہ مین داخل ہو کہ ۹ بجے ہرکارہ سعادت خان
اور نیز ہرکارہ بادشاہی نے خبر پہونچائی کہ چار پانچ سو قزلباشون نے
محمد رضا بیگ خان سعادت خان کے بخشی کو جو بنگاہ و بھیڑ لیے ہوئے
پانی پت سے آتا تھا اوس مقام پر حملہ کر کے لوٹ لیا جو خاندوران اور نادر کے
درمیان مین واقع ہے اور محمد رضا بیگ خان کو مع اور بہت سے آدمیون کے
قتل کر ڈالا - شیر جنگ بہادر سعادت خان کی فوج کا ہراول خبر پاتے ہی مدد
کو پہونچا ہے - مگر اوسکے پاس فوج بہت تھوڑی ہے اگر کمک پہونچنے مین ذرا
بھی دیر ہوئی تو شیر جنگ بھی لقمۂ نہنگ اجل ہوگا - برہان الملک یہ خبر پاتے
ہی فوراً بادشاہ سے اجازت لیکر شیر جنگ کی مدد کو پہونچا - ڈیڑھ پہر تک
میدان کارزار گرم رہا - اتنے مین خاندوران بھی مظفر خان ہراول فوج

سید حسین خان - زمان خان - سر کلو - شہداد خان - اصلح علیخان وغیرہ کل
۲۲ امرا اور سرداران فوج کو ساتھ لیکر کمک پر جا پہونچا - ان افسران فوج
کے پہونچنے پر سعادت خان نے خاندوران سے کہا کہ وہ آج دوپہر تک ہمقابلہ
کرتے کرتے تھک گئے ہین - مناسب ہے کہ اب سب اپنے خیمون مین داخل
ہون - کل پھر پورے اطمینان اور انتظام سے غنیم کو مار کر پست کر دینگے،،
خاندوران نے جواب دیا کہ آپ بلا کرا اپنے خیمہ مین آرام کرین بندہ تو آج
ہی فیصلہ کئے لیتا ہے،، پھر سعادت خان نے رای دی کہ دستلاح دولت
یہی ہو کہ آج کے دن لڑائی موقوف رکھیے اور کل جگر مقابلہ کیجیے - یہ نہین
ہو سکتا کہ آپ تو دشمن کا سامنا کرین اور مین پیر پھیلا کر سو رہون مگر خاندوران
کو یہ امر ہرگز پسند نہ آیا اور کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ دشمن تو سر پر تلوار کھینچے
قتل پر مستعد کھڑا ہو اور ہم جان سے کان دبا کے اپنے خیمون مین منھ
لپیٹ کر سو رہین،، تب سعادت خان نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر مرضی والا یہی ہے تو
بندہ کو کیا عذر ہو سکتا ہے اس گفتگو کے بعد خاندوران دست چپ کی طرف
روانہ ہوا اور سعادت خان نے دست راست کا رخ کیا - اور قریب دس کوس
کے دور سے نادر کی فوج کو گھیر لینا چاہا مگر نادر شاہ نے جو مقام تلاوری سے اسوقت
اپنے کیمپ مین داخل ہوا تھا نہایت چستی سے کرد - کاشغری - بختیاری وغیرہ چار
ہزار سواران آزمودہ کار کو علحدہ کرکے تین کمینگاہون مین پوشیدہ کر دیا - ایکہزار
افشار جو ملدر کے ہمرکاب تھے جو ان لڑنیوالون کی ہمتون - حوصلون اور
ہراولون کو جوش دلا دلا کر بڑھا رہے تھے - باقی ماندہ افواج کو حکم دیا گیا کہ ہر ایک
فرقہ کی فوج علحدہ علحدہ پرا جمائے ہوئے کھڑی رہے - بوقت ضرورت
حکم کے ساتھ ہی معاند کو پہونچے -
خاندوران سے پیشتر ہی سعادت خان فوج غنیم پر جا پڑا - میدان کارزار
گرم ہو گیا - گھمسان لڑائی ہونے لگی - طرفین کے قریب پانچ ہزار آدمی
کے مقتول و مجروح ہوے - نادر کی طرف شاہ مرزا سلطان - محمد قلیخان
علی مراد خان - بہادر بیگ کرجی - رومی بیگ کرجی - قسمر ستا حسین خان

یوسف خان قندھاری سات بڑے بڑے افسران فوج ارے گئے اور
سعادت خان کی جانب نورالدین دکھنی - نواب احمد خان - بیس ہزاری -
من جیت ہزاری - رام سنگھ - میر جعفر خان - جمشید بیگ کرخی - نورنگ کوری -
خلیل بیگ قلاقی - ہادی بیگ - احمد قلیخان - سعادت خان کا چچازاد بھائی اور
سردار ملک عدم کو سدھارے - اتنے مین جلین اوسوقت جبکہ آتش جدال کے
شعلے بلند ہو رہے تھے ایک نیا گل کھلا - یعنی کسی مشورہ کی ضرورت سے سعادت خان
نے شیر جنگ ہراول فوج کو اپنے پاس بلایا - یہ دونون سردار ہاتھیون پر
سوار تھے - اثنار گفتگو مین شیر جنگ کے ہاتھی نے بگڑ کر سعادت خان کے ہاتھی
پر حملہ کیا - ہرچند فوج نے سنبھالنے کی کوشش کی مگر یہ تند مزاج ہاتھی کسی
سے روکے نہ رکے بلکہ اور زیادہ تر زور آزمائیان شروع کردین یہانتک
کہ شیر جنگ کا ہاتھی غالب آیا اور سعادت خان کا ہاتھی پسپا ہو کے کیمپ نادرشاہ
کی طرف بھاگا - اس بھاگنے مین بھی فتحمند ہاتھی نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا - انجام
کار دونون غنیم کے لشکر مین پہونچ گئے - وہان کیا تھا گھر بیٹھے مراد پائی فوراً محاصرہ
کرکے دونون کو گرفتار کرلیا - اور شیر جنگ و سعادت خان دونون سردارون
کو گھر لیجا کر اپنے بادشاہ کے حضور مین پیش کیا جنکو نادرشاہ نے نظر بند کردیا -
ناظرین اس جنگ زرگری کو ملاحظہ کرکے غور فرمائین کہ ابتدائً خاندوران
سے مقابلہ کی بابت کیا کیا گفتگوئین پیش آئین - دشمن تو مقابلہ پر طیار کھڑا ہے
اور آپ خیمون مین آرام فرماتے جاتے ہین - جب خاندوران - انتہی نہوا تو
عین موقع جنگ پر ہراول فوج کو پاس بلانے کی بھی اشد ضرورت پیش آئی
تھی کہ دہ غنیم سے منھ موڑ کر مشورہ کرنے آیا - یہان ہاتھی لڑوا دیے اوس
فوج سے جدا ایک قہار دشمن کا سامنا کرنے آئی ہے دو بگڑے ہاتھی نہ
پکڑے گئے - ایسے لاچار ہوئے کہ اپنے سردارون کو دشمن کے حوالہ کردیا -
وہان غنیم کی فوج مین جیسے ہی پہونچے چپکے دم دبا کر کھڑے ہوگئے - واہ جی
واہ اب اوڑ تو جاؤ کہان - جنگ مغلوبہ ہوگئی - فوج حریف نے بکری کی
طرح کان پکڑ کر دونون کو سیدھا کھڑا کردیا - اور اون دونون سرداران فیل

شہوار کو در پا بدست دگرے دست بدست دگرے اس ہیئت کذائی سے پکڑ کر اپنے
بادشاہ کے پاس پہونچایا۔
ان تحریری باتون سے ایک معمولی عقل کا آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہو کہ یہ کیسی بدن
بات اور بلی ہنگامہ تھی۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ‏ ‏ ‏ ‏ من انداز قدرت را مے شناسم

جب سعادت خان اس طرح سے اسیر ہوگیا تو آئی گئی بیچارے خاندوران کی جان
پر بنی کیونکہ وہ ان واقعات سے غافل بہادری کے زعم مین اپنی فوج کو چکر دیتا
ہوا دست چپ سے غنیم پر آپڑا اور فیر پر فیر وار پر وار کرتا اور آگے بڑھتا ہوا چلا آیا
نادر کا لشکر عمداً حیلہ سے پسپا ہوتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا آیا۔ خاندوران کا چھوٹا
بھائی مظفر خان ہراول فوج آگے بڑھ آیا تو کمینگاہون سے شلک تو پخانہ کو
آگ بتادی گئی اور بندوقون کے فیر کردیے گئے۔ اس اچانک حملہ سے غازی بیگ
خان بخشی۔ میر فتح اللہ خان۔ سردار خان۔ الہ یار خان۔ فاروق خان سانوت سنگہ
راجپوت۔ رحمت اللہ خان داروغہ توپ خانہ راہی ملک عدم ہوئے اور خود
مظفر خان ہاتھی پر سے کودتے ہوئے مارا گیا جنگ کی ایسی بگڑی ہوئی بے
عنوان حالت دیکھکر خاندوران نے نہایت دلاوری اور جرأت سے نادرشاہ
کی طرف اپنا ہاتھی دوڑا دیا۔ نادر تو ایک ہی چلتا پرزا تھا فوراً چالاکی سے توپخانہ
کی پس پشت ہو رہا۔ ادھر بدستور اول پھر کمینگاہون سے فیر ہوئی۔ اس مرتبہ
میر گلو۔ اصلح علی خان۔ بال کشن زمیندار پرگنہ ریاری۔ عاقلخان مسعود خان وکیل
غازی بیگ خان فرزند۔ میر اللہ وردی خان۔ میان تقمیش خان شہزاد خان
اخلاص خان۔ سید دکھا خان۔ خاندوران بڑا بیٹا۔ علی خاندان وغیرہم خاندوران
کے سرداران فوج نے جو ابرا وردہ ہنگامہ کی ضرب سے گر کر جان دی۔ اور اکمل
بیگ خان مع پسر۔ عبد الرزاق۔ جعفر خان اپنے بیٹے اور بھائی سمیت غازی بیگ
وغیرہ زخمی ہوئے۔ سید حسین خان مجروح ہوکر دہلی کو روانہ ہوا۔ علاوہ انکے اور
بہت سے آدمی کھیت رہے۔ خود خاندوران کے بھی ایک گولی ہاتھ مین اور دوسری
پہلو مین لگی۔ مگر تاہم وہ دلاور شیر دل ان کاری زخمون کی کچھ بھی پروا نہ

نہ کرکے آخر شام تک برابر لڑتا رہا اور وہ داد مردانگی دی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے
تو وہ بھی اس زخمی دلاور کی شجاعت دیکھکر عش عش کرجاتے اور اوسکی جرائت و لیسالت
پر صد ہزار آفرین پڑھتے۔ آخرکار شب کی تاریکی مصلح بنکر بیچ مین پڑ گئی اور طرفین کے
دلاوران جنگی کو اپنی اپنی طرف ہٹا دیا۔ اور شام کی شبنم نے اس بھڑکی ہوئی آتش
فساد پر پانی ڈالا۔ طبل بازگشتی بجا طرفین کے جنگ۔ جوئون نے اپنا اپنا خیمہ آباد
کیا۔ نظام الملک اور قمرالدین خان وزیرالممالک جنھون نے اس خیال سے
مورچہ سے آگے بڑھکر اپنی اپنی فوجین آراستہ کی تھین تاکہ غنیم ادھر نہ آپڑے
وہ بھی واپس گئے اور خود محمد شاہ غروب آفتاب پر ایک گھنٹہ کے بعد اپنے خیمہ کو
لوٹ گیا نادرشاہ کی طرف مغل۔ موسی علیخان۔ میر مرتضی خان۔ مرزا تقی بیگ جان
یحی خان وغیرہ افسران فوج مارے گئے۔ انکے ماسوا دو ہزار پانسو دو سرے
سپاہی مقتول اور پانچہزار تلوار۔ کٹاری اور بندوق سے زخمی ہوئے ایسا رات
ہوگئی تھی۔ محمد شاہ کے کیمپ مین جو دیکھا گیا تو اکثر ان مقامات پر جہان آدمی
پر آدمی کھچا کھچ بھرے ہوے تھے۔ اب اونھین مقامات مین سناٹا ہوگیا ہے۔ اور
جا بجا بہت ہی تھوڑے لوگ نظر آتے ہین۔ سب اپنی اپنی طرف چلتے ہوئے۔
شب کے وقت بادشاہ نے نظام الملک کو طلب کیا تو پون کوس کے فاصلہ
تک بالکل خالی میدان پڑا ہوا تھا۔
تمام رات نظام الملک۔ سربلند خان۔ قمرالدین خان وزیرالممالک اور دیگر معزز و محترم
امراسے کونسل رہی۔ صبح ہوتے تارونکی چھاؤن مین ٹھنڈے ٹھنڈے سب
اپنے اپنے خیمون کو سدھارے۔

| ۱۶۔ ذیقعدہ | آج صبح کو چونکہ فوج کی تعداد مین بہت کچھ کمی آگئی تھی۔ اور یہ دو وجہون |

سے کچھ تو قتل ہوئے۔ اور بہت سے بھاگ گئے۔ لہذا مورچہ کا دور بہت کم کردیا اور
سب کو سمیٹ کر ایک جگہ اکٹھا کرلیا۔ ایک شبانہ روز فوجی گھوڑے زین لگام سے
کسے ہوئے طیار کھڑے رہے جنکو دانہ ملا نہ گھاس۔

| ۱۷۔ ذیقعدہ | آج کا دن بھی اسی بیم ورجا مین گذرا۔ چونکہ نواب خاندوران بہادر |

کے زخم بہت کاری لگے تھے لہذا نواب ممدوح نے آج تیسرے دن شدت

تکلیف سے اپنے ولی نعمت کا حق نمک ادا کرکے جان شیرین حافظ حقیقی
کے سپرد کی۔

نادرشاہ نے سعادت خان کو طلب کرکے دریافت کیا کہ محمد شاہ کے پاس
ایسے کتنے سردار ہین جو ہمارے مقابلہ مین جنگ آزمائی کرسکتے ہین، سعادت خان
نے جواب مین عرض کیا کہ حضور محمد شاہ کے ہمراہ بہت بڑے بڑے بہادر پرقوت
اولوالعزم سردار موجود ہین جو اپنا ذاتی توپخانہ اور فوجین رکھتے ہین۔ مین تو اون
سرداروں کے مقابلہ مین کچھ بھی ہستی نہیں رکھتا۔ کیونکہ صرف صوبہ اودھ اور
گورکھپور کی نظامت میرے سپرد ہے اور صوبہ جات ہندوستان مین ایک
ادنی صوبہ ہے، نادرشاہ نے اس جواب سے کسی قدر انتشار اور تشویش مین پڑکر کہا
کہ دیکھو تم ہمارے ملک ایران کے رہنے والے ہو لہذا تم پر فرض ہے کہ اپنے وطن
کی آبرو کا پاس کرو اور ایسی تدبیر نکالو کہ باہم صلح ہوجائے اور دو کروڑ روپیہ زاد
راہ بطور خرچ کے دلواؤ۔ علاوہ اسکے قلعہ قندھار قدیم الایام سے سرحد ایران
مین شامل ہے جسکو زمانہ سابق مین علی مردان خان نے نمک حرامی سے ہندوستان

٭ امیر الامرا علی مردان خان ولد گنج علیخان ایران کے امرائے نامدار مین سے تھا۔ شاہ عباس اول
اوسکے باپ گنج علیخان کو اپنے محاورہ مین بابا لکھا کرتا تھا اور شاہ صفی اوسکو بابا ثانی کہا کرتا تھا جب شاہ
صفی نے بغاوت کی بدگمانی پر اوسکے ذلیل کرنے کا ارادہ کیا تو اوسکو بھی اس ارادہ کی خبر ہوگئی۔ اپنی جان کے
غرض سے ۱۱ جلوس شاہجہانی مین حمید خان صوبیدار لاہور کی معرفت شاہجہان کی خدمت مین رجوع لاکر
قلعہ قندھار کو شاہ عالم کے سپرد کردیا جسکے صلہ مین خطاب وغیرہ و خلعت بھیجا گیا اور خانہ زاد ششہزاری منصب عطا
ہوا اور ملازمت حاصل کرنے پر ایک ہزار کا اضافہ کرکے نظامت کشمیر عطا کیا ۱۲ مین بعہدہ ہزاری منصب اللہ
اور ۱۴ مین نظم کابل کا عہدہ تفویض ہوا ۱۵ مین امیر الامرا کا خطاب اور ہفت ہزاری ذات منصب پایا اور
ہفت ہزار سوار اس ترتیب سے کہ پانچ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ۲۰ مین بدخشان کے معرکون مین اکثر
دشمنون کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ بیدریغ کیا ۲۲ مین کابل سے معزول ہوکر پھر نظم کشمیر پر مامور ہوا اور کئی برس
جاگیر عطا ہوئی۔ سال مین ایکبار دربار مین حاضر ہوکر پھر اپنے عہدۂ نظامت پر چلا جاتا تھا ۳۲ مین مرض
اسہال مین مبتلا ہوکر راہی ملک بقا ہوا۔ اوسکی وفات کے بعد اوسکی متروکہ جائداد مین سے پچاس لاکھ
روپیہ اوسکے چار بیٹون اور دو لڑکیون پر تقسیم کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ مطالبہ کے عوض مین داخل خزانہ شاہی ہوا

کی طرف بھاگ کر شاہ ہند کے حوالہ کر دیا تھا اب ہمنے ترمیمی قسمت شاہ سے دوبارہ فتح
کر کے اوسپر قبضہ کر لیا ہے لہذا اوسکو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ غرضکہ اس قسم کی بہت سی
سازش اور ملاقات کی باتون کے بعد سعادت خان کو حکم دیا کہ تم اپنے آدمیون کو
اسباب سمیت یہان بلوالو۔ چنانچہ ایک خیمہ ایستادہ ہوا اور یہ حکم تنگاہ و بہیر
اور آدمی سب اوس خیمہ میں رکھے گئے اور پھر نادر نے اپنا پہرہ قایم کر دیا۔

سعادت خان نے ایک عرضی لکھکر ہادی علیخان اپنے داروغہ توپخانہ کے ذریعہ سے
محمد شاہ کے حضور بھیجی۔ اس عرضی کا مضمون یہ تھا کہ اگر میر بخشی کا عہدہ غلام کو
عطا ہو و بندہ ایک کروڑ روپیہ اپنے سبب ذاتی اور ایک کروڑ خزانہ شاہی سے دیکر
نادر شاہ کو اسی مقام سے واپس کر دیگا اور شیر جنگ غلام کا برادر فوج نادر کے
ساتھ ہو کر کابل کے اس پار تک پہنچا آئیگا۔ اور حضور انور کی طرف سے کابل میں
صوبہ داری قایم کر کے خدمت ایفیض موہبت میں حاضر ہو جائیگا۔ ادھر نظام الملک
آصف جاہ نے حضور والا میں عرضی گذرانی کہ اگر میر بخشی کا عہدہ غلام کو عطا ہو تو
غلام ذمہ لیتا ہے کہ دو کروڑ روپیہ اپنے خزانہ سے دیکر نادر کو رخصت کر دیگا
خداوند نعمت کو ایک دام بھی نہ دینا پڑیگا۔ پس محمد شاہ نے میر بخشی کی خدمت
اور خلعت و شمشیر نظام الملک کو عطا فرمائی۔ ہادی علیخان نے ناکام پھر کر تمام
احوال سعادت خان سے بیان کر دیا۔ جسکو سنکر وہ دل جل گیا۔ انگارون پر
لوٹا اور سخت پیچ و تاب کھا کر نادر شاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور میری رائے پر عمل
فرمائیں تو حضور کو تمام ہندوستان پر قابض و متصرف کرادون اور بیس کروڑ روپیہ نقد تحصیل
کر خزانہ عامرہ میں جمع کرون۔ یہان اسکے سوا اور مطلب ہی کیا تھا اوسکی عرضداشت
فوراً منظور ہوئی حتی کہ نادر نے فرط مہربانی سے اس معاملہ خاص میں اوسکو اپنا
وکیل مطلق کر دیا۔

۱۰ ذیقعدہ | سعادت خان نے اپنے دست خاص سے بدین مضمون ایک
رقعہ لکھکر نظام الملک کے پاس بھیجا اس خبر کے سننے سے مجھکو چند خوشی
اور تقویت حاصل ہوئی کہ نواب مہربان میر بخشی کے اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہو
اب نادر شاہ سے جنگ کرنا میرے خیال میں بالکل مناسب وقت نہیں ہے

کیونکہ لڑنے مین سوائے اسکے کہ جانبین کے مسلمان بھائی مارے جائینگے اور کوئی
نتیجہ نہین۔ نادر شاہ کو مین نے بہت معقول طرز سے سمجھایا اور صلح کے واسطے بالکل
رضامند کرلیا ہے۔ اگر نواب صاحب اس حقیر کے پاس تشریف لے آئین تو نادر شاہ
کو باہمی اتفاق سے مشورہ کرکے یہین سے رخصت کردین"

ادھر تو یہ رقعہ روانہ کردیا اور ادھر نادر کے کان مین پھونک دیا کہ نظام الملک کو
جسوقت یہان آئے فوراً گرفتار کرلیجیے کیونکہ سوائے اس سردار کے اور کسی مین
وہان اتنا دم نہین ہے کہ حضور کے مقابلہ مین آمادگی ظاہر کرسکے۔

نظام الملک نے اس رقعہ کے پہونچنے پر اپنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی
اور عظیم اللہ خان کو ہمراہ لیکر سعادت خان کے پاس چلا آیا۔ یہان آپس مین
صلاح ومشورہ ہوا۔ بعدہ دونون سعادت خان کے ہمراہ نادر شاہ کے دربار مین
حاضر ہوکر۔ ۲ گھنٹہ تک ٹھہرے۔ اثنائے گفتگو مین نادر نے اسکو حراست مین کرکے
حکم دیا کہ اگر تم اپنے ولی نعمت یعنی بادشاہ سلامت کو ہمارے پاس لے آؤ تب تو
تمھاری جان بچتی ہے ورنہ تمھارا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹادونگا۔ اب تو

مصرع
دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے۔

نادر شاہ کا نکالنا کیسا اسکو خود اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگیا۔ مجبوراً نظام الملک
نے عرض کیا کہ بغیر فدوی کے گئے اور سمجھائے یہ عقدہ حل نہین ہوسکتا۔ لہذا
غیاث الدین خان اپنے بیٹے کو بطور اول کے دیے جاتا ہون۔ اس طریقہ سے
اسکی عرضی قبول ہوئی۔ بیٹا نظر بند کیا گیا۔ باپ بادشاہ کو پھانسنے کی غرض
سے روانہ ہوکر۔ اپنے آقائے نعمت کی خدمت مین پہونچا۔ اور پیچیدہ گفتگو کے
پھندے ڈالکر چرب زبانی کا جال پھیلانا شروع کردیا۔ یعنی یہ غلام ہی ایسا تھا جسنے
نادر ایسے آتش مزاج۔ تندخو۔ غضبناک۔ بدخاطر جو کو اپنی تدبیر اور کوشش
سے صلح وآشتی پر آمادہ کیا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسا رم خوردہ آہو کسی سے
دام تزویر مین پھنس کر رام ہوجاتا۔ اور حضور والا وہان بڑے بڑے سامان مین
سربندی کے علاوہ ایک لاکھ خونخوار سوار اسکے ہمرکاب ہین جنکا ایک ایک
سوار یہان کے پچاس پچاس پر بھاری ہے۔ ادھر یہان [illegible] کے [illegible] آدمی اول

تو تھوڑے ہی گئے ہیں اور دوسرے نادر کے صرف نام سے ترساں اور لرزاں ہیں اسکے علاوہ رسد اور دانہ گھاس وغیرہ کی آمد بھی بالکل بند ہو۔ تمام آدمی اور جانور بھوک کی شدت سے زار و بزار اور ناطاقت و بے زار ہو رہے ہیں۔ ایسی مجبوری اور کمزوری کی حالت میں صلح کر لینا فدوی کے خیال میں مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آیندہ بہر حال حضور کا جو کچھ ارشاد ہو غلام سر آنکھوں سے بجا لائیگا!!

اسی روز اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر الممالک اپنے بادشاہ کی اجازت اور دریافت احوال کی ضرورت سے نادر کے کیمپ میں گیا۔ اور قاسم بیگ خان وزیر کے ذریعہ سے دربار تک باریاب ہوا۔ نادر نے بڑے اخلاق سے بیٹھے بیٹھے اپنے سینہ سے لگایا۔ ایک جام شربت دیا۔ اور وزیر نے اپنے خیمہ میں اسکی دعوت کی۔ باقی جو باتیں ہوئیں راز کے طور پر مخفی رکھی گئیں۔

۱۹ ذیقعدہ | بڑے انتشار اور اضطرار میں دن گذرا۔ رات کو نظام الملک نے عہدۂ میر بخشی گری کا خلعت پہنا۔

۲۰ ذیقعدہ | علی الصباح خاندوران متوفی کی لاش کرنال کو روانہ ہوئی۔ اسکے بعد خود بدولت محمد شاہ عمدۃ الملک امیر خان۔ اسحاق خان سے بلند خان عظیم اللہ خان۔ صلابت[1] خان۔ خاوند خان۔ بہروز خان۔ جواہر[2] خان

---

[1] سید صلابت خان بہادر کا تخلص سید اور اصلی نام مرزا عبدالغنی تھا۔ فرخ سیر کے عہد سلطنت میں میر آتش کے عہدہ پر مامور ہوا اور محمد شاہ کے مقبول رفیقوں میں تھا۔ شاعری سے بھی شوق رکھتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

مرا ز حلقہ بگوشان آن کمان ابرو
کسے کہ کرد جدا خانہ اش خراب شود

[2] حاجی سہیل خواجہ سرا۔ آخر عہد عالمگیری میں منصب و خطاب اور نیابت نظارت و داروغگی جواہر خانہ خاصگی کے ممتاز عہدوں پر سرفراز تھا۔ فرخ سیر کے زمانہ حکمرانی میں چار ہزاری منصب حاصل کیا۔ محمد شاہ کے عہد دولت میں انتقال کیا۔ یہ خواجہ سرا فی الحقیقت ملکی صفات فرشتہ منش تھا۔

تقی خان میر منشی - قمر الدین خان - اور وزیر کے بیٹے اور بہت سے خواجہ سرا ذی [illegible]
کو ہمراہ لیکر تخت رواں پر سوار ہوئے بارہ سو لیقول و دیگر دو ہزار سواروں کی جماعت
سے کیمپ نادر کی طرف تخت ذیانی طبل و نقارہ ساتھ بجاتا چلا جاتا تھا -
تھوڑی دور پہونچکر سواروں کو اشارہ سے روک دیا اور صرف اونھیں چند امراے
سابق الذکر کے ساتھ کیمپ کی طرف بڑھے - وسط راہ میں طہماسپ خان وکیل نے
بڑھکر پیشوائی کی اسکے بعد نادر شاہ کے دونوں بیٹے نصر اللہ مرزا اور ظفر اللہ مرزا
اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اترکر بادشاہ حاضر ہوئے اور رسم بجا لا کر دست بستہ
اداب شاہی بجا لائے - قرآن شریف نظر اقدس سے گذرانا جس سے یہ مراد تھی کہ
ہمارے اور آپ کے معاملہ میں قرآن درمیان ہے کوئی بدعہدی نہوگی - اور
کہاروں نے حکم کیسا تہہی تخت رواں کو اپنے کاندھوں سے فرش زمین پر رکھا -
خود بدولت نے دونوں شاہزادوں کو اپنے قریب بلایا اور بطور فرزندوں کے
اپنی بغل میں لیا سینہ سے لگایا - پیشانیوں پر بوسہ دیا - پھر کہاروں نے حکم پاکر
تخت کو اپنے کندھوں پر رکھا اور روانہ ہوئے - دونوں شاہزادے بھی گھوڑوں پر
سوار ہو کر جلو میں چلے - توپخانہ کے قریب پہونچکر سب آدمی روک دیئے گئے صرف
وہی چند امرا اور چند خواجہ سرا ساتھ رہگئے - جب قریب خیمہ پہونچے پا بجا
نواز ہمراہیان شاہی نے شادیانہ بجایا - نادر شاہ نے برآمد ہو کر اپنے اردو
معلے میں استقبال کیا -

کلیہ یحیی خان میر منشی - اسکی اصل قوم انشار سے اس کا باپ بابر کے عہد میں
ہندوستان میں آیا شہر لاہور میں یحیی خان پیدا ہوا - تیرہ برس کی عمر میں ایران گیا - وہاں تحصیل
علوم سے تکمیل حاصل کر کے سات سال کے بعد پھر ہندوستان کو مراجعت کی فرخ سیر کے عہد دولت میں
اعلی عہدہ پر ممتاز رہا علما و فضلا و فقرا کی فیض صحبت سے مستفیض ہوا کیا - اوائل اعظم شاہ کی نیابت
حاصل کی فرخ سیر کے عہد دولت میں توسن ملکی چند مہمات کو انجام دیا - محمد شاہ کے زمانہ میں منشی گری کا
عہدہ پایا سنہ ۲۲ جلوس محمد شاہی میں عبد المجید خان سے دیوان خالصہ کا عہدہ تغیر پاکر یحیی خان کے
سپرد کیا گیا سنہ ۱۱۶۰ھ میں وفات پائی - شاعر بھی تھا - اسکا ایک شعر یہاں درج کیا جاتا ہے شعر

کو عیش رفتہ سیر کنا لو جہ آمد باغ من — بر نگ گل ز باد صبح روشن شد چراغ من

حسب الحکم تخت رواں ٹھہرا۔ دونوں تجم تخت میں شاہانہ سلام علیک ہوئی۔ نادرشاہ
گھوڑے پر اور محمد شاہ تخت رواں پر سوار ساتھ ساتھ کچھ معمولی باتیں کرتے ہوئے درخیمہ
تک پہونچے۔ داخل خیمہ ہوکر دونوں سریرآرایان سلطنت ایک مسند پر
متمکن ہوئے۔ سرسری باتوں کے بعد نادرشاہ نے اس نہج پر تقریر شروع کی۔
"بہت بڑی حیرت اور نہایت تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسے وسیع مملکت پر
حکمران رہکر اسقدر غافل اور خود فراموش ہیں۔ میں نے آپکی خدمت میں
کئی ایلچی بھیجے مگر آپ کے وزیر نے ایک کا بھی جواب ارسال نہ کیا اور آپ کو مطلق
خبر نہوئی۔ بلکہ دریاے اٹک کے قریب ایک ایلچی کو جو آپ کے پاس سفارت لئے ہوئے
آرہا تھا باغی اچھوتوں نے مار ڈالا۔ اسکی آپ نے بالکل پرواہ نہ کی اور ان باغیوں کو
کچھ بھی سزا نہ دی۔ یہ بات آئین ملکداری کے بالکل خلاف ہے۔ جب خود میں آپکے
ملک میں آیا تب بھی آپ ایسے کھوئے ہوئے بیٹھے رہے کہ بھولے سے بھی یہ نہ پوچھا
اور یہ بھی نہ پوچھا کہ میں کون ہوں۔ کہاں سے آیا ہوں اور کیوں آیا ہوں۔ یہانتک
کہ میں لاہور میں داخل ہوگیا اوسوقت بھی آپ کی طرف سے سلام و پیام کیا خود
میرے سلام اور مزاج پرسی کا جواب تک نہ دیا گیا بعد اسکے جب آپکے امرای دولت
خواب غفلت سے اچانک چونکے بھی تو اسی نشہ غفلت کے خمار میں ذرایع صلح کو روکا
اور باب مجبتی کو مسدود کردیا۔ میرے سدراہ ہوئے مجھکو پیشقدمی سے روکا مگر میں
تو آپ کی ملاقات کا قصد مصمم کرکے چلا تھا۔ ایسے ایسے معمولی لوگوں کے روکے
کب رکتا تھا۔ جب میں قریب پہونچ گیا تو ان سبھوں نے آپ کو ابھار کر میرے
مقابلہ پر لاکے کھڑا کردیا۔ جب آپ مقابل ہوئے تو انتہاے بیوقوفی سے اپنے
مورچوں کے اندر محفوظ بلکہ بجاے خود محصور ہوکر بیٹھے رہے۔ اتنا بھی خیال کیا
کہ اگر آپ کا دشمن شجاعت۔ قوت۔ لشکر۔ ہمت میں آپ سے زیادہ قوی ہوگا
تو وہ اگر آپ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیگا۔ اوسوقت آپ کو دانہ پانی بغیر ٹھہرنا
دشوار ہوگا۔ اگر وہ دشمن آپ سے اپنی قوتوں کم زور بھی ہو تو بھی یہ امر محض
فضول اور بڑی بے غیرتی کا مقام ہے کہ وہ آپ کا محاصرہ کرکے آپکو مصیبتوں
میں پھنسا دے۔ اور اگر آپ اوسکو بالکل حقیر اور ذلیل ہی سمجھتے تھے کہ بغیر سوچے

اٹھے وہ آپ پر یوہین چڑھ دوڑا ہے تو بھی بالکل عقل کے خلاف تھا کہ آپ خود اپنے
گھر بار سمیت اوسکے مارنے کو طیار ہو گئے صرف ایک تجربہ کار افسر اوسکی سرکوبی کے
لیے کافی تھا کہ وہ اوسکو مار کاٹ کر پھینکدیتا - اور اگر آپ اوسکو تجربہ کار جہاندیدہ
سرد گرم آزمودہ جانتے تھے تاہم یہ کوئی عقلمندی کی بات نہ تھی کہ آپ نے تمام لشکر
اور کل افسران فوج کو پہلے ہی الٹے مین لاکر کٹرا کردیا - آخر اوسے نادانی کا ثمرہ اوٹھایا
پھر جب سب طرح آپ مصیبت کے جال مین پھنس چکے تھے تب بھی میری نیک
نیتون پر غور کیجیے کہ مینے پیغام صلح بھیجا تاکہ اب بھی آپ مبتلاے رنج و بلا ہون
اوسپر بھی آپ طفلانہ غرور اور بیہودہ وفانہ ارادون سے ایسے پھولے اور بھولے
بیٹھے تھے کہ میری باوقار - پر قوت - ذی عزت تجاویز کو سماعت نہ کیا - اور
اپنے حق مین فائدہ رسان باتون پر عقل سلیم سے کام نہ لیا - یہانتک کہ خلاق
زمین و آسمان کی مدد - اسلحہ کے زور فتحمند جنگ آزما افواج کی قوت آپ نے
دیکھا جو دیکھا -

علاوہ اسکے ہمیشہ آپ کے باجبروت آبا و اجداد تمام کافران بلاد ہندوستان
سے جزیہ لیا کرتے تھے اور آپنے پست ہمتی سے اپنے زمانۂ سلطنت مین خود اونکو
خرج یعنی چوتھ دینا گوارا کر لیا - اور ایسی تمہارا دروسیع پُرشوکت سلطنت کو اس
بیس برس کے عرصہ مین بالکل تباہ و برباد کردیا - مگر بات یہ ہے کہ چونکہ ابتک خاندان
تیموریہ نے خاندان صفوی اور نیز رعایاے فارس کو نہ تو کوئی نقصان ہی پہونچایا اور
نہ کوئی گستاخی ہی کی ہے بس اُسی کی یہ رعایت ہے کہ مین سلطنت تو آپ سے چھین
لینا نہین چاہتا مگر چونکہ آپ کی بے پروائی اور تجبّر کی وجہ سے مجھکو دور دراز
سفر گوارا کرکے اتنی دور آنا پڑا ہے اور اس طے مسافت مین میرا زر کثیر صرف ہو گیا ہے
اور نیز میری فوج کے آدمی بھی بڑے بڑے ملبے کو رنج اور دھاوا کرتے کرتے
تنگ آگئے ہین اور اونکو رسد کی بھی بہت بڑی ضرورت در پیش ہے اسواسطے
مین پایہ تخت دہلی تک جاؤنگا اور چند روز تک فوج کو آرام پہونچانے کی غرض سے
وہان ٹھہرونگا - اور وہان بڑی ضرورت یہ بھی ہے کہ مختار الملک سعادت خان
نے کچھ پیشکش دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اوس سے وہان پہونچکر وصول کرونگا - آگے

بعد پھر آپ جانیں اور آپ کا کام ۔"
محمد شاہ اس تقریر کو بالکل سکوت و خاموشی کے ساتھ سنتا رہا جس سے صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ سخت پریشان و پشیمان ہے۔ اس گفتگو کے وقت جاوید خان، بہروز خان اور
غازی الدین خان کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ محمد شاہ وہاں سے اٹھکر قریب
شام اپنے خیمہ کو واپس آیا۔ یہاں بعض افسروں نے گرانی غلہ کے بارہ میں بنیوں
کی شکایت کی۔ حکم دیا کہ لوٹ لو۔ بازار لٹ جانے سے اور بھی ہرتال مچ گئی۔

۱۲۔ ذیقعدہ | اول وقت صبح کو وزیر الممالک۔ نظام الملک۔ عظیم اللہ خان غازی الدین خان
سب ملکر نادر شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے ضروری معاملات پر گفتگو رہی نادر شاہ
نے رخصت کے وقت ایک شیر دانی۔ ایک نیم آستین۔ اور ایک گھوڑا نظام الملک کو
عطا کیا۔ باقی اور سرداروں کو ایک ایک شیر دانی اور ایک ایک نیم آستین مرحمت
ہوئی۔ بعدہٗ تمام سردار رخصت ہو کر ۹ بجے شب کو اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور جملہ سرگذشت بادشاہ کے حضور میں عرض کر دی جو رموز سلطنت سے
خیال سے مخفی رکھی گئی۔ اسی روز بادشاہ نے بیلداروں کو حکم دیا کہ تمام
مقتولوں کی لاشیں کو تہ زمین دبا دیں۔ ان عدم رسیدوں کی لاشیں ستر ہزار
تھیں اور سات کوس تک پھیلی ہوئی پڑی تھیں۔ بیلداروں نے بالکل بے پروائی
سے کام لیا۔ لاشوں پر برائے نام تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال کر کچھ کھلی کچھ ڈھکی چھوڑ کر
چلے آئے۔ ان تیغ جفا کے شہیدوں پر کیسی حسرت دیا ہیں۔ بے کسی و بیبسی
کا عالم ہے کہ بیچاروں کو کفن کیسا قبر تک نصیب نہیں۔ یونہیں کھلے ہوئے چیل
کوؤں کتوں گیدڑوں کی نذر ہیں۔

اور یہ بھی مشہور ہوا کہ نادر شاہ کی طرف چار سو مقتول اور سات سو مجروح ہوئے
تھے۔ اوس منتظم بادشاہ کے حکم سے اوسی شب کو لوگ آئے اور راتوں رات دفن کر کے
چلے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اون مقتولوں کی تعداد کا ٹھیک اندازہ نہیں مل سکتا۔
تین ہاتھی بھی مارے گئے تھے۔

محمد شاہ کے لشکر میں اوس روز غلہ بالکل میسر نہ آتا تھا بہزار خرابی ایک روپیہ
کا سیر ڈیڑھ سیر گیہوں اور دو چار روپیہ سیر گھی دستیاب ہوتا تھا۔ اور یہ اسوجہ سے

کہ پڑاؤ پر کوئی دکاندار خوف کے مارے نہ آتا اور نہ کوئی سپاہی مورچہ سے باہر جا سکتا تھا۔

نادر شاہ کی طرف فراہمی غلہ کا یہ انتظام تھا کہ ہزاروں سپاہی تیس چالیس کوس کا دھاوا لگاتے اور جہاں سے پاتے زبردستی سینہ زوری سے لوٹ لاٹ کر لے آتے اور اپنے کیمپ میں انبار لگا دیتے تھے لہذا گیہوں روپیہ کا ۱۲ سیر بکتا تھا۔ صرف اس روزمرہ کی لوٹ مار کے ذریعہ سے چودہ پندرہ ہزار آدمی نادر کی خونخوار۔ جابر ظالم فوج کے ہاتھوں کام آئے۔

۲۲- ذیقعدہ | آقا قاسم بیگ خان وزیر نادر شاہ کی طرف سے آکر نظام الملک کے ساتھ شام تک ٹھہرا۔ پھر اپنے کیمپ کو واپس گیا۔

۲۳- ذیقعدہ | آج محمد شاہ کا لشکر کیمپ نادر شاہ کے مقابل میں کرنال کی طرف ہٹایا گیا۔ قزلباشی سوار آئے۔ ۲۷- ہاتھی اور پچیس اونٹ لے گئے۔

۲۴- ذیقعدہ | نادر کے دربار میں نظام الملک طلب ہوا اور پانچ آدمیوں کیساتھ اسکو وہیں رہنے کا حکم ہوا۔ بہت سے قزلباش تھانیسر کو بھیجے گئے۔ رعایا کو لوٹا مارا اور قتل کیا۔ اور بہت سا مال غنیمت لیکر اپنے پڑاؤ پر واپس آگئے۔ محمد شاہ کے لشکر میں گرانی غلہ کی یہ نوبت پہونچی کہ اول تو غلہ ملتا ہی نہ تھا اور جو مل بھی جاتا تھا تو دو ڈھائی تین روپیہ سیر اوسکی قیمت ہوتی تھی۔

رات کو ۹ بجے وزیر الممالک کے پاس نادر شاہ کا بمضمون فرمان آیا۔ قمر الدین خاں وزیر کو معلوم ہو کہ کل محمد شاہ۔ سربلند خان۔ محمد خان بنگش اور عظیم اللہ خان حضور میں آئیں گے لہذا تم اپنی تمام آدمیوں کی خبرداری رکھو کہ ادھر ادھر چلتے نہوں جب انتظاموں سے فرصت کر لو تو تم بھی حاضر ہو۔ اس فرمان کے پہونچنے سے محمد شاہ کے دربار میں ایک کھلبلی پڑ گئی۔ سربلند خان اور دیگر امرا کو بلوا بھیجا۔ آدھی رات تک کونسل رہی مگر کوئی تدبیر کوئی مشورہ معتدبہ نہ ٹھہرا۔ آخرکار بادشاہ نے مجبور ہو کر کہا کہ وہ کار از حد گذشت مگر ان تین باتوں میں سے ہم کو ایک بات اب ضروری اختیار کر لینا چاہیے۔ اول یا تو کل ایک آخری حملہ کر کے دیکھیں کہ پانسا تقدیر کسکا جینہ کرتا ہے۔ یا ایک جرعہ زہر قاتل سے ہم کل تفکرات اور مصائب

اکا خاتمہ کردینا چاہیے سوم یا نادر ہم سے جو جو شرطین کرے سب کو سر تسلیم جھکا کر مان لینا چاہیے ربا عی

بسپہ مدگلہ اختصار مے باید کرد — یک کار ازین دو کار مے باید کرد
یا تن برضاے دوست می باید داد — یا جان بفداے یار مے باید کرد

مگر محمد شاہ کا رجحان طبیعت اخیری فیصلہ یعنی اپنے تئین نادر کے قبضہ اختیار مین دینے کا تھا۔

۲۵- ذیقعدہ نادر کے پاس سے ایک شقہ سر بلند خان کے نام اس مضمون کا آیا کہ سر بلند خان حفاظت اور خیریت سے رہو۔ محمد شاہ کے آنے سے پیشتر تم یہان فوراً آجاؤ۔

۲۶- ذیقعدہ سر بلند خان اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر خانہ زاد خان اور تین سوار چار پانچ دیگر ملازمین کے ساتھ نادر کے کیمپ مین داخل ہوا۔ بارگاہ شاہی سے قریب سعادت خان کے متصل ایک چھوٹا سا خیمہ اپنے لیے نصب کیا۔

ا بجے صبح کو نادر شاہ کے حکم کے موافق محمد شاہ تخت روان پر سوار ہو کر جس پر ایک چتر شاہی بھی سایہ فگن تھا امیر خان۔ اقبال خان اور چند خواجہ سرا دن کیساتھ نادر شاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔

یہان ایک روز قبل سے محمد شاہ کے واسطے ایک وسیع خیمہ نصب ہو گیا تھا چنانچہ بروقت ملاقات محمد شاہ سے کہا گیا کہ آپ جسقدر آدمی چاہتے ہون اپنے ہمراہ لیکر اس خیمہ مین رہیے۔ اور خیمہ کے گرد ایک ہزار قزلباشون کا جنگی پہرہ مقرر کردیا۔ ۹ بجے شب کو نادر نے محمد شاہ کو اپنے خیمہ مین طلب کرکے تین گھنٹہ کی نشست کے بعد رخصت کیا اور حکم دیا کہ امراے بادشاہی مین سے کوئی شخص بادشاہ کے پاس جانے نہ پائے۔

۲۷- ذیقعدہ نادر شاہ نے سر بلند خان کو دربار مین طلب کرکے حکم دیا کہ دو سو سوار توپچی باشی اور دو سو سوار نایچی باشی کو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہی کیمپ مین جاؤ اور توپچی باشی کو یہ حکم ملا کہ سعد الدین خان کی مدد سے بادشاہ اور دیگر امرا کی

توپین چھین لو - اور ناسخچی باشی کو حکم دیا کہ خزانہ - جواہرات - توشہ خانہ - اسلحہ اور
دیگر اسلحۂ بادشاہی اور تمام مقتولین امرا کے لیلو - اور محمد شاہ کے پاس اوسکے بیٹے
سلطان احمد اور ملکۂ زمانہ بادشاہ بیگم کو بھیجدو - قمرالدین خان وزیرالمالک اور
سعدالدین خان کے نام یہ حکم جاری کیا - کہ پُرانے نوکر اور سپاہی اپنی اپنی جگہ
پر بدستور نوکر رہین اور ساتھ چلے آئین - باقی تمام بہیر و شاگرد پیشہ جہان چاہین
چلے جائین - چنانچہ اون تمام احکامات کی فوراً تعمیل ہوئی - اور دیگر محلات شاہی
بھی محمد شاہ کے خیمہ مین بھیجدیے گئے - اوس روز محمد شاہ کی بنگاہ مین بڑی بے
انتظامی رہی - اسباب غنیمت معہ دو سو ضرب توپ اونکے گھوڑے گاڑیون سمیت
اور محمد شاہی توپ خانہ کے ایک ہزار سوار دو ہزار قزلباشون کی نگرانی مین براہ
کابل قندھار بھیجے گئے - اس دن نادر شاہ نے اپنی فوج کے ہر ایک سپاہی
نوکر - خدمتگار کو سہ ماہہ تنخواہ انعام مین عطا کی جیسا کہ اس سے پہلے تسخیر
قندھار کے وقت بھی فوج کے ساتھ اس قسم کی رعایت ہو چکی تھی -

۲۹ - ذیقعدہ آج صبح کو طہماسپ خان وکیل چار ہزار سوار اور بند وقچیون کیساتھ
قلعہ شاہجہان آباد کی تسخیر کی غرض سے بھیجا گیا - اور سعادت خان شاہی مکانات
اور مال و اسباب کی حفاظت اور عظیم اللہ خان انتظام دربار کے واسطے مع اپنے
اپنے آدمیون اور اسباب کے چند ناسخچی سوارون کی ہمراہی مین روانہ کیے
گئے - اور سخت تاکیدی حکم دیا گیا کہ شہر والون کو کوئی نقصان نہ پہونچے -

نادر شاہ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔

یکم ذی الحجہ نادر شاہ نے خود شاہجہان آباد کے کوچ کی طیاری کردی - دوسرے
دن صبح کو بیس ہزار منتخب سوار اور چار ہزار قرق پوش محلات شاہی کی ہمراہی مین قرق

فارسی مین قرق اوس جماعت کو کہتے ہین کہ حالت سفر مین شاہی محلات کے ہمراہ کچھ آدمی
دورباش کے طور پر آگے روانہ کر دیئے جاتے ہین تاکہ منادی کرتے ہوئے چلے جاوین کہ کوئی آدمی اس
راستہ سے نہ گذرے اب اس منادی کے بعد اگر کوئی مرد یا لڑکا اپنی جان سے بیزار اوس
راستہ مین آ نکلا تو اوسکو قتل کر ڈالتے ہین یا کسی سخت عذاب مین مبتلا کرتے ہین -

پروانہ ہوئے - یہ دونون جماعتین ایک پرتاب کے فاصلہ سے چلتی تھین -
محلات شاہی کے عقب مین نادرشاہ اور نادرشاہ کے پیچھے ایک کوس کے فاصلہ پر
محمد شاہ دس ہزار قزلباش سوار اور دو ہزار خرق پوش کی نگرانی مین ساتھ ساتھ
چلا - محمد شاہ کے ایک جانب سربلند خان اپنے آدمیون اور اسباب سمیت
تھا - اور دوسرے جانب نظام الملک اور قمرالدین خان وزیرالممالک مع اپنے
اپنے آدمیون اور اسباب کے - اور اوسکے دوسری جانب محمد خان بنگش
پلو کوس یا آدھ کوس کے فاصلہ سے اور ان ہر ایک کے بیچ مین سواران
قزلباش - اور یہ جملہ سردار و امرا ہر ایک الگ الگ راستون پر جو اونکے واسطے
مقرر کردیئے گئے تھے روانہ ہوے - اس جنگی اور شاہی قافلہ کے کوچ مین پانچ
کوس کا طول اور تین کوس کے عرض کا رقبہ زمین گھرا ہوا تھا - پانچ روز کے
عرصہ مین سون پت پہونچے - اس طولانی اور عریض سیلاب مین جو آدمی سامنے پڑ
گیا تلوار کے گھاٹ اتارا گیا - سیکڑون آدمی جان سے مارے گئے - سون پت
اور پانی پت کو بھی لوٹ سے محفوظ نہ چھوڑا -

۶ - ذی الحجہ یوم سہ شنبہ	یہ پُرشوکت قافلہ سون پت سے روانہ ہوکر مقام نریلہ مین

پہونچا - شب کو سربلند خان نے ناسازی طبیعت کا بہانہ کرکے اجازت حاصل
کرلی - اور سب سے پہلے اپنے گھر پہونچگیا -

۷ - ذی الحجہ یوم چہارشنبہ	نادرشاہ مع اپنی فوج ظفر موج کے دہلی مین پہونچگیا -
۸ - ذی الحجہ یوم پنجشنبہ	محمد شاہ نادرشاہ کے حکم سے تخت روان پر بیٹھکر دولتخانہ

اور دو سو سوار اور پیادے ہمراہ لیکر چار ہزار قزلباشون کی نگرانی مین داخل ہوا
اور عیش محل کے سلیمان برج اور رنگ محل وغیرہ مین ٹھہرنے کو جگہ دی گئی چونکہ
نادرشاہ نے قبل سے سُن رکھا تھا کہ شہر دہلی کے آدمی کینہ جو - دغابانہ - اور بدمزاج
ہین لہذا رات کو حرم واحتیاط سے خود قلعہ مین داخل نہوا - صبح کے وقت بیس ہزار
سوارون کی جمعیت سے بڑی خبرداری اور ہوشیاری کے ساتھ قلعہ مین پہونچا
اور باقی فوج کو بیرون شہر چھوڑ آیا - محمد شاہ استقبال کرکے لے گیا اور دونون
فرمانروایان سلطنت نے ایک ساتھ بیٹھکر ناشتہ نوش جان فرمایا - شام

ہونے تک باہم محفل مجالست اور مکالمت گرم رہی - نادرشاہ بڑی مہربانی اور گرمجوشی سے پیش آیا - اور بہت ہی جلد احکامات نافذ کیئے کہ ہمارے سپاہیون مین سے کوئی خبردار شہر والون کو کسی قسم کی ایذا نہ دے - اور نسقچیون کو حکم دیا اگر کوئی سپاہی اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو ناک کان کاٹ ڈالنا اور لاٹھیون اور بانسون سے پٹوانا اس قسم کی کوئی سزا دے کے حق مین انتہا بھی کیجائے - گو چونکہ شہر والے خود ہی انکی وحشتناک - خونخوار - بھیانک - ڈراونی صورتین دیکھ دیکھکر بھاگتے اور چھپتے پھرتے تھے - اس وجہ سے ان لوگون سے کسی باشندۂ شہر نے بات چیت کی اور نہ انکے کسی معاملات مین شریک ہوئے بلکہ خود ہی الگ تھلگ رہے - لہذا اونکے لیے کوئی ایسی سخت نافذ شدہ سزاؤن کا موقع ہی نہین آیا - نادرشاہ کوٹھی حیات بخش لعل باغ - خواص پورہ - اور رنگ محل مین فروکش ہوا - اور مصطفے خان مرزا دکی طہماسپ خان جعفر خان - ابراہیم خان وغیرہ امراے نادرشاہ حویلی روشن الدولہ باغ بیگم صاحبہ باغ ہزاری مین قیام پذیر ہوئے - اور قاسم بیگ وزیر نے قلعہ کے اندر اوس مقام پر کہ جہان محمد شاہ کا میر آتش یعنے داروغہ توپخانہ رہتا تھا قیام کیا -

۹ - ذی الحجہ یوم جمعہ رات کو نادرشاہ نے سعادت خان کو دربار مین طلب کیا اور پیشکش[ا] والے روپیہ کا بڑی سختی سے متقاضی ہوا اور سر دربار فحش الفاظ مین مغلظات گالیان دین - اوسی کی صبح کو سعادت خان دلی آرزون کا بقچہ بغل مین دبائے اور نمک حرامی کا داغ ماتھے پر لگائے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک عدم کو سدھارا - بعضون کا قول ہے انتہائے ندامت اور صدمہ مین زہر کھالیا اور بعضے کہتے ہین کہ شدت وجع پا سے جان دی - وہ کسی طرح مرا - مگر ہم یہی کہینگے کہ نمک حرامی اور محسن کشی کسی کو نہین پھلتی - اوسی کا یہ ثمرہ ملا نادر ایسا سخت گیر وہ بھلا مرنے پر بھی کب چھوڑنے والا تھا - حکم دیا کہ اوس نمکحرام کی ساری جائداد ضبط کرو - چنانچہ کل مال متاع ضبط ہوکر نادرشاہ کے خزانہ

[ا] یہ وہ تیس کروڑ روپیہ جو سعادت خان نے وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ میری رای پر عمل کرین تو بیس کروڑ روپیہ ہندوستان سے تحصیل کرا کے خزانہ مین جمع دونگا -

مین داخل ہوا جو دو کروڑ کا نکلا۔ یہ خیر خواہی کا صلہ ملا۔

دہلی کا قتل عام

۱۰ ذی الحجہ یوم شنبہ | عید الضحی کے دن سر بلند خان قلعہ مین طلب کیا گیا۔
یہان طہماسپ خان وکیل۔ مصطفے خان عرض بیگی۔ نظام الملک اور
قمر الدین خان کیساتھ تمام دن مشورہ رہا کہ زر پیشکش کیونکر فراہم کیا جائے۔
دوپہر کے وقت طہماسپ خان نے غلہ کی منڈی مین نسقچیون کو بھیجا کہ دوکانین
کھلوائین اور غلہ کا نرخ طے کردین۔ چنانچہ گیہون کا نرخ فی روپیہ دس سیر قرار پایا
مگر چونکہ یہ نرخ بیوپاریان غلہ کے بالکل خلاف تھا۔ لہذا شام کے وقت اونھون نے
اوباشان شہر کو جمع کیا۔ اسکے علاوہ بہت سے ایسے لوگ جو نادر کے خلاف تھے
آ کر جمع ہوگئے اور نسقچیون اور کئی ایک قزلباشون کو جو غلہ خریدنے آئے تھے مار ڈالا
بعد مغرب افواہ اوڑی کہ نادر شاہ قید کر لیا گیا۔ بعضون نے غیب اوڑائی کہ اوسکو زہر
دیا گیا۔ کوئی ہذیان بکتا تھا کہ تمنچہ سے مارا گیا۔ کوئی بیہودہ سر اتھا کہ عظیم اللہ خان نے
پیش قبض بھونک دی۔ غرضکہ جتنے منہ تھے اوتنی باتین تھین۔ یہ ہلڑ مچتے ہی تمام
شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ شہر کے۔ لچے۔ شہدے۔ اوباش بدمعاش جتنے
تھے سب آ کر جمع ہوگئے۔ اور جتنے اور جسقدر ہتھیار مل سکے لیکر قلعہ کی طرف
موج دریا کے مانند چڑھ آئے اور گھنگھور گھٹاؤن کی طرح برس پڑے۔ نادر شاہ
کے اون سپاہیون کو جو بیرون قلعہ متعین تھے۔ جہانتک مل سکے کاٹ کر ڈالدیا۔
باقی سپاہی کچھ قلعہ کے اندر چلے گئے اور کچھ اوس ریتی کی طرف جو قلعہ اور دریاے
جمنا کے درمیان مین واقع ہے بھاگ گئے۔ وہ قزلباش جو خاندوران کے محل
اور بڑے بڑے محلون مین بھرے ہوئے تھے بڑی خبرداری سے تمام رات پہرہ
دیا کئے بہت سی توپین۔ بندوقین اور رہکلہ قلعہ اور بڑے بڑے اونچے مکانون سے
سر کی گئین تاکہ اوباشان شہر کی جماعتین منتشر ہو جائین اور

(۱) ان اوباشون کے سرغنہ سید نجار خان۔ شہ زور خان۔ رہبان خان وغیرہ
تھے۔ انھین کی سرگرمی سے تمام اوباشون نے جمع ہوکر فساد برپا کردیا۔

ایک طرف چتلی قبر تک اور دوسری طرف تمباکو منڈی اور مٹھائی والے پل تک ان تمام مقامات میں قتل عام کا بازار گرم ہوا۔ لڑکا بوڑھا۔ جوان مرد یا عورت جو ملا مار کر زمین پر ڈال دیا۔ کشتون کے پشتے لگا دیے۔ ہزارون سر سر راہ ٹھوکرین کھاتے پھرتے تھے۔ دھڑ دھڑا دھڑ زمین پر گرتے جاتے تھے۔ گھر کے نابدانون بازار کی موریون سے خون کی ندیان جاری ہو گئین۔ ہزارون لاکھون کو مار کر بھی ان ظالم۔ سفاک۔ بے رحم غضبناک قاتلون کو کسی طرح سیری نہ تھی ہر ایک بیکس مظلوم پر اس طرح جھپٹ کر جا پہونچتے تھے جیسے کوئی بھوکا شیر بکریون پر جا پڑتا ہی بازارونکی گلیان۔ خانم کا بازار۔ گرد و نواح جامع مسجد۔ پر دی بازار۔ جوہری بازار سب لوٹ لئے گیے۔ اکثر مقامات کو آگ لگا کر پھونکدیا۔ بڑی بڑی عمارتون کو کھودا۔ لوٹا۔ پھونکا۔ عورتون کو بیوہ بچون کو یتیم بنایا۔ ادسپہ پھر چین نہ آیا۔ اسیر کیا۔ معرکہ کربلا کا نمونہ نظرون کے سامنے پھر گیا وہ پردہ نشین عورتین جنکو اپنے ترشے ہوئے ناخنون کو علانیہ پھینکدینے مین حجاب ہوتا تھا آج وہی عورتین ان سنگدلون کے پنجہ مین کھلے سر برہنہ پا گرفتار تھین جنکو وہ نہایت بے حرمتی کیساتھ گھسیٹے ہوئے لئے جاتے تھے۔ تمام شہر مین ایک کہرام مچا ہوا تھا مگر کوئی فریاد کا پہونچنے والا نہ تھا۔ آہ گویا ان ظلم کی مجسم تصویرون کو خدا نے رحم اور ہمدردی کیلئے پیدا ہی نہ کیا تھا۔ جب لطف علیخان یعنی وہ افسر جو قتل و غارت کیواسطے محلہ سعد اللہ خان اور دہلی دروازہ کی طرف مقرر ہوا تھا لوٹتا مارتا ہوا سربلند خان کے مکان کے برابر پہونچا وہ بڑے تعجب اور خوف کے ساتھ گھر سے نکلا اور کہا کہ "اس طرف کے آدمیون کا مطلق قصور نہین ہے کیونکہ یہ لوگ اس بلوہ مین بالکل شریک نہین ہین" اور کچھ روپیہ بھی دینے کا وعدہ کرکے ان غارتگرون کو واپس بھیجا۔

مگر دیگر مقامات مین قتل و غارت اور آتش زدگی کا قیامت خیز ہنگامہ وحشیانہ طریقہ سے بدستور جاری رہا۔

قتل عام کے شروع ہوتے ہی بلوائی لوگ تو فوراً کافور ہو گئے آئی گئی بیچارے مظلوم ناکردہ گناہ۔ دوکاندار بازارون مین معزز شرفا اعلی خاندان والون پر

نادرشاہ کا نہایت غضبناک حکم پہونچا - اُسوقت حکیم مذکور داخل دربار ہوا - اور نادرشاہ نے عتاب سے کہا کہ تو نہایت متمرد اور سرکش معلوم ہوتا ہے

محمد ہادی قلندر کے نام سے پکارے جاتے تھے مرزا مذکور ایران کے مشاہیر شعرا مین شمار کئے گئے ہین اور صاحب دیوان تھے - انھون نے سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین ۶۶ برس کی عمر مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور جو امام زادہ احمد بن حضرت موسیٰ کاظم المعروف بہ شاہ چراغ مین مدفون ہوئے - حکیم مرزا محمد ہادی کے انتقال کے بعد دو لڑکے باقی رہے - میرزا عبدالحسین اور مرزا محمد ہاشم - مرزا عبدالحسین بھی اعلیٰ درجہ کا طبیب حاذق تھا چنانچہ اُنکا کمال اس شرح سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے جو قانونچہ پر لکھی ہے - میرزا محمد ہاشم اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین تحصیل علوم کرنے کے علاوہ ملا لطف اللہ شیرازی اور اخوند مسیحائی فسائی سے بھی کرتا رہا - سنہ ۱۱۱۵ھ مین جس وقت کہ سن اُسکا تیئس برس کا تھا شیراز سے روانہ ہوکر ہندوستان مین داخل ہوا اور قلعہ ستارہ مین شاہ عالمگیر بادشاہ غازی کی ملازمت حاصل کرکے شفاعت اور منصب سے سرفرازی پائی اور شاہزادہ اعظم شاہ کی خدمت مین متعین ہوا حکیم محمد شفیع شوستری نے اسکی شرافت آبائی اور کمالات ذاتی پر خیال کرکے اپنی دختر کیساتھ منسوب کردیا - اپنے کمالات کی بدولت شاہ عالم بہادر شاہ کے دوران سلطنت مین علوی خان کا معزز خطاب پایا اور منصب جاگیر و منصب سے سرفراز ہوا - محمد شاہ کے زمانہ مین وہ معالجات مسیحائی ہاتھ کہ محمد شاہ نے ششش ہزاری منصب اور تین ہزار روپیہ ماہواری مقرر کردیا تھا اور خطاب مین معتمد الملک کا لقب اور اضافہ کیا - اب تھوڑے ہی زمانہ مین ملکون ملکون شہرت ہوئی - باوجود بیمارون کے ہجوم اور وفور معالجات کے تصانیف سے کبھی غافل نہین رہا - جملہ تصانیف سے جامع الجوامع ایک کتاب ہے جس سے تمامی مسائل حل ہوسکتے ہین - باوجودیکہ اسّی برس سے سن تجاوز کرگیا تھا - ہرگز عینک کا محتاج نہ تھا - مگر باین ہمہ قوت و توانائی اور وفور جاریہ کے کوئی لڑکا نہین پیدا ہوا۔

نادرشاہ جب حکیم مذکور کو اپنے ہمراہ لیگیا تو لوگ مشہور کرتے ہین کہ دو بڑے معرکے کے علاج کیے - ایک تو یہ کہ نادرشاہ کے اعضا مین بوجہ ضعف پیری کے چہرا مین خرابی درپیش ہوگئی تھی کہ اکثر بول کے ساتھ ہی براز بھی نکلجاتا تھا - علوی خان کی اصلاح سے وہ مرض دفع ہوا دوسرا مرض نادر کی بیگم کو یہ تھا کہ ایک طرف کی پستان بڑھکر مثل پتھر کے ہوگئی تھی اور درد سخت

۱۷- ذی الحجہ | نادر شاہ نے سر بلند خان کو دربار میں طلب کر کے کہا وہم خوب سمجھتے ہیں کہ تم آپنے ضعف اور پیری کا بہانہ پیش کر کے زر پیشکش اور زر بیا ورکی فراہمی میں پہلو تساہل کرتے ہو۔ مگر تاہم جسقدر جلد ممکن ہو نہایت تن دہی سے جن لابیا ضم مہیا کرو

۱۸- ذی الحجہ | سر بلند خان پھر حاضر دربار ہوا۔ اُسوقت نظام الملک اور قمر الدین خان وزیر بھی موجود تھے۔ طہماسپ خان اور مصطفےٰ خان نے روپیہ کا تقاضا کیا۔ سر بلند خان نے نظام الملک کی طرف مخاطب ہو کر مجھے قبل سے معلوم تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ روز بد پیش آنیوالا ہے اور میں نے بادشاہ کی خدمت میں بارہا عرض کیا کہ کچھ پیشکش وغیرہ دے دلاکر اس آنیوالی مصیبت کو ٹالدینا چاہیے مگر افسوس کہ میری ایک نہ سنی گئی بلکہ یہ خیال کیا گیا کہ عرض معروض میں میری کسی قسم کی ذاتی منفعت ہے۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس مصیبت اور بے بخیرتی اور بے عزتی کا سامنا ہوا۔ نظام الملک نے سوائے سکوت کے کچھ جواب ندیا۔ پھر طہماسپ خان نے قمر الدین خان کو مخاطب کر کے انھیں الفاظ کا اعادہ کیا جن الفاظ میں ملاقات اول کے وقت نادر شاہ نے محمد شاہ کو لعنت ملامت کی تھی۔ اور کہا کہ حنی ما مضی۔ اسوقت ہمارے بادشاہ روپیہ طلب کرتے ہیں۔ پس جس ذریعہ سے ہو سکے اُسکو مہیا کرو تاکہ اس سے زیادہ کوئی بے عزتی نہو۔ سر بلند خان نے جوابدیا کہ بیشک جہان سے اور جس ذریعہ سے ہوسکیگا ہم فراہم کرینگے۔ اسکے بعد طہماسپ خان نے سر بلند خان سے پوچھا کہ تمھارے پاس بھی کچھ روپیہ ہے۔ جواب دیا کہ میرے پاس یا میرے امکان میں کچھ بھی ہوتا تو میں پہلے ہی قندھار میں بھیجدیتا یہان تک آنے کی تکلیف ندیتا۔ اس جلسہ میں جو کچھ باتیں ہوئیں اون سب کا ماحصل یہ تھا۔ قتل عام کے ذریعہ سے ۲۰ کرور روپیہ نقد علاوہ جواہرات مرصع زیور اور دیگر اسباب جو جو مختلف وسیلوں سے جمع ہو چکا تھا) بہزار دقت ڈیڑھ کرور روپیہ نقد نظام الملک نے حاضر کیا اور اسی قدر قمر الدین خان نے پیش کیا۔ سر بلند خان بالکل نادار تھے اسلیے معاف کیے گئے۔ اور یہ طے پایا کہ تین کرور روپیہ منصب دار۔ متصدی۔ اور دیگر افسران۔ اور امرا اور سارے شہر سے علے قدر مراتب

وصول کیا جاے۔ قبل اس سے تحصیل زر کا کام سعادت خان کے تفویض تھا
اب اُن کے مرنے کے بعد سربلند خان کے متعلق کیا گیا ایک جلسہ سربلند خان کے
[illegible] گیا اور جملہ امرا و سادات شہر جو اہل دولتخواہ کہے جاتے تھے طلب
ہوئے انسے حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے مال و دولت کی ایک فہرست مرتب
کرکے بادشاہ کے حضور مین پیش کرو اسمین جسقدر مناسب ہوگا لیا جائیگا جسقدر
بادشاہ چاہے گا معاف کر دیگا۔ مگر ہان اتنا خیال رہے کہ جو شخص مفلسی کا عذر
پیش کریگا اور بعد کو ثبوت نہ ملیگا تو وہ مستوجب سزا ہوگا۔ یہ موٹے پر سو درے
قتل عام سے جانبر ہوئے تو ان مصیبتون مین گرفتار ہوئے سچ ہے زبردست کا
ٹھینگا سر پر۔ اسی دن عظیم اللہ خان [illegible] کشور وکیل صوبہ دار بنگال سیتارام اور
دیگر منصبداران افسران چبوترہ وغیرہ سربلند خان کے مکان پر جمع ہوئے اور
شام تک ٹھہر کر چند نامون کی فہرست طیار کی بعدہ اپنے اپنے گھرون کو واپس گئے

۱۰ ذی الحجہ یوم دوشنبہ — حسب معمول پھر سب کے سب سربلند خان کے مکان پر جمع ہوئے
اور نامونکی فہرست طیار کراتے رہے۔ سید نیاز خان جسنے قتل عام کی رات
کو قزلباشون کو گھر مین بند کرکے آگ لگادی تھی حکم نادرشاہ سے گلا گھونٹ کر
مار ڈالا گیا [illegible] خان کا قتل ہوا۔ اور یہان کا پیٹ پھاڑا گیا کیونکہ ان لوگون نے
اس رات کو آتش بلوہ کے مشتعل کرنے مین کوشش کی اور مدد دی تھی۔

۱۱ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ — سربلند خان نے دربار مین طلب ہو کر ایک نیم آستین کا خلعت پایا

۱۲ ذی الحجہ یوم چہارشنبہ — رحیم بیگ خان میر باشی دو سو سوار و تفنگچیون کے ہمراہ سربلند
خان کی ماتحتی مین بھیجا گیا کہ تمام منصبدارون کے یہان جا کر گھوڑے۔ ہاتھی اور
اونٹون کو دیکھے اور جن کو لائق اصطبل شاہی سمجھے زبردستی چھین کر لے آوے۔
دوسرے روز بھی یہی کام بدستور جاری رہا۔

۱۴ ذی الحجہ یوم جمعہ — حسب الحکم نادرشاہ سربلند خان اور عظیم اللہ خان قلعہ مین حاضر ہوئے
اور زر پیشکش کیواسطے مشورہ ہو کر حکم ہوا کہ مرید خان عرف محمد ہادی سواران سربلند
خان سے پچاس سوار اور ایک خزانچی اور فرمان لے کر شجاعت خان صوبہ دار
بنگالہ کے پاس جاے۔ تین برس کی مالگذاری اور زر پیشکش وصول کر لاے

خزانۂ شاہی سے مرید خان کو ایک ہزار روپیہ اور دو سو بیس [illegible] سواروں کے لیے
زادِ راہ دیا گیا۔

شنبہ یکشنبہ دوشنبہ | ان تین یوم زر پیشکش سے مباحثہ و جھگڑے میں گزرے۔
نصراللہ مرزا کے عقد کا سامان شروع ہوا۔ شاہزادی سکینہ بنت سلطان یزدان بخش
بن سلطان داور بخش بن سلطان مراد بخش بن شاہجہان بادشاہ صاحبقران
کیساتھ نسبت قرار پائی۔ محفل نشاط گرم ہوئی۔ ارباب طرب جمع ہوئے تمام
درباریوں کو انہوں نے اپنی معلومات اور ہنرمندی سے مست و متوالا بنا دیا۔ ایک محویت کا
عالم طاری ہو گیا۔ لب جمنا روشنی کا انتظام کیا گیا۔ تمام شب آتشبازی چھوٹی
مولوی تاج محمود صاحب مجتہد العصر نے حاضر دربار ہو کر نکاح پڑھا۔ مبارک سلامت
کی دھومیں مچیں۔ محمد شاہ نے پچاس ہزار کے قیمتی جواہرات اور پچاس ہزار
روپیہ نقد جہیز میں دیا۔ اور دوسرے مورخ کا قول ہے کہ علاوہ بیش بہا جواہرات
کے سات کرور روپیہ نقد اور توپخانہ وغیرہ و دیگر کارخانہ جات بھی جہیز میں دیے۔
شادی کے کچھ دنوں بعد خود نادر شاہ نے اپنی بہو کو پانچ لاکھ کے قیمتی جواہرات بھیجے۔

۲ محرم | دوپہر کو عین جلال کے وقت تمام امرا قلعہ کی بارگاہ عدالت میں حاضر ہوئے
غروب آفتاب تک ٹھہر کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے انھیں خوفناک اور
پرتشویش دنوں میں بلکہ اسکے بعد بھی اکثر اشخاص معاملہ نازک دیکھکر مال و متاع
کو چھوڑ جلاوطن ہوئے اور یوں بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔ گو محرم کے ایام
عزاداری کا زمانہ تھا مگر بخوف نادر کوئی متنفس ہندوستانی اور قزلباش تعزیہ داری
یا ماتم کا نام بھی نہ لے سکتا۔ نادر شاہ کے کچھ سپاہیوں نے جو بیرون شہر خیمہ
ڈالے ہوئے پڑے تھے کسی شب کو رسم تعزیت ادا کی اور ماتم شروع کیا۔ ماتم کے شور
و سینہ کوبی کی مہیب آوازوں پر سخت سزایاب ہوئے۔

اسی زمانہ میں بہت سے غیرت مند شریفوں نے زر پیشکش کے تقاضہ سے تنگ آکر اپنی تئیں
آپ ہلاک کر ڈالا۔ انھیں جان دینے والوں میں شیدی فولاد خان کا بیٹا حلیم الصمد اور اسکا نائب
بھی تھا جنھوں نے پانچویں محرم کو اپنے پیٹ اور انتڑیوں میں کٹاری بھونک کر جان دی۔

۷ محرم | قمرالدین خان وزیر کا دیوان مجلس راے سے دربار میں طلب ہوا۔ طہماسپ خان نے

محلی نہ اقیاس جو اسباب نادرشاہ نے خرید کیا وہ اسی طرح من مانی قیمت لگا کر فہرست حساب مین درج ہوا۔

قتل عام کے دن جسقدر تمام شہر مین بھڑ سالین تھین ان پر قزلباشون نے اپنا قبضہ کر لیا تھا کچھ تو یہ باعث ہوا اور کچھ راستون کے بند ہونے کے سبب سے گیہون روپیہ کا دو سیر چاول ڈیڑھ سیر گھی آدھ سیر بکنے لگا بیس دن تک یہی نرخ رہا۔ آخر کار سربلند خان اور عظیم اللہ خان نے اجازت حاصل کر کے غلہ لانے کیواسطے فرید آباد گاڑیان بھیجین انکے علاوہ اور بھی جتنی گاڑیان ملین سب بھیجی گئین بہت سے غریب آدمی اور بنیے ساتھ گئے۔ اب تھوڑے دنون کے بعد گیہون کا نرخ سات سیر اور چاول اڑھائی سیر اور گھی ۲ سیر بکنے لگا ان ایام مین قزلباش سوار فرید آباد اور دیگر گرد و نواح مین دھاوے مار مار کر بیس بیس تیس تیس کوس تک لوٹ لاتے تھے۔ جو کوئی روک ٹوک کرتا تھا اسکی شامت آجاتی۔ جان سے مارا جاتا۔ یہ قزلباش اپنے گھوڑون اور اونٹون کو گھاس کی جگہ جوار گیہون کا چوکر کھلاتے تھے اور شہر والونکو کسی نرخ پر چارہ میسر نہ آتا لہذا انکے مویشی بھوکون مر گئے۔

آخر ماہ محرم مین دانشمند خان جسکا بھائی ملا علی اکبر جو نادرشاہ کا ملا باشی تھا اسکی سفارش سے محمد شاہ کے دربار مین ہفت ہزاری کے منصب پر مع نوبت جاگیر کے سرفراز ہوا۔ علاوہ ازین قدیم عہدہ خانسامانی کا بھی قایم رہا لیکن نادرشاہ کے چلے جانے کے کچھ دنون بعد ربیع الآخر کو بیمار پڑ گیا۔ سوائے ایک دانشمند خان کے اور کسی کے لیے محمد شاہ سے نادر نے سفارش نہین کی۔

۳۔ صفر یوم چہارشنبہ نادرشاہ نے ۵ بجے صبح کو کل امرائے محمد شاہی کو حاضری دربار کا حکم دیا۔ محمد شاہ نے بیالیس خلعتین مرحمت فرمائین۔ نظام الملک سربلند خان قمر الدین۔ اور محمد خان بنگش کی خلعتین حسب ذیل تھین۔ اطلس کی ایک قیمتی صدری۔ زردوزی کام کی ایک شکاری شیردانی۔ چار گز لسٹر ایک بیش قیمت مندیل یا پگڑی۔ فارس کی ایک مطلا تلوار۔ ایک چاقو مع میان مطلا۔ باقی خلعت مختلف تھے۔ بعضونکا پانچ پارچہ کا بعضونکا چار بعضون کا تین دو ایک تک۔

بجے صبح کو محمد شاہ تخت روان پر سوار ہو کر مع چند خاص امراکے دیوان ... طرف

روانہ ہوئے دیوان عام کے دروازے پر تمام امرا پیادہ پا ہوکر جلو میں چلے - محمد شاہ
دیوان خاص میں پہونچکر تخت رواں سے اترے اور بڑھکر نادر شاہ سے بغلگیر ہوئے
باہم ایک ہی جلسہ میں دونوں تاجداروں نے چاشت کھائی - خاص خاص امرا بھی
شریک ہوئے - تھوڑے عرصہ کے بعد محمد شاہ کے واسطے ذیل کی چیزیں حاضر
کی گئیں تاج مرصع - سرپیچ مرصع - سیف مطلا - کٹاری مینا کار - نادر شاہ نے اپنے
ہاتھ سے محمد شاہ کے سر مبارک پر تاج شاہی رکھا اور عذر خواہی کے کلمات ادا کرکے
معذرت چاہی پھر حسب ذیل صلاحیں دے کر رخصت ہوا -
سب سے پہلے کل امرا کی جاگیریں ضبط کرو - اور انکے منصب اور مرتبہ کے لائق تنخواہیں
مقرر کرو اور کسی کو ذاتی فوج رکھنے کی اجازت نہ دو - تم خود ساٹھ ہزار سوار جرار ۶۰ روپیہ
سالانہ کے حساب سے نوکر رکھو اور ہر ایک سو ایک سوار کے ساتھ دوسرا سوار رہے اور دس
آدمیوں پر ایک دہ باشی - اور ہر دہ باشی پر ایک صدی وال - اور ہر ایک صدی
وال پر ایک دہ صدی وال یعنی پنج باشی مقرر کرو تم کو خود ہر ایک کی لیاقت نام اور خاندان
جاننا اور کسی سپاہی یا سوار کو بیکار نہ رکھنا چاہیے جب کسی مہم کی ضرورت پڑے
تو ایک کافی تعداد فوج کسی ایسے شخص کی ماتحتی میں جسکی ایمانداری - بہادری اور چال
چلن پر پورا بھروسہ ہو بھیجنا چاہیے - اور جب وہ مہم اختتام کو پہونچے تو فوراً سلسلہ انصرام
واپس بلالیا جاوے تاکہ اسکا کوئی خراب نتیجہ نہ پیدا ہو - اور خاصکر اس پیر فرتوت گندم
نما جو فرم ساز نظام الملک سے بہت ہی خبردار رہنا کیونکہ اوسکے اطوار سے مجھے بخوبی
معلوم ہو گیا کہ وہ بڑا مکار اور خود غرض ہے"
محمد شاہ نے نہایت عاجزی سے شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب میری سلطنت آپکی ذات
سے منحصر ہے لہذا مناسب ہوگا کہ آپ ہی عہدہ داروں کو منتخب فرما دیجیے - نادر نے جواب
دیا کہ اپنا انتظام آپ خود ہی اپنا فائدہ سمجھکر کیجیے - یہ اس لیے کہ میرے جانے کے بعد میرا
انتخاب ٹھیک نہیں رہیگا لہذا آپ خود ہر شخص کو اوسکی لیاقت کے موافق عہدہ تجویز
کیجیے - اگر اتفاقاً ان میں سے کوئی سرتابی - شورش - یا فساد کرے تو میں پہلے ہی اطلاع
پر ایک آدمی اور اگر زیادہ ضرورت سمجھونگا تو فوج اونکی سرکوبی کے واسطے روانہ کردونگا
اور اگر نہایت ضرورت ہوگی تو تقدمہ معاہدے چالیس دن کے عرصہ میں خود بھی

تمھارے پاس پہونچ سکتا ہون - ہر موقع پر مجکو اپنے پاس سے دور نہ سمجھنا اسکے بعد
محمد شاہ دربار برخاست کرکے عیش محل مین رونق افروز ہوئے - امرا رخصت ہو کر
اپنے اپنے گھرون مین آگئے -

۶ صفر نادر شاہ نے نظام الملک - سربلند خان - اور نیز دیگر امرا کو بلوا بھیجا اور محمد شاہ
کی اطاعت کی تاکید کی اور دھمکی دی کہ اگر بغاوت یا سرتابی کروگے تو سخت سزا ملیگی اسکے
بعد اسکے کوچ کیا - پھر یہ بھی افواہ اڑی کہ نادر شاہ نے چند امرا مثل طہماسپ خان
اور لطف علیخان وغیرہ سے کہا کہ مینے دو باتون مین دانائی سے کام نہ لیا - ایک تو
محمد شاہ کو تفویض سلطنت کیونکہ وہ اس عظیم الشان مرتبہ اور انتظام کے لائق نہین ہے
دوسرے نظام الملک کو امان دینا - اسواسطے کہ وہ بڑا مکار ہے ضرور کچھ نہ کچھ تمہارا دربار
گرم کریگا - مگر چونکہ حکم قضا اور نیز انکی خوبی قسمت سے مین وعدہ کر چکا لہذا اسکے خلاف نہین کیا
۷ صفر یوم جمعہ نادر شاہ کا پیش خیمہ باغ شالامار کو روانہ ہوا - گشتی فرمان جاری ہوگیا
کہ جب کوچ شروع ہو جاے تو فوج کا کوئی متنفس خواہ قزلباش یا اور کوئی ہرگز ہرگز
شہر مین نہ ٹہرے کسی قیدی مرد یا عورت کو کوئی اپنے ساتھ نہ لیجاے سواے ان
غلامون کے جو زر نقد سے خریدے گئے ہون اور بیچنے والے کے تحریری دستخط اور
گواہون کی گواہیان اور بیچنے والے کی رضامندی لکھی ہو - یا ان عورتون کو جن سے
مطابق شریعت بموجب عقد کیا گیا ہو اور وہ غلام اور وہ منکوحہ بیویان بھی بغیر انکی
رضامندی کیساتھ نہ لیجائی جائین - اور عام منادی کی گئی کہ باشندگان دہلی
مین سے کوئی شخص اپنے گھر مین ایسے آدمی کو جسکو جاری فوج سے تعلق ہو مہمان
رکھے اور چھپا وے - جو شخص ان احکامات کی خلاف ورزی کریگا اسکا مال ضبط
ہوگا اور خود جان سے مارا جائیگا - اس حکم کے نفاذ کے بعد جن لوگون نے دہلی مین عقد
کر لیا تھا اور اپنی بیویون کو ناراض پایا فوراً طلاق دی - چند افسرون نے بیویون کی
منت وسماجت کرکے انکو اپنے ساتھ لے لیا تھا مگر جب نادر شاہ کو اسکی خبر
پہونچی تو انکو بھی واپس بھجوا دیا -

۷ صفر یوم شنبہ نادر شاہ باغ شالامار کو روانہ ہوا اور قطعی حکم دیا کہ آج تمام سپاہی
شہر کو چھوڑ کر چلے آوین -

۸ - صفر یوم شنبہ | فوج کا جائزہ ہوا چار سو سپاہی اور دیلر نوکر کم نکلے - شیدی فولاد
کوتوال دہلی کے پاس حکم بھیجا کہ گرفتار کرکے بھیجدو - چنانچہ ساٹھ آدمی جو اُس نے
روانہ کیے تھے مقام سرہند مین پیش کیے گئے از اسپ کے سر قلم کروادیے - بعد ازان
کچھ آدمی اور بھی دستیاب ہوئے مگر محمد شاہ کی سفارش سے رہا کیے گئے -

نادرشاہ کوچ و مقام کرتا ہوا لاہور پہونچا - اور راستہ مین تھانیسر اور چند قریون کو
لوٹ لیا اسکی یہ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ کچھ فوج غلہ اور دیگر ضروریات فراہم کرنے
کیواسطے بھیجی گئی تھی - اسکو بدمعاشان شہر و دیہات نے جو ایسے موقعون کے منتظر
رہا کرتے ہین لوٹا اور قتل کیا تھا - چنانچہ لاہور پہونچنے سے پہلے نادرشاہ کے ایک ہزار
سے زائد خچر - اونٹ - یابو - چوری گئے -

کہتے ہین کہ زمیندار کرنال کو جہان اُسنے فتح حاصل کی تھی پانچہزار روپیہ ایک
گانون بنام فتح آباد بسانے کی غرض سے دیے -

دہلی سے کوچ کرنے سے کچھ دنون پہلے اُسنے کچھ حصہ اپنی فوج کا لاہور کو روانہ کیا -
جب ذکریا خان کو خبر پہونچی تو اسنے ایک جلسہ ترتیب دیا اور کل سردار لاہور اور
تاجرون اور مہاجنون کو جمع کرکے مشورہ طلب کیا کہ ذکریا خان افسر فوج کے نام
یہ پیغام بھیجین اگر تمھارا ارادہ قتل کا ہو تو سر تسلیم خم ہے - ہم حاضر ہین اگر شہر کو لوٹنا
منظور ہو تو ہم شہر کو خالی کرکے ہٹ جائین - مال و اسباب موجود ہے اُٹھا لیجاؤ
اگر زر نقد کی ضرورت ہو تو صوبہ دار اور تمام باشندگان شہر ایک کرور سے زائد نہین
جمع کرسکتے پس جو تمھارا ارادہ ہو اس سے اطلاع دو لاہور بہت ہی مختصر شہر ہے
اور جس ضبط اور استقلال کیساتھ دہلی نے ایسی قہار فوج کے قہر کا سامنا کیا ہے یہ
شہر بیچارہ اوسکی تاب نہین رکھتا ہے - افسر نے یہ پیغام اپنے آقا کے پاس بھیجدیا
حکم ہوا کہ ایک کرور روپیہ لے لو اور انکو مت ستاؤ - روپیہ وصول کرکے فوج
واپس بلالی گئی -

۱۵ - صفر یوم یکشنبہ | محمد شاہ عیش محل سے برآمد ہوکر دیوان عام مین ڈیڑھ گھنٹہ
سے زائد عرصہ تک جلوہ فرما رہے نذرین گذرین -

۲۰ - صفر یوم جمعہ | عمدۃ الملک کو ایک پالکی اور بخشی سوم کا عہدہ - اسحاق خان کو

دیوان خالصہ عظیم اللہ خان کو دیوان صدرات - احتشام خان فرزند خان دوران متوفی کو عہدہ داروغہ خاص عطا ہوا -

۱۹ ربیع الاول	دانشمند خان کے انتقال پر سعد الدین خان اسکے عہدہ پر مامور ہوا
۲۶ ربیع الاول	معاملات ملکی مین کوئی جدید انتظام اور معقول بند و بست نہوا

سخت حیرت ہے کہ یہ بربادی بھی جسکو صور اسرافیل یعنی قیامت کا نمونہ سمجھنا چاہئے ان لوگون کو جو شراب نخوت سے معمور اور نشہ رعونت مین چور ہو رہے تھے نہ ہوشیار کرسکی ایک دوسرے کے دلون مین پرانا زنگ آلودہ کینہ - حسد - بغض - پرخاش رشک عداوت کا بازار گرم رہا - وہ عمارتین جنکو کچھ تھوڑا نقصان پہونچا تھا پھر مرمت ہو کر آباد ہو گئین اور جو بالکل منہدم و مسمار ہو گئین تھین وہ اُسی حالت مین پڑی رہین واہ رے امرا - نادر شاہ کے وحشیانہ برتاؤ اور فحش کلمات کا ذکر بڑے ہی مذاق و طمانیت اور دلفریبی و مسرت کے ساتھ ہوتا ہے اور خالی ذکر ہی نہین بلکہ ہر ایک بات یاد کرکے قہقہہ اڑاتے ہین - دلچسپیان پیدا کی جا رہی ہین - ایک دوسرے پر منھ آرہا ہے نوک جھونک کر رہے ہین - ابنا مصائب اور معزیتون کا کسی کو بھی خیال نہین - بڑا لطف تو یہ ہے کہ نادر کے چلے جانیسے رنجیدہ ہین - واہ - ع

ایسا چکنا گھڑا نہین دیکھا پیش کش والے معاملہ مین چونکہ سربلند خان نے بھی شرکت کی تھی اسپر لوگ سخت لعنت و ملامت کرتے تھے - مگر وہ بالکل بے قصور تھا وہ کرہی کیا سکتا تھا - زبردست مارے اور رونے نہ دے - اور یون تو زبان خلق کو کسنے بند کیا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

قال ان الالہ ذو ولد ہی	قال ان الرسول قد کہنا
کہنا تحقیق کر اللہ صاحب اولاد ہے	کہا تحقیق کر رسول جادوگر ہے
مانجی المعو والرسول معاً	من اللسان الوری فکیف انا
جبکہ نہ نجات پائی اللہ و رسول دونون نے	زبان خلق سے پس کیونکر مین

نقصان کا تخمینہ

ابتداے جنگ کرنال سے شاہجہان آباد سے واپس ہونے تک بادشاہ اور رعایا کا

فیل	اسپ	شتر
یک ہزار زنجیر	عہ ہزار زنجیر	عہ ہزار زنجیر
خواجہ سرا	متصدی	کاریگران نقرات از قسم زرگر و آہنگر وغیرہ
یک صد نفر	یک صد وسی قلم	دو صد نفر
معمار	سنگ تراش	نجار
سہ صد نفر	یک صد نفر	دو صد نفر

نادر شاہ کی نظر و نگین شہر شاہجہان آباد اور اُسکا قلعہ کچھ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ اسکا ایک نقشہ بنوا کر اپنے ساتھ لے گیا اور ان تمام کاریگران مرقومہ بالا کو معقول تنخواہین دیکر اس شرط سے اپنے ہمراہ لیا کہ تم سب کو تین برس تک قندھار مین کام کرنا پڑیگا اس مدت کے بعد تمکو وہان رہنے یا پلٹ آنے کا اختیار رہے۔ لاہور تک پہونچتے پہونچتے بہت سے کاریگر جو بھاگ سکے پلٹ آئے۔

نادر شاہ کے شاہجہان آباد مین داخل ہونے اور وہان سے لاہور پہونچنے تک کے زمانہ مین دو لاکھ آدمی رعایا مین سے حسب ذیل ضائع ہوئے۔

لاہور سے کرنال آنے تک سڑکون اور گانون مین	۸- ہزار
جنگ کرنال مین	۱۷- ہزار
جنگ کے بعد تین یوم تک شاہراہون اور دیگر اطراف کیمپ مین۔	۱۴- ہزار
شاہجہان آباد پہونچنے تک سون پت اور پانی پت اور دیگر دیہات مین	۷- ہزار
قتل عالم دہلی مین۔	ایک لاکھ دس ہزار

قتل عام کے بعد روح اللہ اکبر کی سرائے اور اوس کے اطراف و جوانب سے

شاہ عباس کے ہاتھ لگا اپنے بھی ایک طرف اپنا نام نامی منقوش کرایا۔ جب شاہجہان کو اُنکے والد مہربان جہانگیر نے عنایت کیا تو شاہجہان نے اپنا اور اپنے پدر بزرگوار کا نام اسپر مرتسم کرایا اس لعل کے علاوہ اور بھی جواہرات ساٹھ لاکھ روپیہ کا قیمتی اس تخت مین جڑے تھے۔ چالیس لاکھ روپیہ کا سونا صرف ہوا تھا۔ اس حساب سے ایک کرور گیارہ لاکھ کا تخمینہ ہوتا ہے۔ دوسرے مورخ ۶ کرور تک قیمت کا اندازہ بتلاتے ہین۔ ہان اس زمانہ کے سکہ اور زمانہ حال کے سکہ کے تفاوت سے غالباً دہ اندازہ ٹھیک ہوگا۔ اُسی زمانہ کے شاعر حاجی محمد قدسی نے اس تخت کے طیار ہونے پر یہ تاریخ کہی تھی ؎

سکے دیہات مین ۳۰ کوس تک — ۲۵ ہزار
واپسی کی حالت مین مقام تھانیسر اور دیگر قریون مین — ۱۲ ہزار
اور جنھون نے خود کشی کر لی - ڈوب مرے - اپنے تئین آگ مین ڈالدیا -
یا قحط یا دیگر مصائب سے فوت ہوئے — ۷ ہزار

کل میزان دو لاکھ

لاہور پہونچکر ملک سندھ پر فوج بھیجی صوبہ ٹھٹھا اور قلعۂ امرگڈھ پر جو دریاے ستلج کے کنارے بہت مضبوط قلعہ بھاری توپون رہکلون اور ہشیار فوجون سے مستحکم تھا اور جہان حاکم خدایار خان لٹی حکمران تھا فوج نے حملہ کیا - اور چار روز متواتر دھاوون سے خدایار خان لٹی کو دستگیر کر کے حضور شاہ مین حاضر کیا اُسی کو دو کرور روپیہ نقد لیکر خلعت عطا کیا اور خان بہادر کی معرفت رخصت کیا گیا - اسکے بعد دریافت ہوا کہ قلعہ اہہ مین راجہ غازیخان اور اسکا بیٹا اسمعیل خان خودسر حاکم بن بیٹھا ہے اور قلعہ اہ پر کو توپون اور فوج سے کچھ ایسا مستحکم کر لیا ہے کہ خان بہادر صوبہ ملتان کو محصول کی بابت ایک حبہ نہین دیتا - اہ اسی کے تحت مین دراگڈھ اور عثمان گڈھ بھی ہین - فوراً نادرشاہ نے اُسپر بھی فوج روانہ کی جسنے پانچ روز مین یلغار کر کے عثمان گڈھ کو تاخت و تاراج کیا - راجہ غازی خان کا سر کاٹا اور اُسکے بیٹے اسمعیل خان کو زندہ گرفتار کر کے نادرشاہ کے دربار مین حاضر کردیا اسمعیل خان سے پچاس لاکھ روپیہ نذرانہ لیا - اُسکا راج اسی کو بخشدیا - اور خان بہادر کی معرفت خلعت دیکر رخصت کیا -
نادرشاہ لاہور سے کوچ کر کے کابل پہونچا - خان بہادر کو قلعہ اٹک تک ہمراہ لایا - ایک کرور روپیہ نذرانہ لیا - اور فرزند خان کا خطاب عطا فرما کر رخصت کیا -
یہ ساڑھے تین کرور روپیہ اس ستر کرور والی فہرست سے علیحدہ ہے -

امیر ادریس حاکم توران پر چڑھائی

نادر نے کابل پہونچکر قلعہ قندھار کو بائین ہاتھ چھوڑا اور ولایت توران کی طرف رخ پھیر کر گڈھ غزنین کے قریب خیمہ ڈالا - وہان سے شہر بلخ پر جو امیر ادریس والی توران کا تخت گاہ

چونکہ تخت زبان پر سید انور دل شگفت اورنگ شاہنشاہ عادل شاہ اور دوسرا تاریخی مصرعہ یہ ہے سریر ہمایون صاحبقران

تھا پہونچگیا۔ امیر ادریس نے اپنی فوج کو اوزبکون سے آراستہ کیا اور قریب پچاس ہزار سوار کی جمعیت بہم پہونچا کر نادر شاہ کے مقابلہ کو چڑھ دوڑا۔ مگر دو ماہ کے مقابلہ کے بعد صلح ہوگئی۔ اور امیر ادریس کی بہن کیساتھ مقابلہ کو چڑھ دوڑا ئے دوسرے بیٹے ظفر اللہ مرزا کا عقد ہوا۔ ایک کرور روپیہ نقد اور جواہرات بیش بہا جہیز مین ملا نادر نے سلطنت توران سے کچھ تعرض نکیا اور قوم قلماق سے بیس نفر غلام ایک راس اسپ ترکی اور دوسری قسم کے پچاس گھوڑے اور تورانی تحفہ جات محمد شاہ کی خدمت مین روانہ کرکے ولایت ایران کی طرف سدھارا۔

نادر اور والی ترکستان شیردل بادشاہ اتنے بڑے طول طویل سفر کے بعد بھی فراغت سے بیٹھنے نہ پایا۔ اچانک خبر پہونچی۔ کہ نادر شاہ کا بڑا بھائی محمد ابراہیم خان صوبہ دار خراسان دس لاکھ روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ترکستان گیا ہوا تھا جو والی ترکستان سال بہ سال شاہ ایران کو پیشکش دیا کرتا تھا۔ ترکون نے ابراہیم خان کو روپیہ نہ دیا بلکہ الٹے لڑائی پر آمادہ ہوگئے۔ اتفاقاً ایک شب کو ترکون نے شبخون مارا۔ محمد ابراہیم خان تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ کھڑا ہوا اور اسکا تمام لشکر مال اور خزانہ چھوٹ گیا۔ محمد ابراہیم خان مارا گیا۔ تعاقب کرکے اُسکا سر کاٹ کر اپنے سردار کے پاس لیگئے۔ نادر شاہ یہ خبر سنتے ہی آگ بھبوکا ہوگیا۔ اور شعلۂ آتش کی طرح لپکا۔ بہت سے قصبات اور محالات کو لوٹ لیا۔ اور قریب پچاس ہزار کے لڑکے گرفتار کرکے غلام بنائے پانچ مہینے تک لڑائی رہی۔ یہان چھ مہینے تک برف کثرت سے گرتی ہے۔ اس برف نے آتش فساد کی گرماگرمی پر پانی ڈال کر مردان دلاور کی حرارتین بجھادین۔ اب سب ٹھنڈے ہوکر بیٹھ رہے۔ نادر شاہ حیران تھا اُدھر ترکستان والے عاجز و پشیمان۔ مجبوراً صلح ہوئی۔ نادر شاہ نے صلح کو غنیمت سمجھکر فوراً قبول کرلیا۔ حاکم ترکستان نے پانچ سو راس اسپ عراقی اور خزانہ و جواہر بہت کچھ دیا۔ نادر شاہ یہ نذرانہ قبول کرکے اصفہان پلٹ آیا

سلطان روم کی خدمت مین نامہ

نادر نے سلطان روم کی خدمت مین اس مضمون کا نامہ بھیجا وہ کہ حاجیان بیت اللہ

شریف کو جو دور دراز ملکون سے آتے ہین خرابی راہ اور بدوؤنکی رہزنی کیوجہ سے
سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور بہت کچھ جان کا خطرہ رہتا ہے لہذا کچھ ایسا انتظام
فرمایئے کہ حجاج بیت اللہ بےخوف و خطر اور آسانی و آسایش کیساتھ اس دشوار گذار راستہ
کو طے کرسکین - اور اسی ضمن مین اس امر کا بھی متمنی ہو کہ خانہ کعبہ مین حنفی - مالکی - حنبلی
شافعی چار مصلے ہین اور ہر چار مذہب کے امام ان مصلون پر اس سلیمان جاہ کے
نام کا خطبہ پڑھتے ہین - آیندہ سے اجازت دیجیے کہ مصلائے شافعی پر جو ایران کی
جانب واقع ہے ہم اس دوستدار کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اسکے علاوہ اور دوسرے
مطالبے بھی تحریر کیے اور تحائف و نفائس ہندوستان ایلچی کو دیکر روانہ کیا سلطان روم نے
باوجود ان تمام تالیف قلوب کے مطلق فریب نہ کھایا اور محاربہ کیواسطے مستعد ہو گیا -
ادھر سے بھی سامان جنگ ترتیب دیا گیا - پھر بغداد پر چڑھائی کی اور سوا برس تک محاذ
اور محاصرہ قایم رکھا لیکن محض بے سود ہوا - کیونکہ عمارت قلعہ اس نہج پر قایم ہوئی تھی
کہ تمام شہر کی آبادی اندرون قلعہ تھی - ہر چند ظاہر مین دیوار قلعہ کی بلندی دوسرے
قلعہ کے مانند معمولی ہی تھی لیکن اس زمانہ کے انجینیرون نے کچھ طرفہ تدبیر سے
قلعہ کی بنیا وڈھلی تھی کہ اس دیوار پر گولہ ہرگز نہ پڑتا تھا - اگر توپ کا منھ اونچا کیا
جاتا تو گولہ اوپر سے نکل جاتا اور اگر ذرا بھی نیچے کو رخ ہوتا تو دمس مین جا لگتا اور اگر
دھاوا کرکے جانا چاہتے تو قلعہ کے گرد عمیق خندق پانی سے لبریز موجین مارتی تھی
فصیل تک رسائی محال تھی - ناچار ہو کر محاصرہ اٹھا لیا -

نادر شاہ کی موت

نادر شاہ جیسا اولوالعزم - شجاع - بلند ہمت - مضبوط اور بہادر تھا ویسا ہی منتظم
سلطنت مین خودرای - غیر مشورہ طلب - جابر اور ظالم تھا انتظامی حالت کا فیصلہ بالکل
خود مختارانہ رائے سے کرتا تھا - اسکی غیور طبیعت اپنی رائے مین دوسرے کی شرکت ہرگز گوارا
نہ کرتی تھی یہی وجہ تھی کہ اسکی سلطنت نے کبھی سعادت اور بہبود کی شکل نہ دیکھی خلق
خدا اسکے طرز حکمرانی سے نالان رہی - اسکی جابرانہ کارروائیون نے کسی دل کو
خوش نہین رکھا - مزاج مین تشدد حد سے زیادہ بڑھتا جاتا تھا - اکثر موقع پر

وحشیانہ اور جابلانہ حکم بیرحمی کیساتھ جاری کر دیا کرتا جس کو مصلحت اندیشی عقل سے بالکل لگاؤ نہوتا -

جنگ ترکستان مین رضا قلی خان برادر زادۂ شاہ اور طہماسپ کے بیٹے رستم علی خان اور تقی محمد خان کرد کے بیٹے کی کچھ خفیہ سازشین پائی گئین اُس جرم کے باعث یہ تینون سردار ماخوذ ہوئے اور ہر ایک کی ایک ایک آنکھ نکلوائی اور قتل کیے گئے اس واقعہ سے تمام دربار مین عام برہمی پھیلی - علی قلی خان اپنے بھائی کے واقعہ طہماسپ خان اپنے بیٹے اور تقی محمد خان کرد اپنے فرزند کے قتل سے بددل اور نادرشاہ کے جانی دشمن ہوگئے - اور اسکے قتل کا موقع ڈھونڈھنے لگے وہ قزلباش افشار جو نادرشاہ کے ہمقوم اور اسکے خیمہ کے چوکیدار تھے - انسے علی قلیخان اور طہماسپ قلی خان وغیرہ سرداروں نے سازش کر کے مناسب جلیلہ اور عنایت شاہانہ کا امیدوار کیا - چنانچہ وہی خیمہ کے ستر نگہبان موقع پاتے ہی حوالی قوچان مین کہ مشہد مقدس سے ۳ - منزل کے فاصلہ پر واقع ہے ماہ جمادی الاول ۱۱۶۰ھ کو خیمے پر دھاوا کر بیٹھے - اُن ستر مین ستاون آدمی تو رعب و جلال نادری سے بھاگ کھڑے ہوئے باقی ماندہ تیرہ جوان داخل خیمہ ہوئے اولاً اس خواجہ سرا کو قتل کیا جو اندر داخل ہونے سے معترض اور مانع ہوا تھا بعدہ نادرشاہ پر جھپٹ پڑے ابتدائے نادرشاہ نے غضب نادری دکھلایا کلمات مخش کہے اور طیش ظاہر کیا بعدہٗ عجز و انکسار سے کام لیا - جب اِن دونون باتون سے کچھ مطلب نہ نکلا خود بھی تلوار پکڑ کر سیدھا ہو گیا بارہ قزلباشون کو جان سے مارا اور خود بھی تہ تیغ بیدریغ ہوا سبحان من تفرد بالقدرت والبقاء وقہر العباد بالموت والفنا - نادر واقعہ قتل سے پیشتر ہی شاہی محلات اور جواہر خانہ اور تمام کارخانہ جات اپنے بیٹے نصر اللہ مرزا کے ہمراہ کلات کو بھیج چکا تھا لہذا اسوقت عورتین اور جواہرات وغیرہ دست بُرد سے محفوظ رہے شب کو یہ واقعہ گذرا صبح کو لوگ ڈرتے ڈرتے تحقیق احوال کی غرض سے خیمہ نادری مین پہونچے - دیکھا کہ لاشہ بے سر خاک پر پڑا ہوا ہے اور ایک پیرزال سرہانے بیٹھی ہوئی نوحہ کر رہی ہے افسوس! ؎

بسر سے شب سر قتل و تاراج داشت ٭ سحر گہ تن سر نہ سر تاج داشت

بیک گردش چرخ نیلوفری — نہ نادر بجا ماند ونے نادری

بعد اس واقعہ کے جسطرح کہ شاہ متوفی نے اپنی فوج کو ایران و توران و ہندوستان
مین خزانہ لوٹنے کی تعلیم فرمائی تھی اوسی طرح اسکی فوج غارتگری مین منجھے ہوے ہاتھون
سے خود نادر کا خزانہ کارخانہ اور توپخانہ لوٹا اور سرورسراسر قہر کا سر کاٹ کر
اسکے بھتیجے علی قلیخان کے پاس لے گئے اور نہایت مسرت کے ساتھ مبارکباد
دی۔ نوروز کے بعد علی قلیخان نے اسکی لاش فوجون سے اٹھوا کر مشہد
مقدس مین پہونچائی اور قتل کے واقعہ سے پندرھوین روز اس مقبرہ مین
جسکو قبل سے نادر شاہ نے اپنے واسطے بنوا رکھا تھا دفن کر دیا۔

شہنشاہی کہ از مور و ملخ افزون بدش لشکر — گذرکن سوی قبر وے ز موران کاروان بینی

قتل کی تاریخ | اس غریب دیار و امصار اور کمدیار و اغیار کی تاریخ اسی زمانہ کے کسی شاعر نے
یون کہی ہے۔ فی النار والسقر مع الجد والپدر۔ اگرچہ یہ تاریخی فقرہ زبان خلائق پر جاری ہے
لیکن لفظ پدر پر کہ فارسی ہے الف لام خلاف قاعدہ ہے۔ بعد اس واقعہ کے علی قلیخان نادر شاہ
کا بھتیجا طہماسپ قلی خان کی رفاقت اور اطاعت سے تخت ایران پر رونق افروز ہوا۔
اور علی شاہ اپنا نام رکھا۔ اور کل جائداد مع دس کرور روپیہ نقد اور تخت طاؤسی
وغیرہ کو جو مقام کلاب مین تھا ضبط کرکے اپنے قبضہ مین لایا۔ اور تمام اولاد و احفاد
نادر شاہ مع نصر اللہ مرزا کے قتل کرکے اسکا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا صرف
ایک لڑکا رضا قلی خان جو شاہ سلطان حسین صفوی کا نواسہ تھا اس قیامت نما
دار و گیر سے جانبر رہا کابل اور قندھار مین احمد شاہ درانی جو نادر کا ایک فوجی ملازم تھا
تاج و تخت کا مالک بن بیٹھا۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!

فسانہ شد بجہان ملک و دولت نادر — نشان نماند دران ملک جاہ و استغنا
دہد ستانہ و در گوش عاقلان گوید — ندائے فاعتبروا منہ یا اولی الابصار

نادر شاہ کے ذاتی حالات اور کیفیت

ایک انگریزی مورخ نے حالات ذیل نادر شاہ کی بابت تحریر کئے ہین ہم انکو
نذر ناظرین کرتے ہین انکو اسی زمانہ سے تعلق ہے جسوقت نادر نے ہندوستان پر

چڑھائی کی تھی - وہو ہذا اسوقت نادرشاہ کی عمر ۵۵ - سال کی ہر - قد ۶ فیٹ سے زیادہ اعضا مین تناسب جسم کی رنگت سرخی مائل - قوی جثہ مضبوط کسیلا آدمی ہے - روز روز کی محنت شاقہ اسے فربہ نہین ہونے دیتی ورنہ وہ بہت جلد موٹا ہو جائے - آنکھین اور بھوین کالی اور بڑی بڑی ہین - ایسا خوبصورت آدمی میری نظر سے نہین گذرا - موسم کی سختی اور دھوپ کی طپش سے اسکی صورت اور بھی مردانہ ہو گئی ہے اسکی آواز ایسی کرخت اور بلند ہے کہ وہ اکثر اپنی معمولی آواز مین للکارتے ہوئے اپنے آدمیون کو سو گز کے فاصلہ سے حکم دیتا ہے - شراب جواری درجۂ اعتدال پر ہے عورتون کی جانب زیادہ تر رغبت ہے مگر ساتھ ہی اسکے فرائض مین غفلت نہین کرتا حرم سرا مین رہنے کے چند ہی گھنٹہ ہین - گیارہ یا بارہ بجے رات سے پہلے وہ اپنے استراحت کے کمرہ مین نہین داخل ہوتا اور علی الصباح پانچ بجتے برآمد ہو جاتا ہے کھانا معمولی ہے اور خاصکر پلاؤ یا سادہ کھانا کھاتا ہے - اگر امورات ملکی مین اُسے مشغولیت کی ضرورت پڑتی ہے تو اسکو کھانے کی بھی پرواہ نہین ہوتی صرف ایک گھونٹ پانی اور مٹھی بھر بھنے ہوئے مٹر سے جو اسکی جیب مین ہر وقت پڑے رہتے ہین اپنی بھوک دفع کر لیتا ہے - شہر مین ہو یا کیمپ کے ساتھ ہر حالت مین وہ دربار ہی مین موجود رہتا ہے اور اگر اتفاق سے موجود نہو تو لوگ اسکو بلا سکتے ہین - ہر شخص اور ہر درجہ کا آدمی اس سے بلا وساطت غیرے ہمکلام ہو سکتا ہے فوج کو وہ خود بھرتی کرتا ہے - تنخواہ اور وردی اپنے ہاتھ سے بانٹتا ہے - افسر ان کا سپاہیون سے کسی طرح نذرانہ لینا روا نہین رکھتا ہے - ممالک مقبوضہ کے ہر حصہ سے ماہواری حساب اسکے پاس آتا ہے - اپنے جاسوسون سے جو ہر حصہ ملک مین متعین ہین خط کتابت رکھتا ہے - اسکے علاوہ ہر صوبہ اور شہر مین ایک شخص ہمکلام کے نام سے مقرر رہتا ہے جو وہان کے حاکم کے افعال کا نگران رہتا ہے اور اسکے کل افعال ایک رجسٹر مین جو اسکے پاس رہتا ہے لکھا جاتا ہے - ملکی امور جو ذرا بھی غور طلب ہین اسی افسر کے سامنے فیصل ہوتے ہین - حاکم کی نگرانی کے علاوہ اس ہمکلام کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب مناسب سمجھے حاکم کو بغیر اطلاع دیے یا دکھائے ہوئے علیحدہ اپنا روزنامچہ بھیجے - اسکی تنخواہ یا اسکا انعام ان

شو اسیر تک شراب پی جاتا ہے۔ اس خاص زنانہ جلسہ مین معاملات ملکی کے تذکرہ کی بالکل اجازت نہین ہوتی اور نہ دوسری وقت اس بے تکلف صحبت سے فائدہ اٹھا کر اپنے برابر والون سے کسی کو زیادہ بے تکلفی کی اجازت دیجاتی ہے۔ ایک مرتبہ اس زنانہ جلسہ کے لطف صحبت اٹھانے والون مین دو شخصون نے اس قاعدہ کی خلاف ورزی کرکے سر دربار کچھ نصیحت آمیز باتین کین جنکا اسنے فوراً گلا گھونٹوا دیا اور کہا ایسے بیوقوفونکا زندہ رہنا فضول ہے جو نادر شاہ اور نادر قلی مین فرق اور امتیاز نہین کر سکتے۔ ایسے جلسے مین شریک ہونیوالونکا اسپر کوئی اثر نہین پڑتا [illegible]ع مین نادر کی ماں زندہ تھی جسنے ایک مرتبہ چند شاہی قرابت دارونکی درخواست پر نادر سے کہا دو بادشاہ کو رہا کردو اور آمین کوئی شک نہین کہ بادشاہ اس احسان کا تمہارے ساتھ پورا معاوضہ کردیگا یعنی تمکو تمہاری عمر کیلیے دائمی سپہ سالار فوج بنا دیگا۔ نادر نے پوچھا کہ سچ سچ تمہارا یہی خیال ہے؟ اسکی ماں نے کہا کہ ہان اسپر نادر نے مسکرا کر کہا اگر مین بھی کوئی بڈھی عورت ہوتا تو شاید میرا بھی ایسا ہی خیال ہوتا اسکے بعد کہا تم ملکی معاملات مین پڑکر پریشان مت ہو۔

اولاد اسکی ایک شادی شاہ طہماسپ کی پھوپھی سے ہوئی جو شاہ سلطان حسین صفوی کی چھوٹی بہن تھی اس سے شاید ایک لڑکی پیدا ہوئی دیگر حرمون سے بھی اولادین ہین۔ اور دو لڑکے اسکی منکوحہ بیوی سے ہین جو اسکی گمنامی کی حالت مین پیدا ہوئے تھے بڑے بیٹے رضا قلی مرزا کی عمر ۲۵ سال کی ہے۔ لڑکپن سے اسکی تعلیم فوج مین ہوئی رفتہ رفتہ جنرل کے عہدہ پر پہونچکر فارس کا ویسرائے اس زمانہ مین ہوا جب نادر شاہ ہندوستان کی مہم مین مصروف تھا دوسرے لڑکے نصراللہ مرزا کی عمر تخمیناً بائیس برس کی ہے جو مشہد اور صوبہ خراسان کا برائے نام حاکم ہے ایک دوسرا شخص اسکی جگہ کام کرنے اور ہدایت کیلیے مقرر ہے جس زمانہ مین بڑا لڑکا لفٹننٹ تھا تو بہت معمولی تنخواہ اسکے گذارہ کو ملتی تھی۔ باپ کی نظرون مین اور افسرون کی نسبت زیادہ اسکی وقعت نہ تھی بلکہ انسے میل جول رکھنے کی عام اجازت تھی نادر نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر ادائے فرض منصبی مین تمنے غفلت کی تو ادنی سختی سے تمکو بھی سزا ملیگی جیسی کہ اورون کو ملتی ہے۔ آگے چلکر حسن کارگذاری پر اسنے اسکا مورخ اولاد کے اندازہ مین غلطی کی کیونکہ تیسرا لڑکا فتح اللہ مرزا اور بھی موجود تھا جسکی شادی بعد از واپسی ہندوستان میر ادریس حاکم توران کی بہن کیساتھ ہوئی۔

رتبہ ہی نہین بڑھایا بلکہ محبت پدری بھی زیادہ کی ۔ لوگونکی راے تھی یہ لڑکا باپ کے قدم بقدم ہوگا ۔ کیونکہ جب نادر شاہ ہندوستانکی مہم مین سرگرم تھا تو اسنے بڑے بڑے کارنمایان کیے ۔

قوت حافظہ نادر شاہ کی قوت حافظہ بھی کچھہ کم تعجب انگیز نہین ۔ واقعات کو بہت ہی یاد رکھتا ہی ۔ خاص خاص سردارون کے نام لیکر پکار سکتا ہی ۔ اور بہت سے ملازمونکو جنھون نے اسکی ماتحتی مین کام کیا ہی بخوبی پہچانتا ہی اور یہ بھی یاد ہے کہ کب اور کسواسطے اسنے کس کس کو انعام یا سزا دی ہی ۔ ایک یا دو سکرٹری کو وہ ایک وقت مین بتاتا اور لکھا تا جاتا ہی ایک ہی وقت مین کئی کئی کام کرتا ہی ۔ امور کی نسبت فیصلہ اور دیگر احکام جاری کرتا رہتا ہی مگر بڑے ہی عجلت اور درستی کیساتھ ۔

جنگ مین بھی وہ ایسے ہی حیرت انگیز کام کرتا ہی ۔ اس بات کا اندازہ اور تخمینہ کہ جانبین کے پاس کسقدر فوج ہی جس جلدی کے ساتھ وہ کرلیتا ہی لائق تعریف ہے وہ اپنی فوج کو بہت جلد مدد پہونچاتا ہی ۔ اگر کوئی افسر بہتا ہی مغلوب ہونے سے پیشتر پسپا ہو جاتا ہی تو وہ فوراً برسر موقع سوار ہوکر آتا اور اپنے تبر سے جو ہر وقت اسکے ہاتھ مین رہتا ہے اسکا سر کاٹ ڈالدیتا ہے ۔ کسی جنگ ۔ محاصرہ ۔ یا حقیقت لڑائی مین (گو وہ اکثر موقعون مین اپنی فوج کیساتھ رہا ہے) زخم کیسا کوئی چرکا بھی اسکے نہین لگا ۔ گو اسکی ران سواری کے گھوڑے اکثر گولیون سے زخمی ہوکر مرگئے ۔ اور خود اسکے زرہ بکتر مین گولیونسے سوراخ ہو ہو گئے ۔

جب اسنے ایسے ایسے کارنمایان اسوقت مین کئے ہین جسوقت اسکے پاس نہ آدمی تھے نہ روپیہ ۔ نہ سامان ۔ تو اب کیا پوچھنا ہے ۔ جو نہ کرے وہ تھوڑا ہے کیونکہ اب تو وہ بڑے خزانہ کا مالک ہے ۔

تمام شد